

عزلات سیریز

بلیک ہاؤنڈ

Amir
4000



منظر کلیم ایم اے

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام منظم کر رہا، واقعات اور
پیش کردہ سچے واقعاتی مضامین ہیں کسی قسم کی مجبوری
یا محکمہ مطابقت اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پیشتر
مصنف، پرنٹر، قلمی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین - سلام مسنونہ نیا ناول حاضر ہے یہ ناول
بھی وادی مختیار میں جاری تحریک آزادی کے سلسلے پر مبنی ہے۔ وادی
مختیار پر پہلا ناول "ایس۔ ایس پروجیکٹ" شائع ہوا تھا جسے قارئین
کے وسیع طبقے میں بے پناہ پسند کیا گیا تھا اور قارئین کا بھرپور اسرار تھا
کہ اس سلسلے کو جاری رکھا جائے اور میں نے بھی "ایس۔ ایس
پروجیکٹ" کی "چند باتیں" میں بھی لکھا تھا کہ وادی مختیار کے سلسلے
میں آئندہ بھی آپ ناول پڑھتے رہیں گے۔ چنانچہ وادی مختیار کی
تحریک آزادی کے سلسلے میں یہ دوسرا ناول حاضر ہے وادی مختیار میں
باری تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے کافرستانی حکومت نے ایک
خصوصی "بلیک ہانڈز" قائم کی۔ جس میں اس نے "ہودیوں
کے تربیت یافتہ افراد کو تعینات کیا اور یہ لوگ واقعی بلیک ہانڈز ہی
ثابت ہوئے۔ انہوں نے پوری وادی مختیار میں جس طرح ظلم و ستم
کے پہاڑ توڑے اس سے انسانیت، بھی کانپ اٹھتی تھی۔ تحریک
آزادی کے مختلف گروپوں کے میٹروں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ ان
بلیک ہانڈز کا خاص مشن تھا اور پھر ان کے ظلم و ستم کا دائرہ کار انتہائی
تیز رفتاری سے بڑھتا چلا گیا اور پوری وادی مختیار آہ و بکا میں ڈوب سی

ناشران _____ اشرف قریشی

_____ یوسف قریشی

_____ محمد یونس

گئی۔ لیکن پھر شاید قدرت کو وادی مشہد کے بے گناہ معصوم اور مظلوم افراد پر رحم آگیا اور ہر فرعون و راموئی کے مصداق پاکشیا سیکرٹ سروس بلیک ہاونڈز کے خلاف میدان میں اتر آئی اور ہمران بلیک ہاونڈز کے ظلم و ستم کرنے والے ظالم بازوؤں کو توڑنے اور وادی مشہد کی تحریک کو تقویت دینے کی غرض سے علی عمران اور اس کے ساتھیوں نے واقعی سرحد کی بازی لگا دی۔ آگ اور خون کے سمندر کو عبور کرتے ہوئے وہ دیوار آگے بڑھتے گئے۔ عمران اور اس کے دیر ساتھیوں نے جس طرح اپنی جانوں پر کھیل کر ان ظالم مگر انتہائی تربیت یافتہ بلیک ہاونڈز کے خلاف جدوجہد کی۔ اس کا ایک ایک لمحہ دلیری بہت جذبے اور جانفشانی کے لحاظ سے علیحدہ باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول میرے قارئین کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ کیونکہ یہ حقیقتاً ایک ناقابل فراموش کہانی ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد نے ہر اس معیار کو چھو لیا ہے جس کی خواہش قارئین کے دلوں میں ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں گے۔ اب آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں۔

”پشاور کینٹ سے گل خان ذریں صاحب لکھتے ہیں،..... آپ کے شاہکار ناول ”ڈسٹرکشن پلان“ نے مجھے واقعی ہلا کر رکھ دیا ہے اور جہاں دہرادی کا ایک ایسا پلان جو بظاہر انتہائی متعبر دکھائی دیتا ہے اور موجودہ دور میں ایک حقیقت بھی ہے۔ پورے کرہ ارض کے لئے

انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے انتہائی خطرناک کیسٹیکل اور انٹیک فیلٹے کو صانع کرنے کے سلسلے میں پوری دنیا کے باشعور افراد کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا یہ ناول اس فیلٹے کو صانع کرنے کے ذمہ دار افراد کو ”بھنڈ کر رکھ دے گا اور وہ اس انتہائی خطرناک معاملے میں آئندہ کوئی غفلت نہ کریں گے۔“

محترم گل خان ذریں صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ خطرناک کیسٹیکل اور انٹیک فیلٹے واقعی پوری دنیا کے لئے انتہائی خطرناک اور جہاں کن ہم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ستم یہ ہے کہ عوام انسان تو ایک طرف اچھے خاصے باشعور افراد کو بھی اس انتہائی خطرناک مسئلے کا پوری طرح اور آگ نہیں ہے۔ میرا اس ناول کو لکھنے پہنچی مقصد تھا کہ پوری دنیا اور خصوصی طور پر مسلمانوں کو اس انتہائی خطرناک اور جہاں کن مسئلہ سے واقف کرایا جائے۔ اور میں مطمئن ہوں کہ میں اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا ہوں کر لیتی کورنگی سے احسن شریف صاحب لکھتے ہیں..... آپ کا ناول ”ڈسٹرکشن پلان“ آپ کے سابقہ ناولوں کی طرح انتہائی منفرد اور شاندار ناول ہے۔ موجودہ دور کے انتہائی جدید اور بھینانگ ہر آدم پر آپ جس طرح قلم اٹھا رہے ہیں وہ واقعی قابلِ داد ہے۔ ”ڈسٹرکشن پلان“ ایک زندہ حقیقت ہے اور اس کے خلاف پوری دنیا کے باشعور عوام اور حکومتوں کو بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی، ورنہ واقعی ہماری یہ خوبصورت دنیا صرف سچ ہو کر رہ جائے گی بلکہ واقعی جہاں دہر باد ہو

جائے گی۔

محترم احسن شریف صاحب..... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ اس ناول "ڈسٹرکشن پلان" کا مقصد ہی دنیا کو اس بھیانک اور خوفناک خطرے سے آگاہ کرنا تھا۔ جس کے سائے اس وقت حقیقتاً پوری دنیا پر سناٹا رہے ہیں اور یہ تباہی و بربادی کا ایسا بھیانک نیکر ہے۔ جو ایک بار شروع ہو جائے تو اس کو روکنا پھر کسی کے بس کی بات نہیں رہے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس خوفناک اور بھیانک خطرے سے نشتے کے لئے باشعور اور درد مند عوام اور حکومتیں اپنے تمام ممکنہ وسائل سے کام لیں گی۔

لالہ سوہنی سے محمد علی صابری صاحب لکھتے ہیں..... "آپ کا ایک ناول "دید و پاس" پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ ہمارے ملک میں بارشیں اور سیلاب کی صورت میں جو تباہی آتی ہے۔ اس کے پیچھے کہیں خاص وجوہات نہ ہوں براہ کرم اس سلسلہ میں غرور غور کیجئے۔

محترم محمد علی صابری صاحب..... خط لکھنے اور یادآوری کا شکر ہے آپ نے جس ندے کا اعہار کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومتیں ان معاملات پر ہمیشہ نظر رکھتی ہیں اور کوئی بھی حکومت اپنے ملک میں ہونے والے اہم واقعات سے بے خبر نہیں رہا کرتی۔ آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے گیراج میں بند کی اور پھر سڑکیاں چلا لگتا ہوا وہ جیسے ہی اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا۔ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی بیڑا رہی تھی۔ وہ بار بار دروازے پر زور زور سے دستک دیتی اور پھر بیڑا لے لگ جاتی۔ حالانکہ دروازے پر تالا لگا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس عورت کی آنکھوں پر چونک بھی موجود تھی۔ اس کے باوجود وہ مسلسل دستک دیتے چل جا رہی تھی۔

"گھوڑا خانے فشر نی کر سوتا ہے یا مہر گیا ہے۔ سننا ہی نہیں....." عورت نے اس بار اونچی آواز میں بیڑا لے ہوئے کہا۔

"دروازے پر تو تالا لگا ہوا ہے بوڑھی اماں....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عورت اس کی آواز سننے ہی اس بری طرح سے اچھلی جھپے عمران کی بجائے اس نے کسی جن بھوت کی آواز سن لی ہو۔

”سردی..... ہاں سردی تو ہے۔ مگر ہم خزیوں کو سردی نے کیا کتنا ہے۔ ہمارے پاس بھوک کی گرمی جو موجود ہوتی ہے مگر سیٹھ صاحب کی اجازت کے بغیر میں اندر کیسے جاسکتی ہوں۔ سیٹھ صاحب ناراض ہو گئے تو وہ امداد بھی بند کر دیں گے.....“ بوڑھی عورت نے ساوہ سے لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ بوڑھی عورت نے اتنی سادگی میں ایسی بات کر دی تھی جس نے عمران جیسے شخص کو بھی مجبور کر رکھا تھا۔

”سیٹھ صاحب بہت اچھے اور نیک آدمی ہیں وہ کیوں ناراض ہوں گے آپ آئیے.....“ عمران کا لہجہ اور زیادہ نرم ہو گیا تھا اور پھر وہ اس بوڑھی عورت کو لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے راضی کر کے اس بوڑھی عورت کو صوفے پر بٹھایا اور نہ وہ فرش پر بیٹھنے پر مصر تھی۔ بیڑہ جلا کر اس نے بوڑھی عورت کے قریب رکھا اور پھر وہ خود باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان شاہنگ کے لئے کیا ہوا ہو گا اور اس نے جانے بنا کر اس کا تھرموس ضرور رکھا ہوا ہو گا۔ اور واقعی تھرموس اسے ملی گیا۔ فرنگ سے اس نے پھل نکالا اسے پیٹ میں رکھا اور تھرموس اور دو بیالیاں اٹھا کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آ گیا بوڑھی عورت سبھی ہوئی اپنی جگہ پر اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے اگر اس نے ذرا سی حرکت کی تو نہانے کیا ہو جائے گا۔

عمران نے پھل کی پیٹ اس کے سامنے میز پر رکھ دی اور بیالیوں میں جانے ڈال کر اس نے ایک بیالی بوڑھی عورت کے سامنے رکھ کر دوسری

”لگ لگ کون..... کون ہو تم اودہ..... اودہ۔ تم.....“ بوڑھی عورت نے خوف سے کچھ پاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار آنکھوں پر موجود بینک کو درست کر کے اودہ اور دیکھ رہی تھی جدھر عمران کھڑا ہوا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ بوڑھی عورت کی بینک میں سرے سے شیشے ہی نہ تھی۔ وہ خالی فریم آنکھوں پر بڑھائے کھڑی تھی۔

”میرا نام علی عمران ہے۔ یہ میرا فلیٹ ہے۔ آپ نے کس سے ملنا ہے.....“ عمران نے اجنبی نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اودہ تو میں غلط جگہ پر آ گئی۔ مجھے تو سیٹھ سلیمان سے ملنا تھا۔“ بوڑھی عورت نے انتہائی دل شکستہ لہجے میں کہا اور عمران سلیمان کے ساتھ سیٹھ کا لقب سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ آئی تو درست جگہ پر ہیں مگر سیٹھ سلیمان اس وقت موجود نہیں ہیں۔ دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔ لیکن آپ فرمائیں آپ کو ان سے کیا کام ہے.....“ عمران نے تھک کر دہلیز کے نیچے مخصوص جگہ پر موجود چابی نکال کر تالا کھولنے ہوئے کہا۔

”حت..... حت تم سیٹھ کے ملازم ہو شاید.....“ بوڑھی لہاس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں میں سیٹھ صاحب کا شیئر ہوں.....“ آئیے اندر آجائیے باہر کافی سردی ہے اور آپ کے جسم پر مناسب گرم لباس بھی موجود نہیں.....“ عمران نے تالا کھول کر دروازے کو دھکیلنے ہوئے کہا۔

اب آپ مجھے بتائیے کہ آپ کو سنیہ سلیمان سے کیا کام ہے۔ میں ان کا پیڑھوں اور ان کا حکم ہے کہ جو بھی آئے وہ چلے مجھے اپنا سلسلہ بتائے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

غریبوں کو امیروں سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ میرے دو جوان بیٹے ہیں دونوں اس وقت جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ ایسی حالت دشمنوں کی بھی نہ کرے۔ روٹی تو ہمیں مل جاتی ہے مگر..... بوڑھی عورت نے کہا اور ہر فقرہ مکمل کیے بغیر وہ بے اختیار چٹکیاں لے لے کر رونے لگ گئی۔

ارے ارے بوڑھی اماں۔ رویے نہیں..... میں بھی آپ کا بیٹا ہوں۔ آپ مجھے بتائیے کہ آپ کیا جانتی ہیں۔ کھل کر بتائیے..... عمران نے اٹھ کر بوڑھی اماں کے قریب آکر بیٹھتے ہوئے اجتنائی نرم لہجے میں کہا۔

دو تھوڑے سے دو جوان بیٹوں کو معذور کر دیا ہے۔ میری دونوں بہنوں کو وہ اٹھا کر لے گئے۔ اور پھر ان کی لاشیں ہی ملیں۔ نہانے کس طرح ہم یہاں پہنچے۔ ہمارا سب کچھ وہیں دو گیا۔ سب کچھ وہیں رہ گیا مجھے جہاں کسی نے بتایا ہے کہ سنیہ سلیمان آکر غریبوں کی مدد کرتا ہے۔ بتانے میں گرتی پڑتی سنیہ کے پاس آتی ہوں۔ اس نیک آدمی جس نے مجھے سنیہ صاحب کے متعلق بتایا تھا وہی مجھے جہاں سنیہ صاحب کے پاس مجھوڑ گیا ہے..... بوڑھی عورت نے کہا۔

کن کن دونوں کی بات کر رہی ہیں آپ..... اور کہاں رہتی ہیں آپ۔

جانی لپٹے سانسے رک لی۔ بوڑھی عورت اس طرح حیرت سے چائے اور پھلوں کو دیکھ رہی تھی جیسے یہ چیزیں اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی ہوں۔

بوڑھی اماں یہ چائے بھی آپ نے پہنی ہے اور یہ پھل بھی آپ نے کھائے ہیں۔ یہ سنیہ سلیمان کا حکم ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

م..... م..... میں نے..... مگر..... میں تو غریب ہوں میں انہیں کیسے کھا سکتی ہوں..... بوڑھی اماں نے اس طرح حیران ہو کر کہا جیسے یہ چیزیں اس کے لئے شجر صنود کا دور چہرہ رکھتی ہوں۔

سنیہ سلیمان کا حکم ہے اور سنیہ سلیمان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں..... عمران نے کہا۔

اوہ کہیں سنیہ صاحب ناراض ہو گئے تو میں کہاں جاؤں گی..... بوڑھی عورت نے کہا اور پھر وہ اس طرح پھلوں پر نوٹ پڑی جیسے نچانے کتے حرسے سے بھڑکی ہو۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پلیٹ میں سو جو چھ کیلے اور چار سیب دکھائی اور پھر اس نے چائے کا کپ بھی پی لیا۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ بوڑھی عورت کے چہرے پر گرگم چائے پینے اور پھل کھانے کے بعد قد سے رونق سی آگئی تھی۔

اللہ تعالیٰ سنیہ صاحب کو اس کی جزا دے گا۔ اس خود غرضی کے دور میں ایسے نیک لوگ بھی اللہ تعالیٰ آفریدہ کر ہی دیتا ہے۔ وہ واقعی بیہ حد رحیم و کریم ہے..... بوڑھی عورت نے باتا بندہ دعا دیتے ہوئے کہا۔

..... عمران نے ہوسٹ پیچھے ہونے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بوڑھی عورت کوئی جواب دیتی کال بیل بج اٹھی اور بوڑھی عورت بے اختیار گھبرا گئی۔

”گھبراہٹیں نہیں۔ آپ کا اپنا ہی گھر ہے۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے سلیمان تھیلوں سے لدا کھڑا تھا۔

”آپ جلدی آگئے۔“ آپ نے تو کہا تھا کہ رات کو در سے واپسی ہوگی۔“ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں بس ایسا ننگ موڈ بدل گیا تھا۔ ایک عاتون تم سے ملنے آئی ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عاتون اودہ واقعی..... اس نے آپ جلدی آگئے ہیں۔“ نبانے آپ کو ایسی باتوں کا علم پہنچی کیسے ہو جاتا ہے۔“ سلیمان نے جو تک کر کہا اور پیرایاتی فقرہ اس نے برا سامنے بٹاتے ہوئے کہا۔

”دھیری اماں ہیں۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بب بب بڑی بیگیم..... اودہ..... اودہ..... سلیمان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا ہرہ پلکت زور بڑھ گیا تھا۔

”ہر بوڑھی عورت میری اماں کا درجہ رکھتی ہے سلیمان۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بوڑھی عورت..... سلیمان نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اسی دوران وہ ڈرائنگ روم کے دروازے تک پہنچ چکے تھے۔

”سلیپ سلیمان صاحب آگئے ہیں۔“ عمران نے بوڑھی عورت سے کہا تو بوڑھی عورت اس طرح جھکے سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کی بوڑھی فریوں میں نئے سپرنگ لگ گئے ہوں۔

”م..... م..... میں نے اپنی مرضی سے کچھ نہیں کیا۔ م..... م..... میں تو..... بوڑھی عورت نے بری طرح بھلاتے ہوئے کہا۔

”اودہ یہ تو شاید مشکبیر کیپ سے آئی ہے۔“ نیچے یاد دہانے کہ میں نے اسے وہاں دیکھا تھا..... سلیمان نے عورت سے بوڑھی عورت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”مشکبیر..... کیپ کیا مطلب۔“ یہاں دارالحکومت میں مشکبیر کیپ کہاں سے آگیا..... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تو آپ کو معلوم ہی نہیں..... یہاں ایک بڑا کیپ بنایا گیا ہے اور یہاں ان لوگوں کو رکھا گیا ہے جو کافرستانی دردنگی کا بری طرح شکار ہوئے ہیں۔ تاکہ غیر ملکی سفیروں اور مہمانوں کو ان کی حالت زار دکھائی جائے۔ میں دروازہ وہاں جا کر نقد رقم اور کھانے پینے کی چیزیں بانٹ آتا ہوں۔“ سلیمان نے جواب میچے ہوئے کہا۔

”اودہ تم نے مجھ سے ذکر ہی نہیں کیا۔“ عمران نے کہا۔

”جو کچھ میں دے آتا ہوں وہ آپ کا ہی ہوتا ہے۔“ سلیمان نے مختصر سا جواب دیا۔

”مجھے بتاتے تو میں جس زیادہ رقم دے دیتا۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میں تو صرف استیجاباتی تھی کہ میرے دونوں بیٹوں کا اس طرح علاج ہو جائے کہ وہ معذوری سے بچ جائیں۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ ان کا علاج ہو سکتا ہے لیکن جہاں نہیں کسی اور ملک میں اور اس کے لئے بہت رقم چاہئے۔ ٹیک دل ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ وہ کوشش کر رہا ہے مگر..... بوڑھی عورت نے دوبارہ روناشروع کر دیا۔

”ارے ارے..... آپ نے پھر روناشروع کر دیا..... ارے آپ روئیں نہیں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا علاج ہوگا اور ضرور ہوگا۔ چاہے دیا کے کسی بھی ملک میں ہو..... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔“

”اگر ایسا ہو جائے تو کم از کم مرتے وقت مجھے سکون تو مل جائے گا۔“

درد میرے معذور بیٹوں کی زندگی تھانے کہاں کہاں بھینک مانگتے گزرے گی..... بوڑھی اماں نے اپنے آنسو ہاتھ سے پونچھتے ہوئے کہا۔

”سلیمان.....“ اچانک عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”اوہ اوہ تم سنیے صاحب کو اس طرح آواز دے رہے ہو وہ ناراض ہو جائیں گے.....“ بوڑھی اماں نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنیے کا اپنا حکم ہے کہ اسے اسی طرح پکارا جائے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ..... کس قدر ٹیک آدمی ہے۔ استیبا سنیے ہو کر بھی اتنی

انکسادی..... بوڑھی عورت نے انتہائی حیرت میرے لہجے میں کہا۔

”جی صاحب.....“ اسی لمحے سلیمان نے دروازے پر پہنچتے ہوئے کہا

”زیادہ رقم..... وہ کہاں سے آجائی.....“ سلیمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

”تو جہاد کیا ٹیال ہے۔ میرے پاس صرف وہی رقم ہوتی ہے جو میرے کوٹ کی چیموں میں ہوتی ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اس رقم کو زیادہ کہہ رہے ہیں جو آپ نے اپنے خاص کمرے کی خفیہ جھوڑی میں رکھی ہوئی تھی تو اسے زیادہ کہنا تو سراسر زیادتی ہے۔ وہ تو میں لاکھ روپے تھے۔ صرف بیس لاکھ.....“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خدا تم سے مجھے..... بہر حال ٹھیک ہے جلاؤ۔ میں بات کر رہا ہوں بوڑھی اماں سے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ بوڑھی اماں اسی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔

”ارے آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھ جلیئے۔“ سنیہ سلیمان نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ آپ جو مدد چاہتی ہیں آپ کی کر دی جائے اب آپ مجھے کمال کر بتائیں کہ آپ کیا چاہتی ہیں۔ کیا صرف نقد رقم آپ کو چاہئے تو وہ مل جائے گی۔ اور کوئی امداد آپ چاہتی ہیں تو وہ بھی مل جائے گی.....“ عمران نے بوڑھی اماں سے مطالبہ ہو کر کہا۔

”میں نے رقم کا کیا کرنا ہے..... ہم کھڑو اور بے بس لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے نقد رقم کا تہ جہاں کسی بد معاش کو ہو جائے تو ہم اس کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں۔ دیا میں اچھے برے سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔“

بکرا نکار کر دیا مگر عمران نے سنت سماعت کر کے اسے کار میں بٹھایا اور پھر کار آہستہ آہستہ چلاتا ہوا وہ پہلے مین مارکیٹ پہنچا۔

”آؤ اماں سیٹھ سلیمان کا حکم ہے کہ پہلے تمہارے لئے بینک بنوائی جائے۔“ عمران نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے گھوم کر اس نے کار کا دروازہ خود کھولا۔

”بینک..... ادا بینک تو ہے۔ مگر تمہارے کیا ہوا ہے بینک کو آج صبح سے غراب ہو گئی ہے۔“ نیچے صاف نظری نہیں آ رہا۔..... بوزھی عورت نے بھڑی سے ہجرے پر موجود بینک کو سنہلایے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو سیٹھ سلیمان نے حکم دیا ہے۔ آئیے بھڑی کریں اگر سیٹھ سلیمان کا حکم فوری نہ مانا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں نہیں۔ درندہ میرے بیٹوں کا علاج کیسے ہو گا۔ نہیں میں اس کا حکم مانوں گی۔ وہ تو ویسے بھی نیکی کا فرشتہ ہے۔ اس کا حکم مانا تو فرض ہے۔“ عورت نے بھڑی سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر سنہالا اور پھر اسے نیچے اتار کر اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور اسی طرح بازو سے پکڑے دو اسے لئے ہوئے ایک آبی سپیشلسٹ کی دکان میں لے گیا۔ توڑی دریاہ بوزھی عورت کی آنکھیں نیٹ ہو گئیں اور ایک فریم بھی بن کر آ گیا۔

”ارے اوہ یہ تو مجھے صاف نظر آنے لگ گیا ہے۔“ ایڈ سیٹھ سلیمان کو جڑا دے..... بوزھی عورت نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”سنو تم نے کیپ کا ٹیکر لگا دیا ہے۔ وہاں کھٹے افراد ہیں۔“..... مرار نے پوچھا۔

”جی تقریباً تین سو افراد ہیں جن میں ایک سو شدید زخمی ہیں۔ کیپ میں ہی اسپتال بنایا گیا ہے۔“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ کیپ اور کون ہے اس کا انچارج۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ریڈ کر اس کے تحت کیپ ہے۔ انچارج کوئی شیر صاحب ہیں، بڑے میدان کے، پچھلے حصے میں قائم کیا گیا ہے۔“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”اوہ۔“..... عمران نے کہا اور پھر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے بوزھی اماں میں آپ کے ساتھ کیپ چلتا ہوں تاکہ آپ کے بیٹوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر صاحب سے بات چیت کر سکوں۔“..... عمران نے کہا اور بوزھی اماں نے بے اختیار دونوں ہاتھ دعا کے اعداد میں اٹھائے۔

”یا اللہ تو رحیم و کریم ہے۔ تو ہی سیٹھ سلیمان کو اس کی اس نیکی کا جڑا دے سکتا ہے۔ میں تو بے بس عورت ہوں۔“..... بوزھی عورت نے انتہائی خشوع و خضوع سے دعا مانگتے ہوئے کہا اور دروازے پر کھڑا سلیمان کچھ بولنے لگا تھا کہ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ اور پھر وہ بوزھی عورت کو ساتھ لئے فلیٹ سے نیچے آیا اور گیراج سے اس نے کار باہر نکال لی۔ بوزھی عورت نے کار میں بیٹھنے سے

جاتا تھا جواب دیا۔

”آئیے اماں میں آپ کو گیٹ کے اندر پہنچاؤں۔“ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی بولچی عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جنتاب میں آپ کو جانتا ہوں۔ میں بیٹے واپسی جنس میں تھا۔ مگر حکم ہے کہ جب تک سفیر صاحب واپس نہ چلے جائیں کسی کو گیٹ کے اندر نہ جانے دیا جائے۔“ آفسیر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”نصیبک ہے۔۔۔۔۔ حکم بہر حال حکم ہوتا ہے۔ میں رک جاتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پولیس آفسیر عمران کی بات سن کر اس طرح حیران ہو گیا جیسے اسے عمران سے اس جواب کی توقع ہی نہ تھی۔

”آپ ابھی کار میں بیٹھیں اماں جی۔ کوئی غیر ملکی سفیر صاحب آئے ہوئے ہیں اس لئے گیٹ میں واقعہ بند ہے۔ وہ چلے جائیں گے تو میں آپ کو لے جاؤں گا۔“ عمران نے کہا اور عورت سر ہلاتے ہوئے دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔ شاید وہ بیٹے سے جانتی تھی کہ جب کوئی بڑا آدمی گیٹ میں آتا ہے تو کسی کو اندر نہیں جانے دیا جاتا۔

”آپ بولچی اماں کا خیال رکھیں گے۔“ عمران نے پولیس آفسیر سے کہا اور خود وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جو حکاریں موجود تھیں سر سلطان کا سرکاری ڈرائیور دوسرے ڈرائیوروں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ اس نے جب عمران کو دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کر دیا۔ اور اس کے سلام کرنے پر دوسرے

”آئیں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اسے جا کر واپس کار میں بٹھایا اور خود ایک اور دکان میں جا کر اس نے بولچی عورت کے لئے نیا گرم لباس۔ شال۔ منظر۔ سوئٹر۔ جرسی۔ گرم جرابیں اور جمانے کیا کیا خریدے اور ہنڈل اٹھائے وہ واپس کار کی طرف آیا۔ ہنڈل اس نے کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور خود ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کار کی گیٹ کی طرف تھا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اپنے آپ پر نغزین بھیج رہا تھا کہ اسے اب تک اس گیٹ کی موجودگی کا علم کیوں نہ ہو سکا تھا۔

گیٹ واقعی خاصا بڑا تھا۔ ایک طرف ہسپتال بھی تھیں کے اندر بنایا گیا تھا۔ یہ گیٹ عافی ریڈ کر اس اور پاکیشیا کی ہلال احمر نے مشترکہ طور پر بنایا تھا۔ اس وقت بھی وہاں دس بارہ نئے ماڈل کی کاریں موجود تھیں اور پولیس اور اور پھیلے ہوئی تھی اور پھر عمران سر سلطان کی سرکاری کار دیکھ کر چونک پڑا۔

عمران نے جیسے ہی کار روکی ایک پولیس آفسیر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر قرعہ آگرو ہو تک پڑا۔

”اے عمران صاحب آپ۔۔۔۔۔ پولیس آفسیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کون آیا ہوا ہے۔ آفسیر۔“ عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

”جی کوئی غیر ملکی سفیر ہیں۔“ پولیس آفسیر نے جو شاید عمران کو

”میں کیپ کا دورہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو۔۔۔۔۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سواری مجھے بے حد ضروری کام ہیں۔ تم دورہ کر کے میرے دفتر آجانا
 پھر بات ہوگی۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے جواب دیا۔

”یہ دورہ میری ذاتی حیثیت سے نہیں ہو رہا۔ میں ایکسٹرنل مائنڈنگ کر
 رہا ہوں۔۔۔۔۔“ عمران نے سخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے واقعی ضروری کام ہیں۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے احتجاج کرنے کے
 سے انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے میں جیف کو پورٹ وے دوں گا۔۔۔۔۔“ عمران کا بھرا
 زیادہ سنجیدہ ہو گیا اور سر سلطان جلوی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔

”کیا بات ہے۔ تم ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہو رہے ہو۔۔۔۔۔“ سر
 سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر سلطان آپ نے کہاں یہ ٹائٹل جو ٹاکرنگی ہے۔ کیا آپ کا فرض نہ
 تھا کہ آپ سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں اطلاع دیتے یا کم از کم مجھے
 ہی بتا دیتے۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ تم اس لئے ناراض ہو رہے ہو۔ یہ کیپ ضروری تھا۔ اس
 طرح ہم غیر ملکی سفیروں اور دوسرے غیر ملکی مہمانوں کو یہ دکھا سکتے ہیں
 کہ کافرستان داؤی مشکبار میں کتنے قدر قلم ڈھا رہا ہے۔ اس سے فائدہ
 دراصل تحریک مشکبار کو ہی مل رہا ہے اور جہاں تک ہمیں بتانے کی
 بات تھی۔ یہ زخمیوں کا کیپ ہے مجرموں کا نہیں۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے

ڈرائیوروں نے بھی سلام کرنے شروع کر دیئے۔

”سر سلطان جہاں پہلی بار آئے ہیں یا پہلے بھی آتے رہے ہیں۔۔۔۔۔“
 عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”اس کیپ کو قائم ہونے دو ماہ ہو گئے ہیں اور تقریباً روز ہی بڑے
 صاحب آتے ہیں۔۔۔۔۔“ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس لمحے
 پولیس کی لنڈیاں بیٹنے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران اور دوسرے ڈرائیور
 چونک پڑے۔ عمران نے کیپ کے مین دروازے سے چند غیر ملکیوں کے
 ساتھ سر سلطان اور دوسرے اعلیٰ آفیسرز کو باہر آتے ہوئے دیکھا کاروں
 کے ڈرائیور تیزی سے اپنی اپنی کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔ اور چند لمحوں بعد
 سب کاریں تیزی سے چلتی ہوئیں اس طرف کو بڑھنے لگیں جہاں مہمان
 موجود تھے۔

”سر سلطان کو کہنا کہ عمران جہاں موجود ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے سر
 سلطان کے ڈرائیور سے کہا کچھ کارے کر اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔

”میں سر۔۔۔۔۔“ ڈرائیور نے کہا اور کار آگے بڑھا کر لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد کاریں مہمانوں کو سوار کر کے آگے بڑھ گئیں۔ مگر سر
 سلطان کی کار تیزی سے مڑی اور اس طرف آگئی جہاں عمران کھڑا تھا۔
 پولیس والے سیکرٹری عمارت کی کار کو اس طرح گھوم کر ادھر آتے دیکھ کر
 بوکھلا کر ادھر ہی دوڑ پڑے۔

”تم عمران اور جہاں۔ آؤ کیوں کھڑے ہو۔۔۔۔۔“ سر سلطان نے کاری
 کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں سمجھا بھروسے نے یہاں کیسے لگا رکھا ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس بھی انسانوں پر مشتمل ہے۔“..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے جہادے چہرے پر مسکراہٹ تو آئی۔“..... سر سلطان نے اطمینان بھرا غویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ آجے میرے ساتھ..... آپ سے چند ضروری احکامات دلانے ہیں۔ آپ بہت بڑے افسر ہیں۔ آپ کے احکامات کی فوری تعمیل ہوگی۔ جب کہ مجھ بچاڑے کو تو کسی نے بوجھنا بھی نہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس پولیس آفیسر کو اشارہ کیا جس نے اسے اندر جانے سے روکا تھا۔

”یہی سر..... پولیس آفیسر نے تیزی سے آگے آکر باقاعدہ سلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”سیری کار میں جو بوزی خاتون یہ بٹھی ہیں انہیں عزت و احترام سے لے آؤ اور کار کی عقبی سیٹ پر ایک بندوق بڑا ہے وہ بھی لے آؤ۔“..... عمران نے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا اور پولیس آفیسر ایک بار پھر سلوٹ کر کے واپس مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا عمران کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”کون بوزی خاتون..... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”اسی کیسپ کی خاتون ہے۔ آپ نے تو اطلاع نہیں دی اس لئے اس بوزی پچاری کو اطلاع دینے کی تکلیف اٹھانی پڑی۔“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنو عمران میں نے واقعی انتہائی ضروری میٹنگ انڈر کرنی ہے اگر تم نے کوئی احکامات دیتے ہیں تو میں کیسپ انچارج کو بلا کر کہہ دیتا ہوں جہادے احکامات کی فوری تعمیل کی جائے گی۔“..... سر سلطان نے کہا۔

”اور اچھا ٹھیک ہے۔ آپ کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ آپ واقعی مصروف ہیں۔“..... عمران نے کہا، اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر ایک پولیس آفیسر کو کیسپ انچارج کو بلانے کا حکم دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد کیسپ انچارج جو ایک افسر عمر آدمی تھے تیز قدم اٹھاتے ان کے قریب پہنچے اور انہوں نے بڑے ادب سے سر سلطان کو سلام کیا۔

”شیر صاحب..... یہ علی عمران صاحب ہیں انہوں نے کیسپ کا دورہ کرنا ہے اور جو احکامات یہ دیں گے انہیں فوری طور پر پورا کیا جانا آپ کا فرض ہوگا۔ مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہئے۔“..... سر سلطان نے حکم نامہ لکھتے ہوئے کہا۔

”یہی سر..... کیسپ انچارج نے جواب دیا اور پھر حیرت سے وہ عمران کو دیکھنے لگا۔

”اب مجھے اجازت ہے۔“..... سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اب آپ جا سکتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان جلدی سے اپنی کار کی طرف مڑے۔ ڈرائیور نے انہیں کار کی طرف مڑتے دیکھ کر دروازہ کھولا اور پھر سر سلطان کے اندر بیٹھنے کے

آپ گھبراہٹ میں نہیں اسکا مات ادا کے سلسلے میں ہی ہوں گے آپ کی تبدیلی کے نہیں..... عمران نے جواب دیا اور شیر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ کیپ کی وجہ سے عمران بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال رہے ہوئے تھا۔ کیپ واقعی کافی بڑا تھا اور وہاں صفائی ستھرائی بھی اچھی تھی۔ عمران کیپ میں گھوم کر دوسری طرف بے ہوئے ہسپتال کی طرف بڑھ گیا۔

شیر صاحب اب پہلا حکم نوٹ کر لیٹے۔ کہہ رہا تھا جتنے بھی افراد ہیں۔ ان سب کے لئے گرم لباس فوری طور پر مہیا کیجئے۔ نمبر دو۔ ہسپتال میں جس قدر مرثیہ ہیں ان میں سے جتنے افراد کا علاج یہاں ہو سکتا ہے فوری طور پر اس کا بندوبست کیجئے اور جتنے افراد کا علاج فیئر فلک میں ہو سکتا ہے۔ ان کے لئے انتظامات کیجئے۔ اور اس کے سارے اغراضات سمیٹے سلیمان ادا کرے گا..... عمران نے کہا۔

مگر جناب اس کے لئے تو بہت بڑی رقم چاہئے اور اتنی رقم تو..... شیر نے حیران ہو کر کہا۔
”رقم کی فکر نہ کیجئے..... اندازاً کتنی رقم چاہئے ہوگی.....“ عمران نے بوجھا۔

”جی سیر اندازہ ہے کہ اس کے لئے پچاس لاکھ روپے خرچ آئیں گے“..... شیر نے جواب دیا۔

آپ کو ساڑھے لاکھ روپے مل جائیں گے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے چیک بک نکالی۔ ساڑھے لاکھ روپے کا چیک

بعد اس نے دروازہ بند کیا اور عمران کو سلام کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھی اور ٹرن لیتی ہوئی کپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس لمحے پولیس آفیسر اس بوڑھی خاتون کو ساتھ لئے اور بٹل اٹھائے عمران اور کیپ انپارچ کے پاس کھڑے ہوئے۔

”آئیے امیں جی..... اب بڑے افسر چلے گئے ہیں اس لئے اب ہم اندر جا سکتے ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے بوڑھی عورت سے کہا اور مزے کر کیپ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ کا پورا تعارف اگر ہو جائے تو..... کیپ انپارچ نے ہنچاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام علی عمران ہے..... یہاں کی ایک خیر شخصیت بتاب سیٹھ سلیمان کا شیر ہوں۔ یہ خاتون ادا کے لئے سیٹھ سلیمان کے پاس پہنچی تو سیٹھ نے کیپ کے حالات معلوم کرنے اور ان کی ادا کے لئے مجھے یہاں بھیجا اور ساتھ ہی سیکرٹری خارجہ کو بھی فون کر دیا۔ سیٹھ سلیمان کے تعلقات براہ راست صدر صاحب سے ہیں اس لئے یہ پچارے سیکرٹری ٹائپ آفیسر بھی ان کی خواہش کرتے رہتے ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ اوہ..... اچھا بتاب..... میرا نام شیر علوی ہے اور میں بلال اختر کا زوجہ وائٹیکٹر ہوں اور اس کیپ کا انپارچ بھی ہوں۔ لیکن سیکرٹری صاحب اسکا مات کے بارے میں فرما رہے تھے.....“ شیر نے اجنبی مودبانہ لہجے میں کہا۔

کاٹا اور شیر کی طرف بڑھا دیا۔

”اس کی رسید بھی دے دیجئے اور فوری طور پر اسے بینک سے کیش کر لیجئے۔ میں ابھی نہیں ہوں۔ میرے سسٹے کم از کم گرم کپڑے آج لے جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ سر۔“ نصیبک ہے سر۔“ شیر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اسے توقع ہی نہ تھی کہ عمران اتنی بڑی رقم کا چیک دے گا۔

”فکر نہ کریں یہ چیک فوری طور پر کیش ہو جائے گا۔ اور میں صرف سب سے سلیمان کا ہی شہر نہیں ہوں۔ ایک اور مفید شخصیت کا بھی شہر ہوں اس لئے اتنی رقم کا چیک ان سے بھی ڈنڈا دوں گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وہ کون صاحب ہیں۔“ شیر نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”ان کا نام بھی فیاض ہے اور وہ طبیعت کے بھی فیاض ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس طرف بڑھ گیا جہاں دو بیڈز کے درمیان وہ بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی اسے لنگر آ رہی تھی۔ پولیس آفیسر بنڈل اٹھا لے کر کھڑا تھا۔

”اماں مٹی۔“ اس بنڈل میں آپ کے لئے کپڑے ہیں۔ اور سب سے سلیمان صاحب کا حکم ہے کہ آپ فوری طور پر یہ کپڑے جہن میں سہارا لیتا کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں آپ کپڑے تبدیل کر سکتی ہوں گی۔ میں آفیسر آپ کے ساتھ جائے گا۔ جب آپ کپڑے جہن لیں گی تو

آپ کو اپنے ساتھ واپس لے آئے گا۔ میں اس دوران آپ کے بیٹوں سے بات کروں گا۔ ویسے فکر نہ کریں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا اب غیر ملک میں علاج ہوگا۔ اور یہ دونوں نصیبک ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور بوڑھی عورت کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپک کر کے آنسو بہہ نکلے اور اس نے ایک بار پھر سب سے سلیمان کے حق میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور جب وہ پولیس آفیسر کے ساتھ کپڑے تبدیل کرنے کے لئے چلی گئی تو عمران اس کے بیٹوں سے مخاطب ہو گیا۔ عمران نے اپنا تعارف سب سے سلیمان کے شیر کے خور پر ہی کر لیا۔ یہ دونوں جڑواں بھائی بچتے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنا نام عجبی اور دوسرے نے مرتضیٰ بتایا تھا۔ عمران ان کے قریب یہ پٹھان کے حالات سننا رہا۔

”کاش۔۔۔۔۔ ان ظالموں کو کوئی اس ظلم سے روک سکتا۔ وہ واقعی اپنے نام کی طرح خود خوار کالے درندے ہیں۔ نہ جانے کتنے مشکبازی ان کی زندگی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔“ عجبی نے روتے ہوئے کہا تو عمران جو تک پڑا۔

”ظالم کی طرح خود خوار کالے درندے۔ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”وہ ایک پراسرار فوجی گروپ ہے جو اپنے آپ کو بلیک ہاؤنڈ کہلاتا ہے۔ انہوں نے مشکبازی مجاہدین پر اس قدر ظلم ڈھائے ہیں اور ڈھا رہے ہیں کہ شاید پوری کافرستانی فوج بھی اپنی زندگی کے باوجود اس قدر ظلم نہ ڈھا سکتی۔ وہ عام مشکبازی کو انڈا کر کے لے جاتے ہیں اور ان پر

کے ختم کر دیا ہے۔ مجاہدین کے کئی ہڈے ان کے ہاتھوں جہاں ہو چکے ہیں لیکن کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ اچانک سامنے آتے ہیں اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں۔..... تجبی نے جواب دیا۔

ان کے متعلق تفصیلات کسی سے مل سکتی ہیں۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

مجاہدین کے کسی بڑے لیڈر سے ہی مل سکتی ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں۔..... تجبی نے جواب دیا اور عمران نے انجابت میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت غمخیز سنجیدگی ابھرنی لگی تھی۔

انسانیت سوز حکم دھاتے ہیں اور پھر ان میں سے کوئی زندہ بچ کر نہیں آتا ہم دونوں مجاہدین کو بھی وہ اٹھالے گئے تھے اور پھر تین روز تک نام پر انتہائی انسانیت سوز حکم کیا جاتا رہا۔ ایسا ظلم کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے ہمارے چار معصوم بچوں کو ہمارے سامنے اس طرح ذبح کیا کہ اس زندگی سے بھیدوں بکریوں کو بھی کوئی ذبح نہیں کرتا۔ ہماری بیویوں کے ساتھ ہمارے سامنے انتہائی شرمناک سلوک کیا گیا اور وہ بچاریاں اس زندگی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار گئیں۔ اچھا ہوا کہ سرگئیں۔ ویسے بھی اس سلوک کے بعد وہ زندہ کہاں رہ سکتی تھیں۔ وہ ہمیں بھی یقیناً مار ڈالے لیکن ہماری زندگی باقی تھی کہ اچانک وہاں مجاہدین کی ایک جماعت نے چھاپ مارا۔ اور وہ فرار ہو گئے۔ مجاہدین کی جماعت نے ہمیں اٹھا کر اس جگہ پہنچا دیا۔ جہاں سے ہمیں آؤ تو مشکبہار بھیجا جاسکتا تھا کیونکہ ہمارے زخم اس طرح کے تھے کہ وہاں ہمارا علاج ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہمیں آؤ تو مشکبہار بھجوا دیا گیا تھا اور پھر وہاں سے ہمیں یہاں لے آیا گیا ہے۔..... تجبی نے جواب دیا۔

یہ بلیک ہاؤنڈز کیا کافرستانی فوج سے ہٹ کر کوئی خفیہ ہے۔..... عمران نے پوچھا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

ہمیں تو وہ فوجی ہی لگتے تھے ان کا نام گزشتہ چھ ماہ سے سامنے آنے لگا ہے۔ انتہائی پیر محلے، شاطر اور درد مند صفت لوگ ہیں۔ مجھے کیپ میں ایک لیڈر صاحب نے بتایا تھا کہ جب سے یہ بلیک ہاؤنڈز خفیہ سامنے آئی ہے، تحریک پر انتہائی برا اثر پڑ رہا ہے انہوں نے کئی لیڈروں کو نکال کر

..... باس نے کہا اور پھر باری باری غور سے ایک ایک کو دیکھنے کے بعد اس نے دوبارہ خاموشی توڑتے ہوئے گنگٹکو کا آغاز کیا۔

”ایک اہم معاملے پر گنگٹکو کے لئے میں نے جس میں جہاں اکٹھا کیا ہے..... باس نے غور سے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس..... ان چاروں نے موٹو بانے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کافرستانی حکومت سے ہمیں ایک اہم اطلاع منگوانی گئی ہے حکومت کے خبروں نے اطلاع دی ہے کہ حرمت پسندوں کا ایک خفیہ باجوڑا ایک چھوٹے سے کمرے میں ایک میز کے گرد چار کافرستانی بیٹھے ہوئے گروپ کافرستانی فوج کے سب سے بڑے اسلحے کے سنور کو حیاہ کرنے کے تھے۔ ایک کرسی خالی تھی۔ ان چاروں کے جسموں پر کافرستانی فوج کی کاپی لئے منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ حکومت نے بلیک ہاؤنڈز کی ڈیوٹی لگائی ہے یہ نیکارم تھی لیکن کاندھوں پر سنار موجود نہ تھے۔ بلکہ کالے رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ ہم فوری طور پر اس گروپ کو نہیں کر کے اسلحے کے اس بڑے سنور کو کراہیں تھا۔ ویسے وہ جسمانی طور پر انتہائی نحوس جسموں کے مالک تھے۔ حیاہ ہونے سے بچائیں۔ اس سلسلے میں یہ سینکڑوں میں نے کال کی ہے اس لئے کمرے کا بند دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر بھی فوجی یہ نیکارم تھی لیکن اس کے کاندھے پر سیاہ رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ باس تھا۔ اس کے اندر آتے ہی وہ چاروں اس کے کمرے ہو گئے۔

”صرف اتنا اشارہ ملا ہے کہ مہتاب باغ کا ایک نامہ انعام حرمت پسندوں کے اس گروپ سے شملک ہے۔ اور بس..... باس نے کہا۔

”نصیحت ہے..... اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں..... سرے آدمی نے کہا۔

”صرف معلومات حاصل کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اسلحے کا

..... باس نے کہا اور وہ چاروں بھی بیٹھ گئے باس نے جیسے سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس پر لگے ہوئے دو بین ویاہیئے۔ آگے ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اب یہ کرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا۔

دہی کرتے ہیں جو کچھ کر نہیں سکتے اور جو کچھ کر سکتے ہیں، دو دعویٰ نہیں کیا کرتے..... تنہا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا سوڈا اصل بات سامنے آتے ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔

”واہ! کہتے ہیں جذبہ صادق کہ آدمی بغیر فلسفہ پڑھے بھی فلاسفر بن جائے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے لفٹ کا بلن دیا دیا۔ لفٹ کا دروازہ کھلتا تو عمران تنہا کو ساتھ آئے کا اشارہ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ تنہا بھی اندر آ گیا تو عمران نے دروازہ بند کر کے آٹھویں منزل کا بلن دیا دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔

”کس سے ملتا ہے یہاں اور کیوں.....“ تنہا نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو تجھیں چیف نے کچھ نہیں بتایا.....“ عمران نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اس بات پر حیرت ہوئی ہو۔

”نہیں..... صرف استعفیٰ دیا ہے کہ میں فوری طور پر شمس پلازہ پہنچ جاؤں۔“ عمران دہان آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کسی سے ملاقات کرنی ہے..... تنہا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران مسکرایا۔

”اے غایب جہاد! جذبہ صادق سے ڈر لگتا ہے کہ زیادہ لمبی بات نہیں کرتا کہ تمہارے کس وقت تم پر نفس کیفیت طاری ہو جائے اور تم لمبی لمبی بکاردی میں بن میں لاپتہ شروع کر دو.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”سنو میرے ساتھ یہ فیصلوں کو اس کرنے کی ضرورت نہیں۔“ دعویٰ

”وہ بارگراں جس میں آدمی کو انتظار میں بھی لطف آتا ہے.....“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے.....“ بارگراں انتظار میں لطف..... سیدھی طرح بتا دیا کہنا چاہتے ہو.....“ تنہا نے بری طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جو یہ پاراضحائے ہی مدہ تو اسے گراں نہیں سمجھتے۔ لیکن لوگ.....“ سمجھتے ہیں کہ یہ بارگراں ہے۔ اور وہ پتارے پتھر مار کر اس بار کو نیچے گرا بنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں.....“ عمران لکھا آتی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

”میرا خیال ہے.....“ جہاد داغ اب کھل طور پر غراب ہو چکا ہے..... آخر کار تنہا نے بری طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے اختیار افس پڑا۔

”یار دعویٰ بھی کرتے ہو اور عقلمند بھی بننے ہو..... عقل اور عشق کا تو آپس میں اڈل سے ہیر دبا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم عاشقی کی بات کر رہے تھے۔ میں نے کب دعویٰ کیا ہے عاشق کا.....“ اس بار تنہا نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”ارے واقعی.....“ اس کا مطلب ہے جو منافقانہ تھا جو دیکھا خوب تھا.....“ عمران نے لفٹ کے قریب تک کراہتی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ن کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی فریج نہ نظر آ رہا تھا۔

”میرا نام روشن ہے۔“ دروازہ بند کر کے اس نوجوان نے واپس
وکر عمران اور حور کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے ساتھی ہیں۔“ حور۔۔۔۔۔ عمران نے حور کا تعارف کراتے
وئے کہا اور روشن نے باری باری دونوں سے مصافحہ کیا۔

”اوه تو آپ ہیں جناب علی عمران۔۔۔۔۔ آپ سے مل کر مجھے دلی مسرت
ہوتی ہے۔“ روشن نے عمران کو اس طرح دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ
انسان کی بجائے کسی باوقی الفطرت چیز کو دیکھ رہا ہو۔

”آپ اب مجھے تفصیل سے وہ بات بتا دیجئے جو آپ فون پر بتانا چاہتے
تھے۔“ خاص طور پر بلیک ہائڈز کے سلسلے میں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ کو یہ تو علم ہے کہ مستحباب نہیں ان دونوں کا فرستان
سے آزادی کی تحریک زوروں پر ہے اور مجاہدین کا فرستان کے جبری قبضے
سے نجات حاصل کر کے اپنے وطن کو پاک کشیاء کے ساتھ باقاعدہ طور پر شافل
کرنے کے لئے بے چین ہیں۔“ مستحباب میں مجاہدین کے بے شمار چھوٹے
بڑے گروپ کام کر رہے ہیں۔ مگر ضفیہ خور پر یہ سب گروپ ایک مرکزی
تحقیق سے منسلک ہیں۔ لیکن چونکہ اس تحریک کا مقصد صرف کا فرستانی
فوج سے مقابلہ ہے۔ اس لئے ہر گروپ اپنے اپنے طور پر طیوہ کام کر رہا
ہے۔ ان میں ایک گروپ کو باجو ڈاگروپ کہا جاتا تھا۔ باجو ڈاگروپ کا
لیڈر نعمان تھا۔ نعمان پہلے کا فرستان کی انتہیلی جلس میں ملازم رہا تھا۔ پھر

پکارنے کی بجائے جہیں بھی لپٹی بنا کر رکھ دوں گا۔۔۔۔۔ حور نے تیز لپٹے
میں کہا۔

”لپٹاؤ ہوئی چٹنی ہو گئی۔۔۔۔۔ بہت خوب۔۔۔۔۔ جدید دور کے عاشق
بھی کیا خوب ہیں۔“ عمران نے منہ ہناتے ہوئے کہا اور حور بھی
ہنس پڑا۔

”اسی لمحے لطف رکی اور عمران دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ طویل
راہداری میں چلتے ہوئے وہ ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گئے
عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

”کون ہے۔“ اندر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
”جیسے آپ نے فون کیا تھا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا
اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک چہرے جسم کا
نوجوان کودا تھا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا اور چہرے مہرے سے
یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی سرکاری ملازم ہو۔

”تعارف کر لیتے۔“ اس آدمی نے خود سے عمران اور حور کو دیکھتے
ہوئے کہا۔

”علی عمران۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔
”اوه اوه تشریف لائیے۔“ اس آدمی نے بھڑی سے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔ حور بھی اس کے
پچھے تھا لیکن اس کے چہرے پر اجاتانی حیرت کے تاثرات تھے۔ اس آدمی
نے دروازہ بند کر دیا۔ مگر سے میں صرف چار کر میاں اور ایک میز موجود تھی

تحریک شروع ہونے پر وہ نوکری چھوڑ کر وطن واپس آگیا اور کافرستانی فوج کے خلاف گروپ بنا کر کام شروع کر دیا۔ یہ گروپ مختصر سا تھا لیکن اس گروپ نے کافرستانی فوج کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا تھا۔

پھر نعمان نے ایک بڑا کارنامہ سر انجام دینے کا فیصلہ کیا اور یہ بڑا کارنامہ تھا۔ مشکبار میں کافرستانی فوج کے اگلے کاسب سے بڑا ڈپو اڑانے کا اس ڈپو کے بارے میں نعمان کو کہیں سے اطلاعات ملی تھیں۔ اگر یہ ڈپو تباہ ہو جاتا تو کافرستانی فوج کو زبردست نقصان پہنچایا جاسکتا تھا۔ ابھی گروپ اس بارے میں تفصیلات اکٹھی کر رہا تھا اور منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ اچانک ایک روز بلیک ہاؤنڈز نے چھاپہ مارا اور گروپ کے چار افراد پکڑے گئے۔ اس گروپ میں بھی سمیت دس افراد تھے۔ پکڑے جانے والوں میں نعمان بھی شامل تھا۔ ہم چار افراد جو کہ اس میسنگ میں شریک نہ تھے اس لئے بچ گئے تھے۔ لیکن ہم نے فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو جھوٹے کئے کا ردوائی کی اور ہم نے انتہائی دیرینے بلیک ہاؤنڈز کے قریبی اڈے پر ریڈ کیا۔ وہاں بے تحاشہ فائرنگ ہوئی لیکن ہم کا سیب نہ ہو سکے۔ مجھے بھی چار گولیاں لگیں اور میں ایک کھڑ میں گر گیا۔ ان لوگوں نے شاید یہ سمجھا کہ میں مر چکا ہوں اس لئے مزید مجھے گولی نہ ماری۔ جب مجھے ہوش آیا اور میں دیکھتا ہوں اس کھڑ سے باہر نکلا تو میں نے نعمان سمیت اپنے نو کے نو ساتھیوں کی لاشیں وہاں بکری ہوئی پڑی دیکھیں۔ نعمان اور اس کے ساتھ پانچ آدمی انہیں پہلے پکڑا گیا تھا ان کی لاشوں پر بے پناہ غیر انسانی تشدد کے نشانات موجود تھے۔ ان کے پورے جسم زخموں سے

تھے اور ہر زخم میں تلک اور سرخ مرہیں بھری ہوئی تھیں۔ ان کی ہاتھیں نکال دی گئی تھیں۔ ناک کان کٹے ہوئے تھے۔ جسم کی تقریباً تمام ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ جب کہ میرے ساتھ جو تین ساتھی تھے وہ گولیوں کا شکار ہو کر مرے تھے۔ ہم نے جب وہاں حملہ کیا تھا تو اس وقت بلیک ہاؤنڈز نعمان اور اس کے ساتھیوں پر ہولناک تشدد میں مصروف تھے۔ مارا حملہ ہونے پر انہوں نے ان سب کو گولی سے اڑا دیا اور ساتھ ہی ہمیں بھی۔ صرف میں اکیلا بچ گیا تھا لیکن میں چل نہ سکتا تھا اور شدید زخمی تھا۔ بہر حال گرنا پڑنا اور گھسٹنا ہوا ہستی پہنچ گیا تھا اس لئے مجھے ایک غصیہ کیمپ میں پہنچا دیا گیا جہاں میرا علاج ہوتا رہا۔ میں ٹھیک ہو گیا تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے طور پر ان بلیک ہاؤنڈز کا سراغ لگاؤں گا اور ان سے اپنے ساتھیوں پر ہونے والی دردگی کا انتقام لوں گا۔ لیکن میری ناکامی میں ایک زخم ایسا تھا جو منقطع نہ ہو پا رہا تھا بلکہ گہنا اور سڑتا جا رہا تھا۔ چنانچہ کیمپ کمانڈر نے مجھے غصیہ طور پر آزاد و مشکبار بھجوا دیا۔ وہاں کے ایک اعلیٰ ہسپتال میں میرا علاج ہوا اور وہاں میری ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہو گئی جو وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خبر کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس نے جب میری رویت اور سنی اور میں نے اسے بلیک ہاؤنڈز کے ظلم تشدد کی تفصیلات بتائیں تو اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اکیلا اس خوفناک تنظیم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اس لئے مجھے پاکیشیا کے علیٰ عمران صاحب کی مدد حاصل کرنی چاہئے۔ اس نے مجھے آپ کے متعلق جو کچھ بتایا حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس پر یقین نہ آیا لیکن میں نے بہر حال

دیتے ہوئے کہا۔

اچھا وہ اسلئے کاڈو کہاں ہے۔ کیا آپ اس کی تفصیلات جانتے ہیں؟
..... عمران نے پوچھا۔

”صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ ڈیو راجوری میں قائم ہے۔ تمام ڈیو
پہاڑیوں کے نیچے بنایا گیا ہے اس کی حفاظت کے بہترین انتظامات کیے
گئے ہیں۔ اور باہر ہر طرف کافرستانی فوج ہر وقت پہرہ دیتی رہتی ہے
..... روشن نے جواب دیا۔

”کیا آپ وادیِ مشکبار میں کسی ایسے آدمی کا پتہ پتا رکھتے ہیں جہاں سے
ہمیں اس بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں کچھ اطلاعات مل سکیں؟“
عمران نے پوچھا اور روشن خاموش ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سو
رہا ہو۔

”نہیں جناب۔ ویسے سنا ہے کہ ان کا بڑا مرکز امنت ناگ میں ہے
اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“ روشن نے جواب دیا۔
”اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور میرے ساتھ مل کر اس
گروپ کے خلاف کام کریں۔ میں آپ کو کوئی معاوضہ تو نہیں دے سکتا
لیکن مجھے بتا دیجیے کیا ہے کہ آپ کو اگر مشن پسند آگیا تو آپ بغیر معاوضے
کے بھی کام کر سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ اگر اس گروپ کے خلاف
کام کریں گے تو یقیناً اس گروپ کو ختم کر دیں گے۔ اس طرح خیر
مشکبار میں نئی جان بڑھائے گی اور ان کے بے پناہ حکم و ستم سے

مشکباریوں کو نجات مل جائے گی۔“ روشن نے کہا۔

”آپ اب واپس کیسے جائیں گے۔ وہ گروپ یقیناً آپ کو وہاں تلاش
کر رہا ہوگا۔“ عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے..... لیکن میں ان کے خوف کی وجہ سے یہاں چھپ کر تو
نہیں بیٹھ سکتا۔ میں مجاہد ہوں..... میں نے تو واپس جانا ہے یہاں بھی
میں صرف آپ سے ملاقات کے لئے آیا ہوں ورنہ تو خود رست ہوتے ہی میں
واپس چلا جاتا۔“ روشن نے کہا۔

”نصیحت ہے..... ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ ہوش میں رہیں
ہم روانگی کے وقت آپ کو وہاں سے لے لیں گے۔ اور اب جب تک آپ
یہاں رہیں گے آپ ہمارے سہمان ہوں گے ہوش کا تمام خرچہ ہم ادا
کریں گے لیکن آپ نے کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔
اس بات کا خیال رکھیں۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو آپ واقعی اس گروپ کے خلاف کام کریں گے۔“ روشن
نے اچھائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”مجھے چیلے ہی اس گروپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے یہاں ایک
ٹیمپ میں دو مشکباری مجاہدوں نے مجھے ان کے متعلق بتایا تھا۔ انہیں تو
ملائے کے لئے یہاں کے ایک خیر شخص نے بیرون ملک بھجوا دیا ہے۔ میں
اس بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا کہ آپ کا فون آگیا اور جب آپ
نے بھی بلیک ہاؤنڈز کا نام لیا تو میں نے آپ سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب
آپ کو ساتھ لے جانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ہمیں ان خفیہ

اسے اچھی طرح چیک کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک کانڈ نکال کر اس نے منوہر کو دیا۔

”اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اب آپ فوراً انہاں سے چلے جاتیں کیونکہ میرا ساتھی کسی بھی لمحے آسکتا ہے۔“ اس آدمی نے کہا اور منوہر نے کانڈ جیب میں ڈالا اور پھر سر ملاتا ہوا تیزی سے سڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ یہ بستی سے ہٹ کر ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ چند لمحوں بعد منوہر مکان سے باہر آگیا۔ اس کے جسم پر عام سالیس تھا۔ وہ تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا چلا گیا۔ تھوڑی دور اندھیرے میں ایک فوقی جیب کھڑی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک فوقی بیٹھا ہوا تھا، لیکن اس کے کانڈھے پر سفارڈ کی بجائے سیاہ کر اس لگا ہوا تھا۔

”آجاء“..... اندر سے آواز سنائی دی۔ اور منوہر دروازے کو دھکیلا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک مقامی آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے جسم کے گرد چادر پھیل بیٹھی ہوئی تھی جس سے اس کا بے آواز سے بھی زیادہ ڈھکا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکی پادر کا ایک بلب روشن تھا۔ کمرے میں دو چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پرانے سے بستر بنے ہوئے تھے۔

”رقم آگئی ہے جناب“..... مقامی نے منوہر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گولڈی نکال کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔ اس آدمی نے گولڈی دیکھ کر اس نے تیز

منوہر نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی اور پھر نیچے ہٹ کر کھڑا ہوا۔

”آجاء“..... اندر سے آواز سنائی دی۔ اور منوہر دروازے کو دھکیلا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک مقامی آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے جسم کے گرد چادر پھیل بیٹھی ہوئی تھی جس سے اس کا بے آواز سے بھی زیادہ ڈھکا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکی پادر کا ایک بلب روشن تھا۔ کمرے میں دو چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پرانے سے بستر بنے ہوئے تھے۔

”رقم آگئی ہے جناب“..... مقامی نے منوہر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گولڈی نکال کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔ اس آدمی نے گولڈی دیکھ کر اس نے تیز

منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گولڈی نکال کر اس نے اس کی طرف پھینک دی۔ اس آدمی نے گولڈی دیکھ کر اس نے تیز

نہیں ایک آدمی بچ گیا تھا۔ ہم اسے مردہ سمجھ کر پھوڑ گئے تھے لیکن وہ زندہ تھا۔ وہ گرنا پڑا بیسی بچ گیا تھا۔ مجھے جب اطلاع ملی تو میں چونک پڑا کیونکہ اس کا زندہ بچ جانا ہمارے اصول کے خلاف تھا۔ اس طرح ہمارا گروپ سامنے آسنا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہ آزاد مستحار ہو چکا ہے۔ وہاں جب ہمارے مخبروں نے اسے نہیں کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ پاکیشیا چلا گیا ہے۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ وہ جب پاکیشیا سے واپس آیا ہے تو اس کے ساتھ چھ پاکیشیائی بھی ہیں اور وہ غنیمت راستوں سے یہاں آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس پر میں چونک پڑا۔ ایسے بے شمار راستے ہیں جن سے یہ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے میں نے خاص آدمیوں کو اس راستے کی مخبری کے لئے تعینات کر دیا۔ چنانچہ ایک آدمی کو نہیں کر دیا گیا جس نے انہیں منگول کرنے کا سو دیا کیا تھا۔ یہ دو افراد کا گروپ ہے۔ ان میں سے ایک سے سو دالے ہو گیا کہ وہ ہمیں اس راستے کی مخبری کرے گا چنانچہ اب میں خفیہ طور پر اس کے پاس گیا تھا اور اسے ادائیگی کر کے یہ نقشہ لے آیا ہوں۔ اور اس نقشے سے پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ درسام بہاڑی والے راستے سے آرہے ہیں۔ جو آدمی بچ گیا تھا اس کا نام روشن ہے۔ اور روشن یقیناً کسی خاص مقصد کے لئے ان پاکیشیائیوں کو ساتھ لے کر آ رہا ہو گا اس لئے اب ہم نے ہر قیمت پر اس روشن اور ان پاکیشیائیوں کا خاتمہ فوری طور پر کرنا ہے اور یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اس بات سے بے خبر ہوں گے کہ ان کے خلاف باقاعدہ مخبری ہو چکی ہے۔

روشنی نظر آنے لگی۔ یہ ایک خاصا بڑا کرہ تھا جس میں چار افراد موجود تھے لیکن کمرے میں کوئی فریج نہ تھا البتہ فرش پر روٹی کا تھوڑا بچھا ہوا تھا اور ایک میز میکس لیمپ ایک کونے میں چل رہا تھا۔ ان چاروں نے بڑے ادب سے منوہر کو سلام کیا۔

”یہ منوہر“..... منوہر نے کہا اور پھر خود بھی وہ مندرے پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے جیب سے وہی کاغذ نکالا اور اس کو اپنے سامنے فرش پر پھیلا دیا۔ ایک ہاتھ سے بنا ہوا نقشہ تھا منوہر اس پر جھک گیا۔ نقشے پر ہلکے نشانات لگے ہوئے تھے۔

”تو یہ گروپ درسام بہاڑی کے راستے آ رہا ہے۔“..... منوہر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کون سا گروپ باس“..... پاس بیٹھے ہوئے ان چاروں میں ایک نے چونک کر پوچھا۔

”ایک پاکیشیائی گروپ آ رہا ہے درسام بہاڑی۔ اور ہم نے اسے ختم کرنا ہے۔“..... منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ ہے کون اور کیوں آ رہا ہے۔“..... درسام بہاڑی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”جہیں یاد ہے کہ ہم نے بانو ڈاگروپ کا خاتمہ کیا تھا۔“..... منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس باس اور سارا گروپ ختم ہو گیا تھا۔“..... اس آدمی نے جواب دیا۔

..... منوہر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ کب آ رہے ہیں باس.....“ اس آدمی نے کہا۔

”کل رات یہ سرحد پار کریں گے، درسام پہاڑی والے راستے سے اور ہم کسی ایسی جگہ چھپ کر ان کا استقبال کریں گے جہاں سے انکی ہی رائڈ میں ان کا مکمل طور پر حاضیا کر دیا جائے گا.....“ منوہر نے جواب دیا۔

”کیا نقل وینہ ہوگا.....“ اس آدمی نے پوچھا۔

”نہیں جب راستے کا علم ہو گیا ہے تو چند افراد ہی کافی ہیں.....“ منوہر نے جواب دیا۔

”تو باس ہم حاضر ہیں اس مشن کے لئے.....“ رام عیارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے..... اسی لئے تو میں جہاں آیا ہوں تاکہ جہیں تفصیلی ہدایات دے سکوں لیکن یہ سن لو کہ میں ناکامی کی رپورٹ ہرگز نہیں سنوں گا.....“ منوہر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”سوال ہی پیدا نہیں ہو تا باس.....“ رام عیارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے.....“ منوہر نے کہا اور پھر نقشے پر جھک کر اس نے انہیں راستے اور مشن کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

ایک پہاڑی غار کے اندر روشن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران کے ساتھ حمزہ۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ نعمان اور صدیقی تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ لباس تھے اور انہوں نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے لادے ہوئے تھے۔ غار کا دہانہ خاصا فرارح تھا اس لئے بھرپور روشنی اندر آ رہی تھی۔

”یہ راستہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے روشن.....“ عمران نے اپنے سلسلے رکھے ہوئے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”حق پاں جھاب میں نے اس لئے محفوظ ترین راستے کا انتخاب کیا ہے ورنہ تو اور بھی بے شمار راستے ہیں ان راستوں پر کارفرسانی فوج کے چھاپے کا خطرہ رہتا ہے۔ جب کہ یہ راستہ قطعی محفوظ ہے.....“ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم پہلے کبھی اس راستے سے گزرے ہو.....“ عمران نے پوچھا۔

”اب اگر لفظ حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا۔“ عمران نے فراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر باد گھما دیا اور خورشید ایک بار پھر اچھل کر کسی گھنڈ کی طرح غار کی دوسری دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے حلق سے ٹپکنے والی مٹی جیسے غار کو گونج اٹھی۔

”یہ..... یہ کیا ہو رہا ہے روشن یہ لوگ.....“ اعظم نے ہلکتے چمکتے ہوئے کہا۔

”خاموش کرو رہو درخت.....“ تنویر نے اہتائی سر دھکے میں اس سے مطالبہ ہو کر کہا اور اعظم ہوت بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات اٹھائے تھے۔ جب کہ روشن کے چہرے پر حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ اس اچانک ہونے والی کارروائی کی وجہ تسمیہ نہ سمجھ سکا ہو۔ خورشید جیسے ہی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر سیر رکھا اور ساتھ ہی ٹانگ کو مروڑ دیا۔ دوسرے لمبے خورشید کاہری طرح چوکنا ہوا جسم ہلکتا ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ ویری طرح رکا ہو گیا تھا اور آنکھیں اوپر کو بڑھ گئی تھیں۔ حلق سے خرخرہٹ کی آوازیں ٹپکنے لگیں۔ ظاہر ہے کہ اس کی شدہ رنگ پکلی جا رہی تھی۔ عمران نے سر کو دائیں موڑا تو جتنی تیزی سے اس کا چہرہ رکا ہوا تھا خون کی بمالی کی وجہ سے اتنی تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا لیکن بہر حال شدید ترین تکلیف کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر نمایاں تھے اور جسم اس طرح ساکت پڑا ہوا تھا۔

”ہٹاؤ کن کو مغربی کی ہے تم نے ہمارے متعلق بتاؤ درخت.....“

”حق میرا نام اعظم ہے.....“ دوسرے آدمی نے جواب دیتے ہوئے پہلے تم ہمیں اس راستے کی پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ نقشہ میرے پاس ہے۔ اس نقشے کی حدود بتاؤ کہ ہم کہاں کہاں سے گزریں گے، کس کس طرح سے گزریں گے اور کافرستانی فوج کی طرف سے خطرہ کس کس جگہ اور کس کس طرف سے ہوگا.....“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم ان نقشے وغیرہ کو چھوڑو۔ تم نے آم کھانے ہی یا پھر کھٹنے ہیں تمہارے سرحد پار پہنچنا ہے۔“ بھٹا جیواڑے.....“ خورشید نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”او۔“ کے مسخر خورشید..... ہم نے واقعی آم کھانے ہیں لیکن ہم کچے آم کھانے کے عادی نہیں ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمبے خورشید بری طرح مقلد ہوا اچھل کر غار کی ایک دیوار سے دھماکے سے جا ٹکرایا۔ عمران نے اچانک اس پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

”کیا..... کیا.....“ یہ.....“ اعظم اور روشن دونوں نے بری طرح ہونٹتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمبے وہ دونوں حیرت سے حلق کی طرح ساکت ہو گئے۔ جب عمران کے سارے ساتھیوں نے جیسوں سے متعین پیش نکال کر ان کی طرف کر دیئے۔ خورشید کچھ گرتے ہی بیٹھنا ہوا اچھلا اور دوسرے لمبے اس کے ہاتھ میں دیوار کی جھلک نظر آئی مگر اس کے ساتھ ہی عمران ہلکتا اپنی جگہ سے اچھلا اور خورشید کے منہ سے ایک بار پھر جھنجھل گئی۔ عمران کے دیر کی ضرب اس کے اس ہاتھ پڑی تھی جس میں دیوار اور تھا۔ اور دیوار اس کے ہاتھ سے ٹک کر دوڑ جا گرا۔

ہے اور جناب ہمارے ہاں غدار کو انتہائی عبرت ناک سزا دی جاتی ہے آپ مجھے اجازت دیں میں اپنے ہاتھوں اس غدار کو اس کی غداری کی سزا دوں۔
..... اعظم نے نکتہ حسیلے میں کہا۔ عمران نے ایک نظر اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر بیٹھا۔

- ٹھیک ہے..... تمہیں ہی اسے سزا دینی چاہیے..... عمران نے کہا اور اعظم نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے غدار ریوالور کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ خورشید کے حلق سے نکلنے والی کرہاںک چنچ سے گونج اٹھا۔ گولیاں اس کے سینے میں لگی تھیں۔

- لعنت ہے تم پر خورشید..... تم نے چند لمحوں کی خاطر غداری کی ہے..... اعظم نے جلتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خورشید کے جسم پر تھوک دیا۔

- یہ میں جناب ریوالور اس میں ابھی گولیاں سو جو دیں۔ یہ بھی سزا ہی ساقی تھا۔ اس نے مجھے بھی اس کے گناہ کی سزا ملنی چاہیے۔ آپ بیشک مجھے گولی مار دیں میں ہر سزا بھگتنے کے لئے حیار ہوں..... اعظم نے ریوالور عمران کے قدموں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

- ریوالوروں کی ہمارے پاس کی نہیں ہے اعظم..... اگر تم اس کے ساتھ شامل ہوتے تو اس طرح اطمینان سے نہ کھڑے ہوتے مجھے معلوم ہے کہ تم سنگر ضرور ہو لیکن تم ایمان کے سوداگر نہیں ہو..... عمران نے آگے بڑھ کر اعظم کے کانوں پر ہتھکی دیتے ہوئے کہا اور اعظم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ہیر کو درسا موڑ دیا۔

- ہب ہب بتاتا ہوں بتاتا ہوں..... خدا کے لئے مجھے اس عذاب نکالو میں بتاتا ہوں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے..... خورشید کی آواز اور رک کر نکل رہی تھی اور اعظم اور وہ شن و دونوں کے چہرے خورشید زبان سے یہ فقرہ سنتے ہی اس قدر تیزی سے بگڑے کہ جیسے انہیں لٹوا گیا ہو۔

- بتاؤ..... پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

- سردار آصف نے سوداگریا تھا..... پچاس ہزار روپے میں سودا کر تھا..... پھر مکان پر ایک آدمی آیا..... میں اسے نہیں جانتا وہ سادہ لیا میں تھا..... اس نے مجھے پچاس ہزار روپے دیئے اور میں نے اسے نقد دے دیا..... جس پر وہ راست بنا ہوا تھا جس سے ہم نے کہیں لے ہ تھا..... خورشید نے اسی طرح رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ ا کے چہرے سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی حالت کافی خراب ہے۔

- کون ہے یہ سردار آصف..... پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

- سردار آصف جوڑے کا سردار ہے..... خورشید نے جواب دے ہوئے کہا۔

- میں جانتا ہوں۔ جناب، سردار آصف کو۔ اور مجھے افسوس ہے خورشید نے غداری کی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ ایسا بھی کرے۔

کرتے ہوئے پوچھا۔

”سہاگ سے پہلے تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ یقیناً ہمارا راستہ
دور سام در سے پر روکنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں
سے ہم پر دیگر گارڈ کھل دیا جائے تو ہم اپنا مقصد بھی نہ کر سکیں گے۔“
عظم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور روشن نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا
دی۔

”جہاں میرے پاس یہ پتھر اور مجھے بتاؤ کہ یہ وہ کہاں ہے اور اس کی کیا
تفصیلات ہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے اعظم اور روشن دونوں
کو اپنے ساتھ اٹھایا اور ان سے مسلسل سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔

”او۔ کے فب ہم اسی راستے پر چلیں گے لیکن در سے پہلے ہم یہ
راستہ چھوڑ کر پہاڑی پر چڑھتے ہوئے قطعی طرف سے اس در سے اس طرف
جائیں گے۔ میں وہاں موجود افراد میں سے ایک کو ہر صورت میں زندہ
لے کر لانا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں صحیح معلومات
حاصل کی جا سکیں۔“ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور باقی
ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”بہر حال میں زندگی بھر اس کی اس حرکت پر شرمندہ رہوں گا۔“
مجھے پہلے اس کی اس غداری کا علم ہو جاتا تو میں اسے پہلے ہی ختم کر دیتا۔
..... اعظم نے ہنک کر رولڈ اور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ کو کیسے علم ہو گیا عمران صاحب کہ اس نے غداری کی ہے۔“
روشن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”مجھے علم نجوم آتا ہے۔ اس بات کو چھوڑو۔ آپ اصل مسئلہ یہ ہے کہ
کن لوگوں نے سردار آصف کے ذریعے ہماری خبری کے لئے خورشید
واقعی ہماری رقم دی ہے اور کیوں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”میرا خیال ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کو ہمارے متعلق اطلاعات مل گئی
ہیں اور یقیناً یہ ان کا ہی کارنامہ ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اگر واقعی یہی بات ہے صفدر۔ تو پھر مجھ کو کہ بلیک ہاؤنڈز
خاصی یا خیر اور خاصی فعال تنظیم ہے اور ہمیں اب ہر طرح محتاط رہنا ہو گا
..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اب وہاں جانے کا کیا پروگرام ہے۔ کیا اب کوئی دوسرا راستہ
اختیار کیا جائے گا۔“ تنویر نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب میں آپ کو ایک اور راستے سے رہنمائی
اس راستے کا علم خورشید کو بھی نہیں ہے۔ یہ میں نے حال ہی میں دریافت
کیا ہے۔“ اعظم نے کہا۔

”وہ لوگ جنہیں خورشید نے خبری کی ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق
ہمارا استقبال کہاں کریں گے۔“ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز

ہوئے آوی نہ کہا۔

”ہاں لیکن اس کے باوجود ہمیں ہوشیار رہنا ہے۔“..... منوہر

نے جواب دیا۔

پھر آہستہ آہستہ رات کا اندھیرا ختم ہونا چلا گیا اور صبح کی روشنی ہر طرف پھیلتی چلی گئی لیکن درے سے کوئی برآمد نہ ہوا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ کیا ہمیں غلط اطلاع دی گئی ہے یا ان لوگوں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ انہیں تو ہر صورت میں رات کو آنا چاہئے تھا۔ ایسے کام تو رات کے اندھیرے میں ہی مکمل ہوتے ہیں۔“..... منوہر نے ہونٹ بچھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے معین گن پر لگی ہوئی ٹیلی سکوپ انکرنی شروع کر دی۔

”میرا خیال ہے ہاں کہ ان لوگوں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ دورہ سردار نصف کاؤڈی کسی صورت بھی غلط جانی نہیں کر سکتا۔“..... منوہر کے ساتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ دیکھے اب دن کی روشنی میں دورہ اور اوپر چٹانوں کی اوٹ میں لیٹے ہوئے رام پیارے اور اس کے ساتھی انہیں سلف دکھائی دے رہے تھے۔

”اے اے یہ کیا..... یہ کون ہیں۔“..... اچانک منوہر نے چونک کر کہا۔

”کیا..... کیا کون..... اس کے ساتھی نے چونک کر حیرت سے کہا۔

”وہ اوپر دیکھو..... رام پیارے اور اس کے ساتھیوں سے اوپر

ایک پہاڑ کی بلند چٹان کی اوٹ میں منوہر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں معین گن تھی۔ جس پر نائٹ ٹیلی سکوپ فٹ تھا اور وہ اس سے آنکھیں لگائے گہرے اندھیرے میں دور درے سے اوپر دائیں طرف ایک غار کے دہانے پر موجود رام پیارے اور اس کے تین ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا رام پیارے اور اس کے تین ساتھی چٹانوں کی اوٹ لے پاتھوں میں دو معین گنیں پکڑے بڑے بڑے انداز میں لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں درے پر ہی لگی ہوئی تھیں جہاں سے پاکیشٹانی گروپ نے ظاہر ہونا تھا۔ منوہر کے ساتھ ایک آدمی بھی اسی انداز میں لیٹا ہوا تھا لیکن اس کی آنکھوں پر دور بین موجھ تھی۔ البتہ اس کے ہاتھ میں ایک مخصوص قسم کی رائفل تھی۔

”ہاں یہ لوگ کسی صورت بھی رام پیارے اور اس کے ساتھیوں کی فائرنگ سے بچ کر نہ قتل سکیں گے۔“..... منوہر کے ساتھ چ

میرا خیال ہے۔ میں نے وہاں کسی آدمی کو چٹان کے نیچے چھپتے ہوئے دیکھا ہے۔..... منوہر نے کہا۔

"اوہ ٹیک ہاس وہاں واقعی کوئی آدمی ہے..... اسے اڈہ..... دوسرا..... اڈہ اڈہ یہ تو اوپر سے آرہے ہیں۔..... منوہر کے ساتھی نے آہستہ سے کہا۔ اور منوہر کے ہونٹ بھیج گئے۔

"ہو نہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بات ٹیک آؤٹ ہو گئی ہے۔ لیکن یہ اب بھی بچ کر نہیں جاسکتے۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ "ہیلو ہیلو رام پیارے..... منوہر بول رہا ہوں۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹیک ہاس اوور۔....." چند لمحوں بعد اسے ایک آواز سنائی دی۔ ویسے بھی منوہر رام پیارے کے ہاتھ میں ویسا ہی آلہ دیکھ رہا تھا۔

"رام پیارے ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ مخالف در سے کی طرف سے آنے کی بجائے اس پہاڑی کی چوٹی سے نیچے آرہے ہیں جس پر تم موجود ہو۔ خہارے اوپر چھپکے دار چٹان ہے اس لئے جب تک وہ کافی نیچے نہ آجائیں ہمیں چٹیک نہیں کر سکتے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے آرہے ہیں۔ تم فوری طور پر ہوشیار ہو کر پوزیشن لے لو۔ ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جائے اور۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔ "اوہ ٹیک ہاس..... آپ کہاں ہیں اور۔....." رام پیارے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری بات چھوڑو تم اپنی فکر کرو۔ میں تم سے کافی دور ہوں اس لئے خہارے والی پہاڑی میری مشین گن کی ریج میں نہیں آتی۔ ورنہ میں اب تک ان پر فائر کھول چکا ہوتا اور انڈ آئل۔..... منوہر نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔ اور آٹے کا بٹن آف کر کے اس نے اسے لپٹے قریب رکھ لیا۔

"ہاس..... کاش یہ لوگ ہماری مشینوں کی ریج میں ہوتے۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ انداز میں نیچے اتر رہے ہیں۔..... منوہر کے ساتھی نے کہا۔

"اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ رام پیارے کم تربیت یافتہ نہیں ہے۔ ہاں اگر ہم جہاں نہ ہوتے تو وہ یقیناً مارا جاتا۔..... منوہر نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک پہاڑی سے فائرنگ کی جلتی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک دردناک جھج کے ساتھ ایک چٹان سے آدمی بری طرح ہاتھ پیر مارنا نیچے گہرائیوں میں گرنا چلا گیا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ایک اور کرچناک جھج سنائی دی اور منوہر نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لگے کیونکہ یہ جھج پہلی جھج کی نسبت نیچے سے سنائی دی تھی جہاں رام پیارے اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور چند لمحوں بعد پہاڑیاں بھوں کے خوفناک دھماکوں اور مشین گن کی فائرنگ سے گونجنے لگیں، لیکن سلسلے کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ منوہر کا جسم بیٹے بیٹے پارے کی طرح حرکت رہا تھا۔ اس کا شاید بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اٹھ کر

”ٹھیک ہے..... تم دائیں طرف ہٹ کر اوٹ لے لو۔ میں
 جہاں رک جاتا ہوں۔ اور سنبھل کر ایک منٹ خود فائر کروں۔ تم نے
 فائر نہیں کھولا.....“ منوہر نے جھپٹے ہوئے کہا اور ماترم نے سر ملاتے
 ہوئے کچھ دور جا کر ایک پٹان کی اوٹ لے لی۔ منوہر کی نظریں اس
 پہاڑی پر جمی ہوئی تھیں جہاں فائرنگ ہوئی تھی۔ درے میں پھینچنے کے
 لئے بھی ان لوگوں کو اسی پہاڑی سے ہی نیچے اترنا تھا اور جس جگہ وہ
 موجود تھا وہاں سے بہر حال اس پہاڑی اس کی گن کی ریٹخ میں آہی تھی
 اس لئے وہ رک گیا تھا۔

”کاش..... کسی طرح پیہل سکتا کہ کون کون مر رہا ہے اور کون
 کون زندہ ہے.....“ منوہر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے
 جہاں اتنی دور پڑے پڑے اسے اس مقام پر کبھی نہ پہنچے تو معلوم نہ ہو
 سکتا تھا۔ البتہ اس نے اوپر موجود آنے والوں کو جس طرح فائرنگ
 کے بعد پٹانوں کی اوٹ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا تھا اسی لئے اس نے
 اندازہ لگا دیا تھا کہ اس کے ساتھی قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن اب جانے کیا
 بات تھی کہ اوپر مسلسل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے
 سب ہی قتل ہو چکے ہیں۔ آخر جب تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا اور کوئی
 آہی نیچے نہ اتر اور نہ اوپر جاتا دکھائی دیا تو معاملہ اس کی برداشت سے
 باہر ہو گیا۔

”ماترم.....“ منوہر نے اونچی آواز میں اپنے ساتھی کو آواز
 دیتے ہوئے کہا۔

اس خوفناک جنگ میں کود پڑے۔ لیکن وہ اس لئے بے بس تھا
 درے کی حد تک تو اس کی گنوں کی ریٹخ تھی لیکن اس سے آگے پہاڑ
 اس کی گنوں کی ریٹخ سے بہر حال باہر تھی اور اس وقت درے میں اتنے
 اپنے آپ کو موت کے منہ میں دیتے کے مترادف تھا کیونکہ اوپر پہاڑ
 سے وہ آسانی سے ہٹ کیے جاسکتے تھے۔ فائرنگ اور دھماکے چھوٹے
 جاری رہے۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ اور پھر منوہر نے ایک پٹان کے پیچھے
 سے ایک آہی کو نکل کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر دوسری پٹان کی
 اوٹ میں چھپتے ہوئے دیکھا اور ایک بار پھر مطمئن گن کی فائرنگ سے
 پہاڑی گونج اٹھی۔ اس بار کئی انسانی جھپٹیں بھی گونجیں اور منوہر
 ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔

”آہ ماترم.....“ جہاں سے ساتھی ہٹ ہو چکے ہیں۔ اب ہم چکر کاٹ
 کر ان پر فائرنگ کھولیں گے.....“ منوہر نے کہا اور ساتھ پڑے آہ
 کو اٹھا کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر گن اٹھا لے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا
 اور پٹانوں کو پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا اس کا ساتھی بھی اس کے پیچھے
 تھا۔ کافی دور تک اسی طرح دوڑ کر نیچے اترنے کے بعد وہ اسی جگہ پہنچ گئے
 جہاں سے درے کو راستہ جاتا تھا۔

”باس باس..... ہمیں جہاں رک جانا چاہیے.....“ وہ لوگ
 اگر زندہ ہیں تو لازماً اب اطمینان سے درے سے گزر رہے ہیں اور یہ
 انہیں آسانی سے ہٹ کر لیں گے.....“ ماترم نے کہا اور دوڑتا ہو
 منوہر لپکتے رک گیا۔

"نہیں ہاں"..... مازم نے دائیں طرف چٹان کی اوٹ سے جواب دیا۔

"مازم..... میں جہیں گور کروں گا تم اور چاؤ اور معلوم کرو کہ وہاں کیا پوزیشن ہے، لیکن احتیاط سے جانا..... منوہر نے کہا اور مازم چٹان کے نیچے سے نکلا اور پھر چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ منوہر کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں تھوڑی دیر بعد مازم ایک بڑی چٹان کے نیچے جا کر غائب ہو گیا اور منوہر نے بے اختیار ہوسٹ سمجھنے لگے۔

"ہاں..... ہاں..... جہاں تو لاشیں بکھری پڑی ہیں..... کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے"..... کچھ دیر بعد مازم نے ایک چٹان پر نمودار ہوتے ہوئے زور سے چیخ کر کہا اور منوہر تیزی سے چٹان کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مازم کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جہرے پر سختی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ وہاں رام پیارے سمیت اس کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں اور اور بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ المستر رام پیارے کے جہرے پر تکلیف کے ایسے تاثرات تھے کہ جیسے اس کی جان انتہائی تکلیف کی حالت میں نکلی ہو۔ اس کا جہرہ ہری طرح مس ہو رہا تھا جب کہ اس کے جسم پر دو گولیوں کے سوراخ بھی موجود تھے لیکن یہ دونوں اس کے پہلو میں تھے۔

"یہ کہاں گئے ہوں گے۔ اور وہ میں تو نہیں آئے یا پھر اس

وقت نکل گئے ہوں گے جب ہم پہاڑی سے اتر رہے تھے"..... منوہر

نے اور اور دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں..... یہ اب لڑنا چلگام بستی میں نہیں گئے۔ ہمیں وہاں فوری چھاپ مارنا چاہئے ورنہ یہ وہاں سے بھی نکل گئے تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہو جائے گا"..... مازم نے کہا۔

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو جہاں اب رکنا فضول ہے"..... منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے فرانسیسز باہر نکالا اور اس پر موجود تین شبنوں میں سے ایک شبن دبا دیا۔ آلے میں سے دونوں زلوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلے ہیلے منوہر کانٹک اور"..... منوہر نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"میں ساگر انتھنگک یہ ہاں اور"..... چند لمحوں بعد آلے میں سے آواز سنائی دی۔

"ساگر تم اس وقت کہاں ہو اور جہارے ساتھ کتنے ساتھی ہیں اور"..... منوہر نے کہا۔

"ہاں ہم پورا اسٹنٹ الیون پر ہیں اور ہمارا اگر وہ چھ افراد پر مشتمل ہے اور"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنوڈ شمن رجمنٹ جن کی تعداد چھ سات ہے۔ درسام ورے والے راستے سے چلگام بستی پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے رام پیارے اور اس کے سیکشن کا ہاتھ کر دیا ہے۔ تم فوری طور پر چلگام بستی کے گرد پھیل جاؤ

اور اس نگر دپ کی نگرانی کرو کہ یہ ہستی میں کہاں اور کس کے گھر جاتے ہیں۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ جب میں وہاں پہنچوں گا تو میں خود ہی ان کے خلاف ایکشن لوں گا اور..... منوہر نے کہا۔

”میں باس اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے اور لہذا آل کہہ کر بن آف کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا۔“ آڈیو مزمیں وہاں پہنچنے میں دو تین گھنٹے لگ جائیں گے کیونکہ جیب کی وجہ سے ہمیں لمبا ٹیکر کا ٹاپا پڑے گا لیکن ہمیں درست معلومات مل جائیں گی اور پھر ہم ان پر کامیاب ریڈ کر سکیں گے..... منوہر نے کہا اور دوبارہ پیچھے اترنے لگا۔

”ہاں آپ ساگر کو ان کی ہلاکت کا حکم دے دیجئے تو وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیتا..... مازم نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”نہیں..... جس انداز میں انہوں نے رام پیارے اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ ساگر کے بھی بس کے نہیں ہیں۔ اب ان پر سوچ بکھ کر ہاتھ ڈالنا پڑے گا..... منوہر نے کہا اور مازم نے زبانت میں سر ہلا دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک پہاڑی میں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے طے چارے تھے۔ اس وقت ان کے ساتھ صرف اعظم تھا۔ روشن پہاڑی جھوپ میں شہید ہو چکا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہاڑی پر موجود چار افراد کا خاتمہ انتہائی قہامت سے کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی انہیں الپتہ زدہ طاقتور لیکن اس کی حالت بھی بہلو میں گویاں لگنے سے خاصی خراب ہو رہی تھی۔ عمران نے اس کی گردن پر پیردک کر اس سے بوجھ گچھ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی اور وہ قسم ہو گیا۔ الپتہ اس کی ٹکاشی پینے سے عمران کو اس کی جیب سے ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر ضرور دستیاب ہو گیا تھا ٹرانسمیٹر شارٹ ریج کا تھا اور اس کی میموری والا خانہ بتا رہا تھا کہ اسے تھوڑی دیر پہلے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے عمران سمجھ گیا کہ ان لوگوں کے مزید ساتھی بھی قتلہ نامہ جو دوں گے اور یہ اس کے نقطہ نظر

کربو بچا۔
 "ہی ہاں..... پہلا پڑا اسی ہستی میں ہی ہوتا ہے..... اعظم نے
 جواب دیا۔

"اگر یہ ٹرانسمیٹر نہ ہوتا تو یقیناً اس بار ہمارے مارے جانے میں
 کوئی کسر نہ رہ گئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے بھی اس منوہر نے
 اس رام پیارے سے بات کی تھی اور یقیناً یہ منوہر کسی جگہ سے ہمیں
 چیک کر رہا تھا اس لئے رام پیارے اور اس کے ساتھی ہماری طرف
 سے باخبر ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے روشن شہید ہو گیا ہے.....
 عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اس منوہر اور اس کے ساتھیوں کا تعلق یقیناً بلیک ہاؤنڈز سے
 ہے عام فوجی اس انداز میں کام نہیں کرتے..... صفحہ رونے کہا اور
 عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے..... اس منوہر کو پکڑنا چاہئے..... حقور
 نے ہوت بخت چیتے ہوئے کہا۔

"نہیں جہاں صورت حال ہمارے خلاف جا رہی ہے۔ یہ لوگ ہر
 طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کسی بھی وقت ان کے جال میں پھنس سکتے
 ہیں، اس لئے سب سے پہلے ہمیں ان کا جال توڑنا ہے۔ اعظم جہاں سے
 کوئی ایسا راستہ ہے جس سے ہم ترائل پہنچ سکیں..... عمران نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں..... حجاب ہمیں ہر صورت میں چلاگم سے بہر حال گزرتا

سے انتہائی خطرناک بات تھی کیونکہ ان پہاڑوں میں سینکڑوں ایسی
 جگہیں تھیں جہاں کوئی آدمی چھپ سکتا تھا اور کسی بھی طرف سے آنے
 والی اپانک گوئی سے پہچانا ممکن تھا۔ چنانچہ عمران نے اعظم سے کہا
 کہ وہ انہیں کسی ایسی طرف سے لے چلے جہاں سے سائنس دورے کی
 طرف توجہ جانا پڑے۔ اور اعظم نے انہیں ایک کریک کے متعلق بتایا
 اور اب وہ اس کریک میں پھلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔
 اپانک پھلتے پھلتے عمران چونک کر دکا اور پھر اس نے پھرتی سے جبب سے
 وہ ٹرانسمیٹر نکال لیا جو اس نے اس سب سے آخر میں سرسے والے کی
 جبب سے برآمد کیا تھا۔ اس میں سے ڈون ڈون کی آوازیں سنائی دے
 رہی تھیں اس پر موجود تین بیٹنوں میں سے ایک کے اوپر ایک نقطہ
 جل رہا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے بین پریس کر دیا اور
 اس کے ساتھ ہی ایک آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"ہیلو ہیلو منوہر کالنگ اور..... بولنے والے کے لہجے میں سختی
 تھی۔ عمران کے باقی ساتھی بھی دک کر کھڑے ہو گئے تھے اور عمران
 نے ہوتوں پر انگلی رکھ کر انہیں بولنے سے روک دیا تھا۔

"میں ساگر اٹلانٹک یو ہاں اور..... چند لمحوں بعد ایک دلہری
 آواز سنائی دی اور عمران دونوں سے درمیان ہوئے والی بات چیت وہ
 خاموش کمرے سنتے رہے جب ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو عمران نے بھی
 ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا ہم چلاگم جا رہے تھے..... عمران نے اعظم سے مخاطب ہو

پڑے گا۔..... اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جنگام کتنی بڑی ہستی ہے..... عمران نے پوچھا۔

”جموئی سی ہستی ہے، جتناب بہت جموئی سی..... لیکن وہ ایسی بگڑے ہے جہاں سے آگے ہر طرف رستے جاتے ہیں۔ باقی ہر طرف اجنبائی و غرار گزراں ہیں.....“ اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ترال یہاں سے کتنی دور ہوگا.....“ عمران نے پوچھا۔

”ترال جنگام سے تقریباً نو سو کلومیٹر دور ہے، لیکن جنگام سے ہمیں جیپ کرانے پر مل سکتی ہے۔ وہاں چند لوگوں نے جیپیں رکھی ہوئی ہیں جسے وہ کرائے پر چلاتے ہیں.....“ اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مہاں قریب کوئی کافرستانی فوجی اڈہ ہے.....“ عمران نے پوچھا تو اعظم بے اختیار ہلکے پڑا۔

”فوج کا اڈہ..... جی ہاں یہاں ہر طرف ان کے اڈے موجود ہیں۔ وہ تو ہم جیسے لوگوں کی نگاہ میں رہتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اب تک اس پہاڑی پر فوج پہنچ گئی ہو کیونکہ ہمیں کے دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں لازماً دور دور تک سنی گئی ہوں گی.....“ اعظم نے جواب دیا۔

”اڈہ تو پیرا نہیں چل.....“ عمران نے کہا۔

”اگر تم کہو تو میں اور صفدر جا کر پہلے چیک کر لیں کہ کیا واقعی وہاں فوج آئی ہے یا نہیں..... ہم دوڑتے ہوئے جانیں گے.....“

تور نے کہا۔

”تم نے وہاں صرف فوجیوں کو ہی چیک نہیں کرنا، ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کی وہاں آمد کس سواری پر ہوئی ہے۔ اگر جیپ ہو یا پہلی کا پڑ تو پھر ہمارا کام بن جائے گا اور اگر وہ بھارے بھی ہماری طرح پیڈل مارچ کرتے ہوئے آئے ہیں تو پھر سوائے ہمدردی کے اور ان کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا جاسکتا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑے اور صفدر مسکراتے ہوئے مڑے اور پیر تیزی سے واپس دوڑتے ہوئے ایک موڑ گھوم کر ان کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

”آپ فوج سے پہلی کا پڑ حاصل کرنا چاہتے ہیں.....“ کیپٹن ہیل نے پوچھا۔

”پہلی کا پڑ تو باہر بھوری والی بات ہے ورنہ اگر جیپ مل جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ پہلی کا پڑ میں ٹرانسمیٹر ہوگا اور ہمارے لئے جواب دینا مشکل ہو جائے گا.....“ عمران نے کہا اور کیپٹن ہیل نے اثبات میں سر ہلکا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دوبارہ دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر صفدر اور تنویر موڑ سے گھوم کر سامنے آ گئے۔

”کوئی فوجی وہاں نہیں آیا۔ ویسی ہی صورت حال ہے جیسے ہم چھوڑ کر آئے تھے.....“ صفدر نے قریب آکر کہا۔

”اس کا مطلب ہے یہاں ایسی فائرنگ اور دھماکے معمول کی بات ہے۔ ہر حال آؤنی اعمال آگے چلتے ہیں.....“ عمران نے کہا اور ایک

پندرہ بیس فوقی لازماً پہنچو کی پرہوتے ہیں اور باقاعدہ ادھر ادھر پہاڑوں پر انہوں نے مورچے لگائے ہوتے ہیں۔ اور جس وقت ان کا ٹی پاپے جس آدمی کو بھی پائیں مار ڈالیں، جہاں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا..... اعظم نے کرہناک لہجے میں جواب دیا۔

”تو چلو ادھر چلو۔ ان فوجیوں سے منٹا آسان ہے“..... عمران نے کہا اور اعظم نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ غلیہ رانچوں پر چلے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے راستے میں ایک جگہ رک کر انہوں نے تھیلوں میں موجود بند خوراک کے ڈبے نکال کر خوراک کھائی۔ پانی کی بوتلوں سے پانی پیا اور کچھ آرام کرنے کے بعد وہ تازہ دم ہو کر آگے بڑھ گئے ٹوبل اور جگر دار راستوں سے گزرتے ہوئے وہ سہ پہر کے وقت ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔

”وہ بتاب سلسلے پہاڑی نظر آرہی ہے۔ اس کے دامن میں فوقی جڑی ہے اور جہاں سے ہم جیسے ہی آگے بڑھیں گے وہ ہمیں لازماً گھیس نہ کہیں سے چپکے کر لیں گے“..... اعظم نے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کچھ دور ایک چٹان کی اوٹ میں رکھا ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔

”ستور اور نعمانی..... میرے ساتھ چائیں گے باقی ہمیں رکھیں گے ضرورت پڑنے پر ہمیں ٹرا فیسر پر جس پر ہدایات دوں گا“..... عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ستور اور نعمانی کو ہدایات دینی شروع کر دیں، اور وہ دونوں سر ملاتے ہوئے جگہ جگہ انداز میں چٹانوں کی اوٹ لپیٹے لڑے آگے بڑھتے چلے گئے..... عمران ان کے جانے کے کچھ دور بعد

بار پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔
”بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو اگر ٹرپر جب تک ہاتھ نہ ڈالا جائے گا، وہ وقت تک ان کی پوری طرح سرکوبی نہیں ہو سکتی“..... صفدر نے کہا۔

”اسی لئے تو میں کوشش کر رہا تھا کہ کم از کم ایک زندہ آدمی ہلاک جائے تو اس سے ان کے ہیڈ کو اگر ٹرکا چہ لگایا جاسکتا تھا، لیکن زندہ ملا وہ بھی مردوں سے بدتر حالت میں تھا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بتاب..... سردار آصف کو ضرور ان کے متعلق علم ہوگا اجتنائی شاطر اور چالاک آدمی ہے“..... اعظم نے کہا تو عمران نے اختیار ہو کر نک پڑا۔

”اوہ ہاں..... اس کا تو خیال ہی میرے ذہن سے نکل گیا واقعی وہ اہم سہرہ ہے اور اب جب کہ یہ بات یقینی ہو چکی ہے ہمارے خلاف بلیک ہاؤنڈز کام کر رہے ہیں تو سردار آصف کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے لیکن سردار آصف تک پہنچنا کیسے جاسکتا ہے..... عمران نے کہا۔

”سردار آصف تک پہنچنے کا ایک راستہ تو ہے لیکن اس راستے ایک فوجی ہو کر موجود ہے، اور وہ لوگ ہمیں کسی صورت بھی آگے جانے دیں گے“..... اعظم نے کہا۔

”اندازہ کتنے فوجی ہوں گے وہاں“..... عمران نے پوچھا۔

ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک پٹان کی اوٹ میں رک کر اس نے سر باہر نکالا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہوں پر مسکراہٹ سی تیر گئی۔ اس نے بڑی سی پٹان کی اوٹ میں دو فوجیوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہ قمر موس میں سے چائے نکال کر اسے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ ان کی مشین گنیں ان کے ساتھ پڑی ہوئی تھیں اور ان کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران نے اپنی پیشہ پر لدے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈالا کر سائیکسٹرنگ ریو لور نکالا اور پھر اس کا رخ ان میں سے ایک کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تھکک کی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک ایک فوجی کی گردن کو چھیدتی ہوئی نکل گئی اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے دھڑام سے پہلو کے بل اس طرح گرا جیسے بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گرے ہو۔

”لگ لگ کیا ہوا جمیں“..... دوسرے نے خیران ہو کر کہا۔ اور دوسرے لمحے عمران بھلی کی سی تیزی سے دوڑنا ہوا اس کے سر پر بیٹھ گیا۔ عمران نے ریو لور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مارا اور وہ بالکل ہی چننا مارا ہوا نیچے گرے اور اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران کی لات چلی اور اس بار دھڑام سے وہ نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے پٹان کی اوٹ سے اپنے ساتھیوں کو چیک کرنا شروع کیا اور کچھ دیر بعد اس نے ستور کی ایک تھکک دیکھی۔ عمران نے سڑ کر جلدی سے اس فوجی کی بوتیل مارا تبارکی شروع کر دی۔ اس نے جان بوجھ کر دوسرے فوجی کو ہلاک کیا تھا کیونکہ اس کا وہ وقت عمران

آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پٹل موجود تھا۔ وہ بڑے عمدہ انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ اپنا تک ٹھیک ایک پٹان کی اوٹ میں دب گیا۔ کیونکہ اس نے دائیں طرف ایک پٹان کے نیچے ایک فوجی کو سر باہر نکال کر اس طرف تھککتے ہوئے صاف دیکھ لیا تھا جس طرف ستور اور نعمانی گئے تھے۔ عمران نے اس میں موجود پٹل کو اس سپاہی کی طرف سیدھا کر لیا لیکن وہ سپاہی نے کھوں تک دیکھنے کے بعد ایک بار پھر پٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ ستور اور نعمانی نے بھی اسے چیک کر لیا تھا اس لئے وہ اپنی جگہوں پر دبک گئے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اب اس کا رخ چوکی کی بجائے اس پٹان کی عقبی طرف کو تھا جہاں وہ سپاہی موجود تھا۔ عمران کے قدموں میں تیزی آنکلی تھی اونچی نیچی گھاس اور تھالیوں کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہ دوڑ سکتا تھا اور وہ تھالیوں کی وجہ سے اس کی نظر انداز آسانی سے ہو جاتی لیکن بہر حال اس کی رفتار پھٹے سے زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

”مجھے یقین ہے کہ میں نے دو افراد کو دیکھا ہے جو پٹانوں کے نیچے سے نکلے تھے لیکن پھر وہاں کوئی حرکت نظر نہیں آتی“..... ایک آدمی عمران کے کانوں میں بڑی اور عمران نے قدم آہستہ کر لئے۔

”نہیں وہم ہوا ہے ناہ..... اور پھر اس طرف کون آئے گا۔ اگر کسی کے آنے کا کوئی شائق نہیں ہے۔ جو کوئی بھی آئے گا۔ راستے طرف سے ہی آئے گا“..... ایک اور آواز سنائی دی اور عمران جو

”میرے ساتھ ہے اور“..... حور نے جواب دیا۔

”تم دونوں وہیں رکھو توڑی دیر بعد میں فوجی یونیفارم پہنے
جہاز سے بائیں طرف دو سو میٹر کی بلندی سے نیچے اتروں گا۔ نشانی کے
خود پر ہیں گن کو نانی سے پکڑے رکھوں گا۔ سیرانام داس ہے۔ میں تم
دونوں کو گن پوائنٹ پر چوکی کی طرف لے جاؤں گا۔ اور پھر جیسے ہی
میں فائر کا لفظ کہوں تم دونوں نے وہاں موجود دہر شخص پر فائر کھول دینا
ہے۔ سوائے بڑے افسر کے۔ اسے میں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں۔“ کچھ گئے
ہو اور..... عمران نے کہا۔

”ہاں کچھ گیٹا ہوں اور..... دوسری طرف سے حور نے جواب
دیا اور عمران نے اور ایڈیٹل کہہ کر وینڈیشن دیا کر وایج ٹرانسمیٹر ٹف
کیا اور پھر محکمہ کر اس نے زمین پر بے ہوش بڑے ہونے فوجی کا ناک
اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں
حرکت پیدا ہوئی تو عمران نے اس کی مطمئن گن اٹھا کر اس کی نال
اس کے سینے پر رکھ دی۔

”خیر دار حرکت مت کر ورنہ جھپٹ کر دوں گا“..... عمران نے
اس کے ہوش میں آتے ہی سروٹکے میں کہا۔

”لگ لگ کون ہو تم..... تم تو.....“ داس کے لہجے میں
حیرت تھی۔

”میں نے جہازی یونیفارم عارضی طور پر لی ہے لیکن اگر تم نے مجھ
سے تعاون نہ کیا تو پھر میں تمہیں جیسے گولی مار کر ختم کر سکتا ہوں

میں سے یکسر مختلف تھا جب کہ اس فوجی کا قد و قامت تقریباً اس سے ملتا جلتا
تھا لیکن جسمات میں وہ اس سے ذرا فربہ تھا اس لئے عمران کو یقین تھا
کہ اس کے جسم پر موجود جھٹ سیاہ لباس کے اوپر یونیفارم بالکل فٹ
آجائے گی اور پھر ہوا بھی لیسے ہی۔ یونیفارم اس کے جسم پر واقعی لب
فٹ نظر آرہی تھی۔ عمران نے ٹوٹی اٹھائی اور اسے سر پہن کر اس نے
بھڑی سے یونیفارم کی جیبوں کی تلاش مینی شروع کر دی اور جیب میں
موجود ایک کارڈ نکال آیا جس پر اس سپاہی کا نام، نمبر اور دوسرے
ضروری کوائف درج تھے۔ کارڈ کے مطابق اس کا نام داس تھا۔ عمران
نے کٹائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا بین اور سوئیوں کو مخصوص بند سوں پر
ایڈجسٹ کر کے اس نے بین کو تھوڑا سا دبایا تو ڈائل پر چپ کا بندہ
تیزی سے چلنے لگنے لگا۔

”ہیلو ہیلو عمران کالنگ حور اور..... عمران نے گھڑی کو منہ
سے لگاتے ہوئے کہا۔

”میں حور ایڈنگ یو اور.....“ ہند لمحوں بعد ہی حور کی آواز
سنائی دی۔

”کیا پوزیشن ہے چوکی کی اور.....“ عمران نے پوچھا۔

”چوکی پر دو جیس ہیں اور سترہ اٹھارہ کے قریب فوجی نظر آرہے ہیں۔ دو
بڑے بڑے ہتھیار کمرے ہیں اور..... حور نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”نعمانی کہاں ہے اور.....“ عمران نے پوچھا۔

عمران پر جھلٹانگ لگا دی لیکن عمران تیزی سے ایک طرف ہٹا اور پھر جیسے ہی داس تھلے کے زور کی وجہ سے دوڑتا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے جیب سے سائیکسٹرنگار پوائور نکالا اور اس سے پھٹے کہ داس رک کر مڑتا ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس کی کھنٹی میں سوراخ کرتی چلی گئی اور دو ٹکڑوں میں ٹوٹ کر ہٹلے کے بل گر ا اور چند لمحوں کے بعد ساکت ہو گیا۔ کھنٹی میں گولی گرنے کی وجہ سے اس کے منہ سے بس ہلکی سی جھنجھکی سکی تھی۔

”تم نے خود اپنی موت کا سامان کر لیا ہے داس ورنہ میں تو کہیں اس بے بسی کے عالم میں گولی مارنے سے روکے بچکا رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ تمہیں باندھ کر جہاں سے چلا جاتا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوسرے فوق کی مشین گن اٹھا کر اسے کانڈھے سے لٹکایا اور اپنی والی مشین گن کو نال سے پکڑ کر وہ اونچی پٹان کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا بعد سر طور اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”اوسر آجاؤ عمران اوسر۔“ نیچے ایک سائیل سے طور کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی طور ایک پٹان کی اوٹ لے کر کھڑا ہو گیا عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس سے ذرا فاصلے پر موجود نعمانی بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔

”نعمانی میرے والا تھیں جہارے پاس ہے۔ اس میں سے میک اپ پاکس نکالو۔ اب میں نے سکیم تبدیل کر دی ہے کیونکہ ہو سکتا

ورنہ تمہاری ورنہ یہ یو شیڈم کہیں واپس مل جائے گی اور تم ورنہ بھی رہو گے۔ یو لو کیا کہتے ہو۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”گلک گلک کیسا تعاون۔“ میں سمجھا نہیں۔“ داس نے حیران ہو کر کہا۔

”جہار نام داس ہے ناں۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں میرا نام داس ہے۔“ داس نے جواب دیا۔

”اور جہارے ساتھی کا نام ناٹو تھا۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔“ عمران نے کہا اور داس کا چہرہ ٹھنک ڈر رہ گیا۔

”ہاں اس کا نام ناٹو تھا۔“ داس نے ہونٹوں پر زبان بھیرتے ہوئے جواب دیا۔

”اس بھوکے کا کیا نام اور نمبر ہے۔ اور یہاں کا انچارج کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”بھیر جو کی نمبر تین سو ایک۔ انچارج کا نام کمپٹن شرما ہے۔ تحرڈ پٹالین سے ہمراہ تعلق ہے۔“ داس نے جواب دیا۔

”بلیک ہاؤنڈ کے بارے میں جانتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”سنا ہے لیکن جانتا نہیں ہوں۔“ داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔“ عمران نے مشین گن ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور داس تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور پھر وہ اٹھتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے گھومنا اور اس نے بڑے ماہر انداز میں

”اوہ اچھا..... ٹھیک ہے..... میں مزید محتاط رہوں گا.....“
 حور نے کہا اور عمران ہاتھ میں مٹھین گن بکڑے تیزی سے چٹان کی
 اوٹ سے نکلا اور پھر چوکی کی طرف اترتا چلا گیا جو کافی نیچے گہرائی میں نظر
 آ رہی تھی۔ سوچی پر موجود فوجیوں نے مڑ کر اسے دیکھا اور پھر وہ دوبارہ
 گنگھو میں مصروف ہو گئے۔ اسی لمحے کمرے سے ایک مضبوط جسم کا
 نوجوان باہر آیا۔ اس کے کاندھے پر کپٹن کے ستار موجود تھے۔ وہ
 حیرت سے عمران کو اپنی طرف آنکھ دیکھ رہا تھا۔

”تم رومانی جمو ذکر اس طرح کیوں بھاگے چلے آ رہے ہو واس“
 کپٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

”کیپٹن..... ادھر اوپر میں نے ایک کھائی میں لاش پڑی ہوئی
 دیکھی ہے جو آدمی سے زیادہ بچی ہوئی ہے۔ شاید درندوں نے اسے
 کھا یا ہے۔ کیسے میرے ساتھ.....“ عمران نے قریب جاکر واس کے
 لہجے میں اس طرح پوچھتے ہوئے کہا جیسے وہ تیزی سے دوڑنے کی وجہ سے
 ہانپ رہا ہو۔

”لاش..... کیا کہہ رہے ہو..... کہاں ہے لاش.....“ کپٹن نے
 حیرت سے اچھلنے ہوئے کہا اور اس کی آواز سننے ہی ارگرد موجود فوجی
 بھی جو تک بڑے۔

”میں دکھاتا ہوں.....“ عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔
 اور کپٹن بھی اس کے پیچھے مڑ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی باقی سپاہی بھی
 تیزی سے ان کے پیچھے آنے لگے۔ عمران کی رفتار کافی تیز تھی۔ اس نے

ہے کہ یہ لوگ ہمیں دیکھتے ہی فائر کھول دیں۔ اس لئے میں اب آگیا
 سلسلے جادو کا جب کہ تم دونوں میرے پیچھے چپ کر آؤ گے۔ پھر جیسے
 ہی میری طرف سے فائر کی آواز سنائی دے تم نے بھی فائر کھول دینا ہے
 لیکن بس یہ خیال رکھنا کہ کہیں تجھے بھی ان کے حساب میں ڈال کر فائر
 نہ کر دینا.....“ عمران نے کہا۔

”جہیں تو سب سے پہلے گولی ماروں گا.....“ حور نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”سوچ لو.....“ شہید زندہ ہوتا ہے۔ اس نے تجھے مار کر بھی ہمیں
 میدان صاف نہیں ملے گا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 حور بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ عمران کی گہری بات کو سمجھ گیا تھا۔

”یہ لیجئے میک اپ باکس.....“ نعمانی نے تھیلے میں سے ایک
 چھوٹا مگر جدید میک اپ باکس نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے
 کہا اور عمران نے میک اپ باکس کھولا اور لپٹے چہرے پر میک اپ
 کرنا شروع کر دیا۔ باکس میں آئینہ نصب تھا اس لئے اسے میک اپ
 کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی اور وہ سنٹ بعد اس کا چہرہ بدل چکا
 تھا اور عمران نے مطمئن ہو کر باکس بند کر کے واپس نعمانی کو دیا اور
 ساتھ ہی مٹھین گن بھی۔

”محتاط رہنا ہو سکتا ہے اور ادھر بلند ہی پر اور بھی فوجی ہوں۔ پہلے
 بھی تم بال بال بچے ہو۔ ورنہ میں تو شہید رقیب کہتا تم اصل شہید بن
 چکے ہو تے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جانے لگا۔ عمران بھی اب اوٹ سے نکلا اور مشین گن ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے چلتا ہوا چوکی کی طرف جانے لگا۔ اسی لمحے چوکی کی طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک پڑا۔ مگر یہ آوازیں چند لمحوں میں ہی ختم ہو گئیں۔

”آج آؤ چوکی خالی ہے“..... بچے سے نعمانی کی آواز سنائی دی اور عمران مسکراتا ہوا کمپین شرا کو لئے چوکی میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک اوٹ میں دو سپاہیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران کے کہنے پر حصور نے کمپین شرا کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھ دیئے۔

”تم اب جا کر باقی ساتھیوں کو لے آؤ“..... عمران نے نعمانی کا نام لئے بغیر کہا اور نعمانی سر ملاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”میں باہر کا خیال رکھتا ہوں“..... حصور نے از خود کہا اور وہ بھی باہر نکل گیا۔ کمپین شرا کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے کے بعد اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کا چہرہ دسا ہوا تھا اور آنکھوں میں غصہ و لہجہ کے تاثرات تھے۔

”تم کون ہو..... حرمت پسند تو نہیں لگتے“..... کمپین شرانے حصور کے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام داس ہے کمپین“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے واقعی خاندان میک اپ کیا ہے کہ میں اتنے قریب سے بھی نہ پہچان سکا اور اب بھی جہازے ساتھیوں اور جہازی اس کارروائی کی وجہ سے میں نہ پہچانا ہے کہ تم داس نہیں ہو سکتے۔ لیکن

وہ کافی آگے نکل گیا اور پھر لچکتا وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہوا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر کھول دیا۔ دھم دھم کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ماحول ان کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے فائر کھولنے ہی کے پیچھے سے حصور اور نعمانی نے بھی فائر کھول دیا اور چند ہی لمحوں میں وہاں لاشیں ہی لاشیں نظر آنے لگیں۔ عمران نے جان بوجھ کر کمپین کو گولی مارنے سے گریز کیا تھا اور کمپین نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہی تیزی سے ایک پتھر کی اوٹ لے لی تھی۔ دوسرے فوجیوں نے بھی دوڑ دوڑ کر اوٹ لینے کی کوشش کی تھی لیکن عقبی طرف سے ہونے والے فائر نے انہیں موت کے منہ میں پہنچا دیا تھا۔

”کمپین شرا اپنی گن پھینک کر ہاتھ اٹھا لو۔ تم اس وقت دو مشین گنوں کی زد میں ہو“..... عمران نے جمع کر کہا اور دوسرے لمحے کمپین شرا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے تیزی سے اپنا ریوٹر اور ایک طرف پھینک دیا تھا۔ اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے تھے چونکہ وہ فوجی تھا اس لئے اس کی تربیت ہی اسی انداز میں کی گئی تھی کہ جب مواقع ختم ہو جائیں تو فوجی کو اپنی جان بچا کر قیدی بن جانا چاہیے۔ اس طرح مزید مواقع مل سکتے ہیں ورنہ مرنے کی صورت میں ظاہر ہے مزید کسی موقع کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے کمپین شرانے بھی اصول کے تحت ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

”واپس چوکی کی طرف چلو“..... عمران نے اوٹ میں سے ہی کہا اور کمپین شرا اسی طرح سر ہاتھ رکھے واپس مڑا اور بچے چوکی کی طرف

کے عین مطابق ہوا تھا۔

”کیا..... کیا مطلب تم ان کے دشمن نہیں ہو..... پھر تپو چھٹا
یہ قتل و غارت یہ سب کچھ..... کوپٹن شرما نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”تم صرف عام سے فوجی ہو کیپٹن شرما۔ ہمیں ان گہری باتوں کا
علم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ میرے
سیکشن کا تعلق بھی بلیک ہاؤنڈ کی طرح کافرستان کی ایک اور تنظیم
نل رائٹ سے ہے۔ کچھ لوگ بلیک ہاؤنڈ کے خلاف خفیہ کام کر رہے
ہیں۔ انہیں سامنے لانے کے لئے ہمیں یہ لائحہ عمل اختیار کرنا پڑا ہے۔
اب وہ ہمیں بلیک ہاؤنڈ کا دشمن تصور کر رہے ہیں۔ پھر ہمارے ساتھ
مل جاتیں گے اس کے بعد کیا ہو گا اس بات تو تم بہر حال سمجھ ہی سکتے ہو“
..... عمران نے جواب دیا۔

”سواری کچھ جہادی اس بات سے ہرگز اتفاق نہیں ہے۔ کوئی
حکومت صرف چند لوگوں کو سامنے لانے کے لئے اپنے فوجی نہیں مردا
سکتی۔ تم غلط چٹائی کر رہے ہو“..... کوپٹن شرما نے منہ بناتے
ہوتے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جہاں پورا ملک داؤ پر لگ جائے کوپٹن شرما وہاں چند قربانیاں
دیجی ہی پڑتی ہیں اور پھر فوجی ملک کے مفاد کے لئے قربانی دینے کے لئے
ہی حیار کیے جاتے ہیں۔ بہر حال تم اب میرے سوال کا جواب دو۔ اب
تک بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میں کو شش کر رہا ہوں کہ کافرستان کا

جہاد ایک آپ کا انداز، جہادی فائرنگ کا انداز اور جہاد سے
ساتھیوں کے چہرے یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ تم بہر حال حریت پسند
نہیں ہو۔ پھر تم کون ہو اور تم نے اس قدر قتل و غارت کا مظاہرہ
کیوں کیا ہے..... کیپٹن شرما نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم خاصے ذہین نوجوان ہو۔ اور میں ذہانت
کی قدر کرتا ہوں۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں نے ہمیں جان بوجھ کر
زندہ رہنے کا موقع دیا ہے ورنہ ظاہر ہے پہلی گولی جہاد سے سینے پر ہی
پڑتی۔ کچھ تم سے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ بلیک ہاؤنڈ کا ہیڈ کوارٹر
کہاں ہے۔ اگر تم بتا دو گے تو ہم صرف جہاں سے جہادی پیسے لے کر
چلے جائیں گے۔ تم بعد میں اپنے ہاتھ چھڑا کر اپنی زندگی بچا سکتے ہو۔
ورنہ دوسری صورت میں ہم خود اسے تلاش کر لیں گے اور یہاں موجود
لاٹروں میں جہادی لاش لاٹش کا بھی انصاف ہو جائے گا“..... عمران نے سرد
لہجے میں کہا۔

”ہمیں بلیک ہاؤنڈ سے کیا دشمنی ہے“..... کیپٹن شرما نے
جواب دیتے ہی رہائے اٹال سوال کر دیا۔ وہ اس ماحول میں جس انداز
میں باتیں کر رہا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصے مستحضر و معصوب
کا مالک ہے۔

”تم نے کیسے سمجھ لیا کہ مجھے ان سے دشمنی ہے“..... عمران نے
اسی لہجے میں کہا جیسے اسے کیپٹن شرما کے اس سوال پر حیرت ہو رہی
ہو اور اس کے اس انداز کا رد عمل کیپٹن شرما پر بالکل اس کی توقع

ایک افسر نکال جائے..... عمران نے کہا۔

نے بوجھا۔
"وہ خفیہ گروپ ہے۔ ظاہر ہے خفیہ ہی اڈہ ہوگا۔ اب وہاں بورڈ
پکڑ کر توہینے سے رہے....." کیپٹن شرمانے مچھلے ہوئے لہجے میں
ایسا دور عمران مسکرا دیا۔

"او۔ کے جہادی برہمنی اب میں کیا کر سکتا ہوں....." عمران
نے اب صرف اٹھا ہوتا دو کہ جہیں اگر جہاں امیر جیسی ایسی کاپڑی
فردت پڑے تو تم کون سے اڈے سے منگواؤ گے..... عمران نے
بوجھا۔

"قمری قمری دن اڈے سے ٹرانسمیٹر کال پر وہ فوراً پہنچ جائے گا"
..... کیپٹن شرمانے کہا۔

"فریکوئنسی بتاؤ میں جہادی بات کر رہا ہوں....." عمران نے
ایک طرف ہٹ کر مطمئن پٹل جیب میں ڈالے ہوئے کہا اور کیپٹن
شرما کی آنکھوں میں ہلکت چمک سی اجڑائی اور عمران اس چمک کو دیکھ
لڑھیرے سے مسکرا دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ کیپٹن شرما کی آنکھوں میں یہ
ہلک کیوں اجڑی ہے۔ کیپٹن شرما فوقی انداز میں سوچ رہا تھا کہ
نصوحہ کوڈ کے ساتھ وہ اڈے کو کہاں کے بارے میں خطرے کا لفظ
بجائے گا۔ اس طرح اسے فوری انداز میں سن سکتی ہے۔

"میں بتاتا ہوں تم میری بات کراؤ میں ابھی پہلی کاپڑ منگواؤں گا"
..... کیپٹن شرمانے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے مڑ کر
ایک الماری میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے ایک مین برکے دیا۔

"سو ری مسٹر..... مجھے ہی کیا شاید ہمارے کمانڈر انچیف کو بھی
بلیک ہانڈز کے ہیڈ کو اڈہ کا علم نہ ہوگا۔ ہم نے بھی صرف ان کا نام
سنا ہوا ہے....." کیپٹن شرمانے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

"او۔ کے جہادی برہمنی اب میں کیا کر سکتا ہوں....." عمران
نے اغمیستان سے ششیں گن ایک طرف دھکی اور جیب سے مشین
پٹل نکال کر اس نے اس کی ٹال کیپٹن شرما کی گردن پر رکھ دی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں تم یقین کرو میں درست کہہ رہا ہوں"
..... کیپٹن شرمانے اس بار گھبرائے ہوئے اور بے چین سے لہجے
میں کہا۔

"صرف تین تک گنوں گا....." عمران کا پھر ہلکت سر ہو گیا۔
"ایک..... دو....." عمران نے گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ رک جاؤ کچھ مجھے معلوم ہے وہ بتا دیتا ہوں....."
کیپٹن شرمانے خوف بھری جھنجھکی ہوئی آواز میں کہا۔

"بولے جاؤ اور..... میں تین کہہ دوں گا اور اس کے ساتھ ہی....."
عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں نے صرف اٹھا سنا ہے کہ بلیک ہانڈز کا ہیڈ کو اڈہ راہولی
میں ہے اور اس کا سربراہ کوئی سین نام کا آدمی ہے۔ اور بس....."
اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم....." کیپٹن شرمانے کہا۔

"راہولی میں کس جگہ۔ راہولی تو بہت بڑا شہر ہے....." عمران

کپشن شرما نے فریک نیس بتائی تو عمران نے اس پر فریک نیس ایڈجسٹ کر کے شروع کر دی۔

”کوڈ کیا ہے ہیں۔ مجھے پہلے بتا دو تاکہ میں چیک کر سکوں۔“ عمران نے کہا اور کپشن شرما نے کوئی غلط بات تو نہ کرو گے۔ عمران نے کہا اور کپشن شرما نے

ہلدی سے کوڈ بتا دیئے۔ ظاہر ہے وہ تو دل سے چاہتا تھا کہ عمران کی بات اڈے سے گرا دے اور عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف موجود ایک کپڑا اٹھایا اور پھر اس نے کپشن شرما کے جیسے اور کپڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ کپشن شرما کے ہجرے اور آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اسے عمران کی خلاف توقع حرکت پر حیرت ہو رہی تھی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور کپشن شرما کی آواز میں کال شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو کپشن شرما رام پوسٹ نمبر قحری زرو دون۔ جیسے پوسٹ نمبر سے باہر آ گیا۔“ حور نے چیخ مچا کر اوپر ہلدی سے آنے کا لنگ اور..... عمران نے کال میٹے ہوئے کہا۔

”نہیں کپشن میں کمانڈر ایئر پوسٹ بول رہا ہوں کوڈ اور.....“

”او۔۔۔۔۔۔ کیوں کال کی ہے اور.....“ اس بار وہ کپشن شرما کے بتائے ہوئے کوڈ ہر میٹے۔

”او۔۔۔۔۔۔ کیوں کال کی ہے اور.....“ اس بار وہ کپشن شرما کے بتائے ہوئے کوڈ ہر میٹے۔

”او۔۔۔۔۔۔ کیوں کال کی ہے اور.....“ اس بار وہ کپشن شرما کے بتائے ہوئے کوڈ ہر میٹے۔

ہا ہر آہستہ سے وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں شراب موجود تھا۔
 تنویر نے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران نے اس کا ہاتھ دیا کر اسے روک
 دیا۔ پائلٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک ٹکڑے کھلے
 دروازے سے اندر جھانکا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا
 اور عمران مسکراتا ہوا اوٹ سے نکلا اور پنکھوں کے بلن دوڑتا ہوا
 دروازے کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا
 پائلٹ کرسی پر بندھے کچھن شراب کے منہ سے رومال باہر نکال رہا تھا۔
 "خیر وارہا تھو اٹھالو"..... عمران نے اس کی پشت پر ہتھ مار کر کہا۔
 پائلٹ بھلی کی سی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور پائلٹ
 جھکتا ہوا اچھل کر دو قٹ بیچے جا کر اسی لمحے تنویر نے ہاتھ میں موجود
 مشین گن کی نال آگے بڑھ کر اس کے سینے پر رکھ دی۔ اور پائلٹ کے
 چہرے پر ناگفتہ بہ بے پناہ خوف کے تاثرات ابھرائے۔ اس کی آنکھیں
 پھٹ گئی تھیں۔

"لگ لگ کون ہو تم"..... اس نے بھٹے بھٹے لہجے میں کہا۔
 "بیچھے ہٹ جاؤ اور اسے اٹھنے دو"..... عمران نے کہا اور تنویر دو
 قدم بیچھے ہٹ گیا۔

"اچھ کر کھڑے ہو جاؤ سسر"..... عمران نے خراستے ہوئے کہا۔
 عمران جھپٹے ہی دیکھ چکا تھا کہ پائلٹ کا ربوہ اور سائیڈ میز بڑا ہوا تھا اس
 لئے وہ مطمئن تھا، اور پائلٹ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا

وہی گی۔ تم فوراً اسے دوبارہ کال کرو"..... تنویر نے بے چارے
 میں کہا۔

"اب موقع نہیں ہے۔ وہ وہاں سے چل پڑا ہو گا"..... عمران
 کہا۔ اور تنویر سربط کر رہ گیا اور پھر واقعی پانچ منٹ بعد انہیں
 ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ عمران اور تنویر تیزی سے
 میں ہو گئے ہیلی کاپٹر قریب آیا تو ایک جھٹکا کھا کر وہ تیزی سے
 طرف کو بڑھا جہاں دھڑلوان پر فوجیوں کی لاشیں بکھری پڑی
 ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے ایک ٹکڑے چوکی کے اوپر اڑنا
 کے اور گرد لگایا اور اس کے بعد وہ تیزی سے چوکی کے عقبی
 قدرے بلندی پر اتر گیا اور عمران مسکرا دیا اسے بس صرف ایک بار
 تھا کہ پائلٹ کہیں لاشیں دیکھ کر واپس نہ چلا جائے لیکن پائلٹ
 تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر نیچے اتر آیا تھا۔ اس نے اپنے طور پر
 کی قہقہے بھرنے لگا کہ ماحول کا جائزہ لیا تھا۔ اور پھر وہاں کسی
 کوئی حرکت نہ دیکھنے کے باوجود اس نے احتیاطاً ہیلی کاپٹر بلندی
 فاصلے پر اتارا تھا۔ عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ جب تک
 صورت حال مطمئن نہ کرے گا۔ اڑے کو ٹراکسیر نکال بھی نہ کرے
 اس لئے یہ مطمئن تھا اور پھر ہیلی کاپٹر سے پائلٹ نیچے اتر ا۔
 ہاتھ میں ربوہ اور تھا اور وہ بڑے چوکے انداز میں ادھر ادھر دیکھ
 آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چوکی کے
 پہنچ گیا۔ عمران اور تنویر ڈراہٹ کر چپے ہوئے تھے۔ کچھ دیر پائلٹ

”راہولی تک راستے میں کتنی اتیر چیک پوسٹس ہیں۔“

عمران نے پوچھا

”دس۔“ اجیت نے جواب دیا۔

”کیا کوڑے ہوا ہے۔۔۔۔۔ راستے کے لئے؟“

”نہیں۔“

”بھلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔“

”اجیت نے کہا۔ اور اسی لمحے

تور اور باقی ساتھی کرے میں داخل ہوئے۔

”تور اجیت صاحب سوال کا جواب نہیں دے رہے۔ اس لئے

میرا خیال ہے ان کی دوچار ہڈیاں توڑ دینی چاہیں۔“

عمران نے

خفک لچے میں تور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ابھی لو۔ یہ تو معمولی بات ہے۔“

تور نے سادہ سے لچے

میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کہہ اجیت کی جمع

سے گونج اٹھا تور کا بھروسہ تھا اس کے جبر سے پرہیز تھا اور اجیت جس

کر کی پریشیا ہوا تھا اس سمیت اچھل کر نیچے زمین پر جا گرا۔ اور نیچے گر

کر وہ لڑکھ کر ایک طرف گلیا ہی تھا کہ تور کی لات حرکت میں آئی اور

بھروسہ ضرب اجیت کی پسیوں پر پڑی۔ اور اجیت کی کرہناک چیخوں

سے کہہ گونج اٹھا۔ تور کسی مشین کی طرح مسلسل ضربیں لگاتے چلا

بارہا تھا۔

”اجیت۔۔۔۔۔ میرا نام اجیت ہے۔“

پانکٹ نے رک رک کر

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دو اور اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت

کرے تو گولی سے لڑاؤنا۔“

عمران نے تور سے کہا۔ وہ مسلسل بغیر

نام لئے تور کو ہدایات دے رہا تھا۔ اور تور نے پتھروں میں اپنی

عمران کی ہدایت پر عمل کر دیا۔ اجیت نے کوئی مزاحمت ہی نہ کی تھی

”اب جا کر ساتھیوں کو لے آؤ۔“

عمران نے تور سے کہا اور

تور سر ہلاتا ہوا سزا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

مسٹر اجیت۔۔۔۔۔

کیپٹن شرمانے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اگر

تم بھی اس کی طرح ذمہ دہنا چاہتے ہو تو جہیں بھی ہمارے ساتھ

تعاون کرنا ہو گا اور تم بکری ہوئی لاشیں پہلے ہی دیکھ چکے ہو۔ ان

میں جہادی لاش کا بھی السافہ ہو جائے گا۔“

عمران نے سر دھچکے

کہا۔

”گلک گلک کس قسم کا تعاون اور کون ہو تم۔“

اجیت نے

چونک کر کہا۔

”جہادے ایلی کا پڑ میں اس سارے علاقے کا اتیر روٹ موجود ہو گا

..... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے بات کرتے

ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔۔۔۔۔ موجود ہے ہر اتیر گرفت میں ہوتا ہے۔“

اجیت نے جواب دیا۔

ہٹ گیا۔

”اسے اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بٹھا دو۔“ عمران نے کہا اور تنور
نے آگے بڑھ کر اسے گگردن سے پکڑا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک
اور کرسی پر اس طرح پھینک دیا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی غیر
ضروری بوجھ ہو۔ اجیت کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح جھکا
ہوا تھا۔

”بتاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

”ایئر رلھکو۔۔۔۔۔ اجیت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم تعاون نہیں کر رہے۔۔۔۔۔ میں نے تم سے
یہ بات صرف اس لئے پوچھی تھی تاکہ جہارے جواب سے اندازہ ہو
سکے کہ تم تعاون کر رہے ہو یا نہیں۔ اب میں بتاتا ہوں کہ کیا کوا
جہارے کمانڈر نے دوسری چٹیک پوسٹس تک پہنچایا ہے۔“ ٹاپ
ایئر جیسی۔۔۔۔۔ کیوں میں درست کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو
اجیت کے بگڑے ہوئے چہرے پر اچھائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔
”جہیں۔۔۔۔۔ جہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو وہاں موجود ہی نہ تھے
۔۔۔۔۔ اجیت نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے یہاں وہ کر بھی معلوم ہے کہ وہاں کیا کیا بات ہوئی ہے۔ تو
اسے چھوڑو۔ بہر حال اب ایک موقع اور دے دیتا ہوں۔ ورنہ پکا
حیرت ناک موت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔ یہ بتاؤ کہ رلتا
میں جہار پائلٹ کو ڈکیا ہوگا۔ سوچ لو اگر اس بار غلط بتایا تو۔۔۔۔۔

عمران نے خڑتے ہوئے کہا۔

”بی فور۔۔۔۔۔ پائلٹ کو ڈٹی فور ہے۔۔۔۔۔ اجیت نے جلدی
سے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
”اس بار تم نے سچ بتایا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”اب کیپٹن شرما اور اجیت دونوں کی یونیفارمز اتار لو۔ اور باہر
جا کر اپنے ساڑی ان لائٹوں سے بھی یونیفارم اتار لو۔ جو زیادہ خون
آلودہ نہ ہو۔۔۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔۔۔ اب ہمیں فوری جہاں سے روانہ
ہونا ہے۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تنور اور نعمانی
شرما اور اجیت کی طرف بڑھے جب کہ باقی ساتھی تیزی سے باہر کو مڑ
گئے

ایک آواز سنائی دی۔

”پوسٹ کمانڈر سے بات کراؤ اور“..... منوہر نے باوقار لہجے میں کہا۔

”میں پوسٹ کمانڈر ہی بول رہا ہوں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سپیشل کارڈیولوجسٹ اور“..... منوہر نے کہا۔

”اوہ یس سر حکم کیجئے جتنا اب اور“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس بار انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

”ایک ہیملی کا پڑ شوگا پہاڑی پر بھجوا دو فوراً ہم نے چند دشمنوں کو نہیں کرنا ہے جلدی بھجوا دو اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے اور انتظار آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے جیب سے جھونکا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو چیف سیکشن فور کالنگ اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ساگر انڈنگ پاس اور“..... آلے میں سے آواز نکلی۔

”ساگر ہوشیار رہنا۔ میں اور ماترم فوجی ہیملی کا پڑ علاقے کے راولڈ کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ چیک ہو جائیں تو سپیشل ٹرانسمیٹر فوری اطلاع دینا اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس پاس اور“..... دوسری طرف سے ساگر نے جواب میچ

یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اوجڑہ آئیں سا نہیں اور ہر آنا چاہیے تھا۔
..... منوہر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں اپنے ساتھی ماترم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے پاس وہ کسی اور طرف نکل گئے ہیں۔ ہمیں کسی ہیملی کا پڑ پر پورے علاقے کا راولڈ کرنا چاہیے“..... ماترم نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی یہاں چہرے کر ان کا انتظار کرنے کی بجائے ہمیں ہیملی کا پڑ حاصل کر کے انہیں چیک کرنا چاہیے“..... منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو سیکشن چیف بلک باؤنڈڈ کالنگ ایمر پوسٹ اور“..... منوہر نے انتہائی بدمعاش لہجے میں کہا۔

”میں ایمر پوسٹ دن دن انتظار کر رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد

ہو ایک آیا تو اس نے ایک بار پھر نیچے دیکھنا شروع کر دیا کیونکہ یہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا اور دور بین سے اس نے اس کے اندر سو جو فوجیوں کو دیکھ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان کے قریب سے گزرا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

”سر..... اب کس طرف جانا ہے.....“ پائلٹ نے منوہر نے پوچھا۔

”لہار اونڈلیے ہوئے چلو.....“ منوہر نے کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ سوڑنا شروع کر دیا۔

”کمال ہے..... یہ کیسی چوکی ہے یہاں تو ایک بھی آدمی نظر نہیں آ رہا.....“ نیچے دیکھتے ہوئے منوہر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے اوہ روکو روکو..... میں نے ایک لاش دیکھی ہے.....“ روکو ہیلی کاپٹر کو اور واپس وائیں ہاتھ پر موڑ کر لے چلو.....“ منوہر نے لکھت پچھتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے رخ سوڑا اور آہستہ رفتا سے ہیلی کاپٹر کو اڑانا ہوا واپس لے آیا۔

”ہاں واقعی یہ لاش ہے جو گہرائی میں اوندھے منہ پڑی ہے۔ یہاں کوئی خاص واقعہ ہوا ہے۔“ ہیلی کاپٹر کو اس چوکی کے قریب اتار دو۔ تاکہ صورت حال کو اچھی طرح چیک کیا جاسکے.....“ منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو چوکی کے قریب اتار دیا۔ منوہر اور مہتمم دونوں نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے چوکی کے گردوں کی طرف بڑھتے

ہوئے کہا اور منوہر نے اور لیڈن آل کہہ کر سپرٹل ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا اور پھر کر کے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ماترم خاموشی سے اس کے پیچھے آیا۔ یہ پہاڑی وسطوں پر بنا ہوا ایک چھوٹا سا مکان تھا جس کی چھت پر جھانپاں لگی ہوئی تھیں وہ دونوں اس مکان سے نکل کر ایک اونچی چٹان پر کھڑے ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک فوجی ہیلی کاپٹر انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور منوہر نے ہاتھ اٹھا کر فضا میں ہرانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک چٹان پر اتر گیا۔ اور منوہر اور ماترم دونوں اس کی طرف بڑھتے۔ گگ..... کیا نام ہے چھارا.....“ منوہر نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہی پائلٹ سے پوچھا۔

”پر شاد بھاب.....“ پائلٹ نے موڈ بان لہجے میں کہا۔

”ہم نے درسام پہاڑی کے درے اور اس کے ارد گرد علاقے کا راونڈ کرنا ہے۔ ہمیں چند دشمنوں کی گلاش ہے۔ لیکن تم ہیلی کاپٹر فائرنگ رینج سے ادھر ہی رکھو گے.....“ منوہر نے پائلٹ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ییس سر.....“ پائلٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اس جگہ پہنچ گیا جہاں منوہر کے ساتھیوں کی لاشیں موجود تھیں۔ منوہر آنکھوں پر دور بین، جھانے مسلسل نیچے چیک کر رہا تھا کہ اچانک دور سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ لیکن جب ہیلی کاپٹر

گئی ہو۔..... منوہر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا۔

"میں قریب ایئر چیک پوسٹ کون سی ہو سکتی ہے۔..... منوہر نے پائلٹ سے پوچھا۔

"وائیں ہاتھ پر تقریباً بارہ کلو میٹر دور ایک ایئر چیک پوسٹ ہے۔ پائلٹ نے مونہانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں چلو فوراً۔..... منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایئر چیک پوسٹ کے قریب

مچل گئے۔ چیک پوسٹ سے ٹرانسمیٹر پر پائلٹ کے بارے میں پوچھا گیا اور جب پائلٹ نے اپنی شناخت کرائی اور بلیک ہاؤنڈز کے افسران

کے بارے میں بتایا تو اسے چیک پوسٹ پر اترنے کی اجازت دے دی گئی۔ چیک پوسٹ کافی بلندی پر تھی۔ ایک مسلح جٹان پر بٹھے ہی ہیلی

کاپٹر اترنا، منوہر اور ہارم تیزی سے نیچے اترے۔ وہاں دو فوجی افسران استقبال کے لئے موجود تھے۔

"کمانڈر ایئر پوسٹ بہن اور یہ سب کمانڈر نیرتھ رام ہیں۔..... ایک فوجی افسر نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی چیک پوسٹ پر کتنے ہیلی کاپٹر ہیں۔..... منوہر نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی ہیلی کاپٹر ہوتا ہے۔ جناب اور ہماری چیک پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ٹاپ ایئر جنس مشن پر راہولی گیا ہوا ہے۔..... کمانڈر بہن نے

چلے گئے۔ کمرے کے اندر خون موجد تھا لیکن لاش کوئی نہ تھی۔ منوہر نے ہارم کو ارد گرد کا علاقہ چیک کرنے کے لئے کہا اور خود وہ کمروں کا اندرونی جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

"باس! اوپر بائیں طرف کھائیوں میں دس بارہ فوجیوں کی لاشیں ہیں، اور ان میں سے کئی کے جسم پر یونیفارمز موجود نہیں ہیں۔.....

ہارم نے تھوڑی دیر بعد آکر رپورٹ دی اور منوہر اس کے ساتھ چلتا ہوا اوپر کو بڑھ گیا۔ ہارم نے یہ لاشیں دیکھی تھیں۔

"اوہ۔..... اس کا مطلب ہے کہ چوکی پر کسی نے حملہ کر کے ۲۰ سپاہیوں کو مار دیا ہے اور ان کی یونیفارمز اناری ہیں۔..... منوہر نے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک اس کے ذہن میں وہ ہیلی کاپٹر ابھرا جو ان کے قریب سے گزرا تھا۔

"اوہ۔..... اوہ یہ جٹانان پاکیشیائیوں کا کام ہو سکتا ہے وہ لوگ اوپر ہنگام کی طرف آنے کی بجائے اوپر آنے اور جہاں انہوں نے

فوجیوں کو ہلاک کیا اور ان کی یونیفارمز اور ہیلی کاپٹر لے کر روانہ ہو گئے کیونکہ یہیں جہاں ویسے ہی کھڑی ہیں۔..... منوہر نے تیز لہجے میں

کہا۔ "مگر باس! ان چوکیوں پر ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہوتے۔ ہیلی کاپٹر صرف ایئر چیک پوسٹس کے پاس ہوتے ہیں۔..... ہارم نے جواب

دیا۔ "ہو سکتا ہے، ایسی ہی واردات کسی قریب ایئر چیک پوسٹ پر

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب گیا ہے؟“ منوہر نے چیک پوسٹ کے اندرونی کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

”آدمے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہو گا جناب۔“ کانڈرینجن نے جواب دیا۔

”کون گیا ہے۔ اس پر۔“ منوہر نے پوچھا۔

”جو کی خبر تین سو ایک کے لوگ گئے ہیں۔“ کیپٹن شرما کی کال تھی، چٹانچ میں نے ایلی کا پڑواں سمجھادیا۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔“ کانڈرینجن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”تین سو ایک دی چوکی ہے جو جہاں سے چار کو میز بائیں طرف ہے۔“ منوہر نے پوچھا۔

”میں سر۔۔۔ وہی ہے مگر۔۔۔“ جن نے اٹھے ہوئے لہجے میں کہا ”کیا آپ نے تصدیق کی تھی کہ جو لوگ ایلی کا پڑ کے لئے کال کر رہے ہیں وہ اصل ہیں۔“ منوہر کا بچہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

”اصل۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔“ باقاعدہ غلے شدہ کوڑا پس ہونے کے بعد ایلی کا پڑ بھیجا گیا ہے جناب۔“ کانڈرینجن نے جواب دیا۔

”کانڈر صاحب چوکی پر موجود قدام فوجی ملاک کر دیئے گئے ہیں اور ان کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں۔“ ان میں سے چند کی یونیفارمز بھی داہری لگی ہیں ہمیں درسام پہاڑی درے کے قریب ایک ایلی کا پڑ گھورتا ہوا دکھائی دیا ہے مجھے یقین ہے کہ اس میں موجود فوجی دشمن

بکثت ہیں۔“ منوہر نے کہا۔

”دشمن بکثت آپ کا مطلب حریت پسندوں سے ہے۔“ کانڈرینجن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں یہ پاکیشانی بکثت ہیں اور حریت پسندوں کی امداد کے لئے یہاں آتے ہیں۔“ بلیک ہانڈز کو ان کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی چٹانچ ہم نے درہ درسام پر ان کے گرد گھیرا ڈالا۔ لیکن وہ ہمارے چند ساتھیوں کو ہلاک کر کے فرار ہو گئے۔ ہم یہ سمجھے کہ وہ وہاں سے نکل کر لازماً ہستی چٹکام پہنچیں گے۔ چٹانچ ہم نے ہستی چٹکام کے گرد مورچے متنبہال لئے، لیکن وہ ادھر آنے کی بجائے ادھر چوکی کی طرف آئے اور جہاں سے ایلی کا پڑ لے کر وہ راہولی گئے ہیں۔“ منوہر نے کہا اور پھر راہولی کا نام اس کی زبان پر آتے ہی وہ اس بری طرح جھٹکا جیسے کسی نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بلیک ہانڈز کا ہیلے کو اڑا کر راہولی میں ہی ہے اور ان یونٹوں کا راہولی جانا ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لوگ دراصل بلیک ہانڈز کا ایٹھ کو اڑا کر تپا چکے ہیں۔

”سر۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو میں ٹرانسمیٹر پر پائلٹ سے بات کر لیتا ہوں۔“ اچھی تصدیق ہو جانے لگی کہ کون لوگ ایلی کا پڑ سوار ہیں۔“ کانڈرینجن نے کہا۔

”اوہ اوہ ہاں واقعی بات کر دجلی کر دو۔“ منوہر نے کہا اور کانڈرینجن نے جلی سے ایک الماری میں موجود بوتل سے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس

”میں کیپٹن شرما انٹلنگ یو اور“..... دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی اور منوہر نے ساتھ کمرے کا نذر بنجی کی طرف دیکھا۔
 ”یہ کیپٹن شرما کی آواز ہے جناب میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔“
 ”کانڈر بنجی نے اس کی نظروں کا مضموم کیجئے ہوئے کہا۔“
 ”کیپٹن شرما آپ کس وقت چوکی سے روانہ ہوئے ہیں اور“.....
 منوہر نے پوچھا۔

”نصف گھنٹہ پہلے ہو گا کیوں اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ فوراً واپس چوکی پر نہیں فوراً، وردہ آپ کے خلاف کورٹ مارشل کیا جائے گا اور“..... منوہر نے پچھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس ہیلی کاپٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اس کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ اس نے لاشوں کو جس حالت میں دیکھا ہے۔ انہیں مرے ہوئے کم از کم ایک گھنٹہ ضرور ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے ہیں اس وقت چوکی پر موجود سپاہیوں کو پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا تھا۔

”سوری جناب یہ ٹاپ ایر رجیسی مشن ہے۔ اسے کانڈر انچیف بھی نہیں روک سکتے اور انڈر آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”لو اور وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں انہیں ہر قیمت پر روکنا ہو گا۔ ہر

نے ٹرا سمیٹر کا بن دیا اور کال دینی شروع کر دی۔
 ”ہیلو ہیلو کانڈر بنجی کانٹک اور“..... کانڈر بنجی نے کہا۔
 ”میں پائلٹ اجیت انٹلنگ یو اور“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور کانڈر بنجی کا سٹا ہو اچھو کیٹھ کھل اٹھا کیونکہ وہ اجیت کی آواز اور اچھو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

”جہاں پائلٹ کو ڈنبر اور“..... کانڈر بنجی نے مزید تسلی کے لئے پوچھا اور دوسری طرف سے پائلٹ کو ڈنبر بتا دیا گیا۔

”یہ اصل آدمی ہے جناب..... میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں؟
 کانڈر بنجی نے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں خود بات کرتا ہوں بن واد“..... منوہر نے ہوسٹ پہنچنے ہوئے کہا اور کانڈر بنجی نے سر ہلاتے ہوئے بن واد بایا۔

”ہیلو ہیلو پائلٹ اجیت..... میں بلیک ہاؤنڈ سیکشن فور کا چیف بول رہا ہوں۔ جہاں سے ہیلی کاپٹر میں کون سوار ہے اور“..... منوہر نے تیر لچے میں کہا۔

”سرفوجی سوار ہیں۔ کیپٹن شرما اور ان کے ساتھی اور“..... دوسری طرف سے حیرت برے لگے میں جواب دیا۔

”تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے اور“..... منوہر نے پوچھا۔
 ”چوکی سے جناب اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ہیلو کیپٹن شرما مجھ سے براہ راست بات کرو اور“..... منوہر نے کہا۔

ہاں..... کیوں اس تعارف کی ضرورت آ رہی ہے اور.....

دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”اس لئے کہ جو کچھ میں تمہیں کہنے والا ہوں اس کے لئے اس
 نصوحی تعارف کی اشد ضرورت تھی تاکہ تم سیری بات پر عمل کرنے
 پر رضا مند ہو سکو۔ سٹو بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف میرے
 پاس آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جتنے پاکیشیائی بھجنٹ حریت پسندوں
 کی امداد کی مرض سے مشغول ہیں داخل ہوئے۔ بلیک ہاؤنڈز کو اس کی
 خبر ہو گئی پتا چلے کہ وہ سام بھائی کے در سے پر بلیک ہاؤنڈز نے ان کے
 گروڈکنگ کی مگر وہ نکل گئے۔ بلیک ہاؤنڈز نے ان کو پکڑنے کے لئے
 بستی چٹھام کے گرد گھیرا ڈالا مگر وہ ادھر جانے کی بجائے ادھر ہماری
 طرف آ گئے۔ یہاں چوکی خیر تین سو ایک کے سپاہیوں کو انہوں نے مار
 ڈالا اور شاید وہاں کے انچارج کیپٹن شرما کو انہوں نے گن پوائنٹ پر
 بھجور کر کے مجھ سے ایک ہیلی کاپٹر طلب کیا تاکہ کسی ٹاپ ایئر جنسی
 مشن پر راہبونی جا سکیں میں نے قانون کے مطابق ڈیمانڈ پر ہیلی کاپٹر
 منگوا دیا اور راہبونی کے راستے میں موجود تمام ایئر ٹیکنیک پوسٹ کو کوڈ
 ورڈ میں پاس کر دیا۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ اجیت ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کے
 سیکشن چیف صاحب کا اصرار ہے کہ اس میں پاکیشیائی بھجنٹ سوار ہیں
 کیونکہ چوکی پر موجود کئی لاٹھوں کی یو پیٹار مڑا دلی گئی ہیں۔ میں نے
 ابھی ٹرانسمیٹر پر ہیلی کاپٹر پائلٹ رجیٹ اور کیپٹن شرما سے بات کی ہے
 ان کا اصرار ہے کہ وہ درست آدمی ہیں لیکن سیکشن چیف صاحب کا

قیمت پر..... منوہر نے پچھلے ہوئے کہا۔

”جواب اگر آپ تحریری حکم دے دیں تو میں راستے میں ایئر ٹیکنیک
 پوسٹس کے کمانڈر سے رابطہ کر کے انہیں احکامات دے دیتا ہوں۔
 انہیں روک لیں گے.....“ کمانڈر رجنن نے کہا۔

”اوہ ہاں کمانڈر کاغذ میں حکم لکھ دیتا ہوں تم اس دوران آؤرڈر
 کہیں یہ نکل نہ جائیں اور سٹواگر یہ نہ رکھیں تو بے شک ہیلی کاپٹر کو فو
 دیا جائے.....“ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوری سر.....“ ہیلی کاپٹر اڑانے کا حکم میں نہیں دے سکتا
 میرے اختیار سے باہر ہے اور نہ ہی کسی ایئر پوسٹ کے کمانڈر نے اس
 حکم کو تسلیم کرنا ہے.....“ کمانڈر رجنن نے جواب دیا۔

”اوہ.....“ اچھا تم انہیں روکنے کے لئے کہو۔ میں خود جاتا ہوں ان
 کے پیچھے.....“ منوہر نے کہا اور کمانڈر رجنن نے جلدی سے سیر کی ورائی
 سے کاغذ اور قلم نکال کر اسے دیا اور خود ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔
 تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ ہیلی کاپٹر اس وقت
 کراچل ایئر پوسٹ سے گزر کر کنبائی ایئر پوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔
 چنانچہ اس نے کنبائی ایئر پوسٹ کے کمانڈر سے رابطہ قائم کر لیا۔

”نیں کمانڈر ایئر پوسٹ کنبائی، شیر سنگھ اٹھانگ یو اور.....“
 کنبائی ایئر پوسٹ کمانڈر کی آواز سنائی دی۔

”کمانڈر رجنن بول رہا ہوں شیر سنگھ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اور
 رجنن نے کہا کیونکہ شیر سنگھ اس کا نانا قریبی دوست رہا تھا۔

بھی کر سکتے ہو اور فوری یہاں اطلاع دو اور۔۔۔۔۔ منوہر نے خود بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں سر حکم کی تعمیل ہو گی سر اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا عیا اور کانڈرینجن نے اور اینڈال کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر منوہر کے تحریری حکم کو اس نے اٹھا کر بڑھا اور جہ کے اسے میز کی دراز میں ڈال دیا۔

پھر تقریباً بیس بیس منٹ بعد ٹرانسمیٹر پر کال آگئی اور وہ چونک پڑے۔ کانڈرینجن نے بدلی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو کانڈرینجن چیک پوسٹ کنجانی کانسٹنٹ اور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

”میں کانڈرینجن کانسٹنٹ یو اور۔۔۔۔۔ کانڈرینجن نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ جہادی ایئر یوسٹ کا ہیلی کاپٹر ہم نے روک لیا ہے جہلے تو انہوں نے رکتے سے اٹھ کر دیا لیکن جب ہم نے انہیں میدان مار مار کر ہیلی کاپٹر تباہ کرنے کی دھمکی دی تو وہ رکتے پر دفعتاً منہ ہو گئے میں نے اس میں موجو دوسارے فوجیوں کے ہاتھوں میں ہتھیاریں ڈالوا دی ہیں تاکہ چیکنگ سے جہلے یہ فرار نہ ہو سکیں اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو ہیلو بلیک ہاؤنڈز سیکشن چیف بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کپٹن شرما سے بات کر اؤ میری اور۔۔۔۔۔ منوہر نے چیخ مگر کہا۔

”میں سر اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اصرار ہے کہ وہ غلط آدمی ہیں۔ اس لئے اب سیکشن چیف صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو روک لیا جائے تاکہ چیف دوسرے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر وہاں پہنچیں اور اچھی طرح تصدیق کر لیں۔ اگر یہ لوگ درست ثابت ہوں تو انہیں آجے سفر کرنے کی اجازت دے دی جائے اور اگر یہ لوگ غلط ہوں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ جسیں معلوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کو ہسپتال کارڈ ڈائیو کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم سب ان کے ماتحت ہیں اور ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں۔ میں نے چیف صاحب سے تحریری حکم حاصل کر لیا ہے، اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ہیلی کاپٹر کرائل ایئر یوسٹ کو کراس کر کے اب جہادی ایئر یوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے تم اس ہیلی کاپٹر کو ہر صورت میں روک کر اس میں موجو افراد کو بے بس کر لو۔ اور پھر تجھے اطلاع دو تاکہ چیف صاحب ہیلی کاپٹر پر جہادے پاس پہنچ کر چیکنگ کر سکیں اور۔۔۔۔۔ کانڈرینجن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ سیکشن چیف صاحب کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔ میں انہیں روک کر اطلاع دیتا ہوں اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔۔۔۔۔ میں سیکشن چیف بلیک ہاؤنڈز بول رہا ہوں۔ تم نے ہر صورت میں انہیں روکنا ہے۔ ہر صورت میں اور اگر یہ فرار ہونے لگیں تو بے شک میری طرف سے اجازت ہے کہ تم ہیلی کاپٹر کو تباہ

اس چیک پوسٹ پر پہنچیں جب صبح صورت حال کا علم ہو گا۔.....
جرم نے کہا۔

”اوہ نہیں..... ایئر چیک پوسٹ پر وہاں رازدار اور دوسرے ایئر کرائٹ چیکنگ آلات موجود ہوں گے اس لئے ہم جیسے ہی ان کی حدود میں داخل ہوں گے انہیں اس کا علم ہو جائے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اس سے پہلے آنے والی کرائل ایئر چیک پوسٹ پر رک جائیں اور پھر شیر سنگھ کو کہیں کہ وہ قیدیوں کو لے کر اپنے ہیلی کاپٹر میں وہاں آ جائے اس طرح اصل صورت حال سامنے آجائے گی اور اگر کوئی گھپلا بھی ہو گا تو ہم آسانی سے اس پر قابو پالیں گے.....“ منوہرنے کہا۔

”میں باس یہ اچھی سمجھتا ہے.....“ مازم نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور منوہرنے پائلٹ کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”میں کمپین شربا بول رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ۔ ہمیں کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کمانڈر انچیف سے بات کروں گا اور..... دوسری طرف سے کمپین شربا کی تحقیق ہوئی آواز سنائی دی۔“

”او۔ کے ہم آ رہے ہیں ان کا خیال رکھنا کمانڈر شیر سنگھ یہ فرار نہ ہونے پائیں اور لپٹاؤں.....“ منوہرنے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ہجرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے کھائی ایئر چیک پوسٹ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

”باس یہ پاکیشیائی کیسٹ کیا اتنی آسانی سے قابو میں آگئے ہوں گے.....“ اچانک مازم نے کہا تو منوہر چونک پڑا۔

”کیا..... کیا مطلب.....“ منوہرنے حیران ہو کر کہا۔

”باس یہ لوگ جس انداز میں کام کر رہے ہیں اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اتنی خطرناک لوگ ہیں۔ پھر ایک ایئر بوسمن کے حملے کے باوجود اتنی آسانی سے کیسٹ لگ سکتے ہیں.....“ مازم نے کہا۔

”اوہ اور جہازری بات درست ہے۔ واقعی اس جہلو کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ لیکن شیر سنگھ کی کال تو یہی بتا رہی ہے اور تصدیق کے لئے میں نے کمپین شربا سے بھی بات کی ہے۔ اس کے باوجود واقعہ ہمیں محتاط رہنا چاہئے.....“ منوہرنے ہونٹ ہچاتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے باس آپ ہیلی کاپٹر فاصلے پر اتاریں اور ہم اچانک

مسٹر کھڑا ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا اور سمیرا ہنستے ہوئے بھینچ کر
ٹھانوس ہو گیا۔

پندرہ گھنٹوں بعد وہ دوسرے ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزر گئے اور
عمران غور سے دوسرے ہیلی کاپٹر میں موجود افراد کو دیکھتا رہا۔ اس
میں پائلٹ کے علاوہ دو افراد تھے۔ پائلٹ فوجی تھا جب کہ باقی دونوں
عام لباس میں تھے۔ ان میں سے ایک پائلٹ سیٹ کے ساتھ والی
سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دور بین تھی جب کہ دوسرا آدمی
تنبی سیٹ پر تھا۔

یہ واقعی چیک باؤنڈز کے لوگ ہیں اور یقیناً ہمیں ہی تلاش کر
رہے ہیں، بہر حال تلاش کرنے دو انہیں۔..... عمران نے کہا۔ راستے
میں ایک چیک پوسٹ سے انہیں کال کیا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر پر
مشن کوڈ اور پائلٹ کوڈ بتا کر انہیں مطمئن کر دیا اور ہیلی کاپٹر
مستقل آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ راہولی جہاں سے
کافی فاصلے پر ہے اور مسلسل پرواز کے باوجود انہیں وہاں پہنچنے میں
دعائی تین گھنٹے بہر حال لگ ہی جائیں گے۔

”نعمانی چیک تو کرو، ہیلی کاپٹر میں تین گھنٹے کا پٹرول بھی ہے یا
نہیں۔..... عمران نے فاصلے کا خیال آتے ہی نعمانی سے کہا۔

”ٹینک فل ہے جناب۔ میرا خیال ہے ہیلی کاپٹر جہاں استعمال
نہیں کیے جاتے یا پھر راہولی کا سن کر اس کمانڈر نے ٹینک فل کرا کر
گھمایا ہو گا۔..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی

ایک فوجی ہیلی کاپٹر نظر آ رہا ہے۔..... پائلٹ سیٹ پر موجود
اجیت کے میک اپ میں نعمانی نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔
ساتھ ہی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا وہ بدستور اس کے میک اپ میں تھا
جب کہ کیپٹن شرما کے میک اپ میں صفدر اور باقی ساتھی عام
فوجیوں کے میک اپ میں تھے۔ ان کے ساتھ اعظم بھی تھا جس کے
جسم پر بھی فوجی روئیڈ مار تھی۔

نعمانی کے اشارے پر وہ سب تونک کر اور دیکھنے لگے۔

”اودہ اس میں غیر فوجی ہیں اور چیکنگ کی جا رہی ہے۔ یہ یقیناً بلک
باؤنڈز کے لوگ ہوں گے۔..... عمران نے کہا۔

”ہیلی کاپٹر تیار نہ کر دیا جائے۔..... سمیرا نے کہا۔

”نہیں۔..... ابھی ہم نے طویل راستہ طے کرنا ہے اور ہیلی کاپٹر
کی تباہی کا پتہ ایئر چیک پوسٹس کو فوراً ہو جائے گا اور ہمارے لئے

عمران نے اجیت کے لہجے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے گول مول سا جواب دیا۔

”تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے اور؟“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور عمران نے ہر کی کے بارے میں بتا دیا۔ پھر اس آدمی نے گپیں شرما سے بات کرنے کے لئے کہا تو عمران نے خود ہی کیپٹن شرما کے لہجے میں بات کرنی شروع کر دی۔ اس کی کوشش تھی کہ اس آدمی کو مطمئن کر دیا جائے تاکہ راستے میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑی ہو لیکن جب اس نے ان کو واپس آنے کا حکم دیا تو عمران نے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے وہ واپس تو نہ جاسکتا تھا اور مزید بات اجیت ختم کرنے کے لئے اس نے ٹرانسمیٹر بھی آف کر دیا تھا۔

”اب اور رفتار بڑھاؤ نعمانی۔ اب یہ ہمیں روکنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے پیچھے بھی آئیں۔“..... عمران نے نعمانی سے کہا اور نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے رفتار بڑھا دی۔

”میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اس پہلی کا پڑ کو تباہ کر دیا جائے۔ اس وقت یہ کام آسانی سے ہو جاتا۔“..... تنویر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب تک ہم آگے نہ بڑھ رہے ہوتے۔“..... عمران نے منہ ہلاتے ہوئے جواب دیا اور تنویر خاموش ہو گیا۔ دو چیک پوسٹس اور گزریں لیکن وہ صرف کوڑہا کے دریاں سے گزر گئے اور انہیں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی لیکن پھر اپنا ٹک ٹرانسمیٹر بول اٹھا۔

”ہیلو ہیلو کنبانی ایئر ہو سٹ کالنگ اور۔“..... ٹرانسمیٹر سے ایک

الٹیٹ میں سر ہلا دیا۔ ابھی سفر جاری تھا کہ اپنا ٹک ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر کال آئی شروع ہو گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ گفتگو وہ خود ہی کر رہا تھا تاکہ اجیت کے لہجے میں بات ہو سکے۔

”ہیلو ہیلو کمانڈر یمن کالنگ اور۔“..... ٹرانسمیٹر کا ٹن آن ہوتا ہی اس میں سے آواز سنائی دی اور عمران سمیت سب چونک پڑے۔ کیونکہ کمانڈر یمن نے ہی یہ پہلی کا پڑ بھجوا دیا تھا۔ اس کی طرف سے کال آنے کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

”یہی پائلٹ اجیت انڈنگ ہو اور۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”جہاز پائلٹ کو ڈنبر اور۔“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”فی فور اور۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”ہیلو ہیلو پائلٹ اجیت میں، بلیک ہانڈز سیکشن فور کا چیف بول رہا ہوں۔ جہاز کے پہلی کا پڑ میں کون سوار ہے اور۔“..... جتھوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی اور عمران کے لیے حیرت ہوئی۔ پہلے گئے کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو دورہ درسام پر انہیں دوپہر سے فوجی پہلی کا پڑ پر لے گئے لیکن اسے یہ اندازہ نہ تھا کہ اس پر سوار آدمی کسی سیکشن کا چیف ہو گا ورنہ وہ اس دسویں قلابہ کرنے کی کوئی ترکیب سوچتا۔ ایسا آدمی اگر قلابہ میں آ جاتا تو یقیناً اس سے بلیک ہانڈز اور اس کے ہیڈ کو ارثر کے بارے میں خاص اہم معلومات حاصل کی جاسکتی تھی۔

”سر فوجی سوار ہیں۔“..... کیپٹن شرما اور ان کے ساتھی اور۔“.....

آواز گونجی۔ حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے کراٹل ٹائی چیک پوسٹ کراٹس کی تھی اور اتنی جلدی دوسری چیک پوسٹ نہ آ سکتی تھی اس لئے اس کال کے آتے ہی عمران کا ہاتھ ٹھنک گیا تھا۔
 "ہیلی کاپٹر پائلٹ انٹرننگ ہو اور..." عمران نے اجیت کے لئے میں جواب دیا۔

"کوڑ بٹاؤ اور..." دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے حسب سابق کو ڈوہرا دیا۔
 "جہاز انا نام اور..." دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
 "اجیت اور..." عمران نے کہا۔

"میں شیر سنگھ کمانڈر ایئر چیک پوسٹ کھائی بول رہا ہوں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جہاز ہیلی کاپٹر اپنی چیک پوسٹ پر اتار کر ہمیں چیک کیا جائے اور..." دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کس نے حکم دیا ہے اور..." عمران نے پوچھا۔

"بلیک ہاؤنڈ سیکشن فور کے چیف نے..." لہذا تم چیک پوسٹ پر اتراؤ۔ ہمیں کاشن دے دیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ جہاز ہیلی کاپٹر کو میزائلوں سے ہٹ کر دیا جائے۔
 "لو لو کیا کہتے ہو اور..." شیر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو شیر سنگھ میں کیپٹن خرمابول رہا ہوں..." یہ فوجی مشن ہے اور اچھائی اہم مشن ہے۔ اس لئے تم ہمیں مت روکو اور..." اس بار عمران نے کیپٹن خرمابول کے لئے میں کہا۔

"ہمیں معلوم نہیں ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کو پشیل کاروائی ہو چکا ہے۔ اس لئے پوری فوج ان کے ماتحت ہے۔ اس لئے اب ان کا حکم سپریم آرڈر کی حیثیت رکھتا ہے اور..." دوسری طرف سے کال کھانے والے لہجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے..." اب مجبوری ہے۔ تم ہمیں کاشن دو ہم اترتے ہیں اور..." عمران نے جواب دیا۔

"گنگ..." تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اور انڈیا آئی..." دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا۔ اس طرح تو ہم بھٹس جائیں گے..." تنویر نے فحش لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ جو قطعی پہلے ہم سے ہوئی ہے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے میں نے یہ پلاننگ کی ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر ہم نہ رکستے تو واقعی میدان اس سے ہمارا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جاتا۔ سب ہم نے کرنا ہے کہ چیک پوسٹ پر جا کر اس پر موجود افراد کا خاتمہ کر کے اس شیر سنگھ کو قابو میں کرنا ہے اور پھر اس بلیک ہاؤنڈز کے چیف کو ہماری گرفتاری کی اطلاع دے دی جائے گی اور جب وہ جہاں آئے گا تو اسے آسانی سے کوڑ کیا جاسکتا ہے..." عمران نے کہا۔

"اوہ گنگ..." واقعی یہ بہترین تہمت ہے..." سب سے پہلے تنویر نے ہی جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

”تھوڑی دیر بعد انہیں دور ایک پہاڑی سے مخصوص کاشن دیا جانے لگا اور نعمانی نے پہلی کا پڑکار اس پہاڑی کی طرف موڑ دیا۔

”سب پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ جب تک اس غیر سنگھ کی شناخت نہ ہو، فائر نہیں کھولا جائے گا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اجابت میں سر ہلا دیئے۔ اور چند لمحوں بعد ہی پہلی کا پڑکار پہاڑی پر پہنچ گیا جہاں ایئر بینک پوسٹ قائم تھی۔ وہاں ایک پہلی کا پڑکار بھی موجود تھا اور باقاعدہ ایک چھوٹا سا رازدار بھی گھوم رہا تھا۔ طیارہ غلط سیراسل بھی نظر آ رہے تھے۔ دو بڑے بڑے کمرے بھی تھے جنہیں چٹانوں کی اوٹ میں تعمیر کیا گیا تھا اور وہاں اس کے قریب فوجی کھڑے تھے جن میں سب سے آگے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جس کے بازو پر کمانچہ کی مخصوص پٹی موجود تھی۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”یہ کمانڈر شیر سنگھ ہے۔“ عمران نے اس عظیم عظیم آدمی کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب پہلی کا پڑکار سے اترے اور ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ یو بیٹارم کی جیبوں میں تھے جن میں مشین پستل موجود تھے

”کیپٹن شرما۔“ صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں پائلٹ اہلیت ہوں۔“ نعمانی نے بھی آگے بڑھ کر لپٹا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”جہارے پاس بیٹے اختیار ہیں وہ سب نکال کر یہاں ڈھیر کر دو۔“ شیر سنگھ نے اجنبی تحکم لہجے میں کہا۔

”کیا ہماری سلاخی کے لئے جہارے پاس صرف یہی دس آدمی ہیں۔“ کمانڈر شیر سنگھ۔۔۔۔۔ اپنا تک صفدر کے ساتھ کھڑے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ جنہیں جرات کیسے ہونے کے تم میری اس طرح توہین کر دو۔۔۔۔۔ شیر سنگھ نے ہلکتے غصے سے کھڑکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اے اے ایسا غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پہاڑی شیر قراستے غصہ ور نہیں ہوتے۔ ہاں جنگل کے شیر ہوتے جب تو شاید ایسا غصہ درست تھا۔ بہر حال جہارے حکم کی تعمیل ہوگی۔ ابھی سب کو ڈھیر کر دیا جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمبے فضا مشین پستل کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ شیر سنگھ کو شاید خواب میں بھی توقع نہ تھی کہ یہ لوگ اس طرح کی حرکت بھی کر سکتے ہیں اس لئے وہ حیرت کی خدمت سے ہٹ بنا کھڑے کا کھڑا رہ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا۔ عمران نے مشین پستل کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔

”خیر دار ہاتھ اٹھا دو۔“ عمران نے چپختے ہوئے کہا جب کہ باقی ساتھی بمبلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔

”حت حت۔“ شیر سنگھ کی حالت واقعی قابل دید ہو رہی تھی۔ وہ

ہیں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر کا بھی علم نہیں ہے اس لئے اگر یہ سیکشن چیف ہاتھ آجائے تو ہمیں اس معاملے میں بھی قیمتی معلومات مل سکتی ہیں۔
..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر نے اقبابت میں سر ہلادیا۔
"اسے ہوش میں لے آؤ۔..... عمران نے کہا اور تنور نے آگے بڑھ کر کرسی پر بندھے ہوئی شیر سنگھ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھ سے بند کر دیا چند لمحوں بعد شیر سنگھ کے جسم میں حرکت کا احساس نمودار ہوا تو تنور ہچکے ہٹ گیا۔

"تم..... تم..... تم میری توقع سے کہیں زیادہ خطرناک لوگ ثابت ہوئے ہو۔..... شیر سنگھ نے انہیں کھول کر مائل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شیر سنگھ جہازے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں لیکن تم زندہ ہو حالانکہ تم سب سے آگے کھڑے تھے۔ اس لئے تمہیں ہلاک کرنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس سے ہمیں کم از کم یہ اندازہ ضرور ہو گیا ہو گا کہ ہم جہازے دشمن نہیں ہیں۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ بہر حال تم کا فرسائی فوجی نہیں ہو سکتے کوئی کا فرسائی فوجی دوسرے فوجیوں کو اس طرح ہلاک نہیں کر سکتا مجھے سمجھتا ہوں نے بتایا تھا کہ تم پاکستانی مجتہد ہو اور جہاں کے حریت پسندوں کی مدد کے لئے آئے ہو۔ کاش میں تمہیں کال کرنے کی بجائے جہاز ایلٹی کا پٹر ہی میزائل سے اڑا دیتا۔ لیکن واقعی مجھے یہ توقع ہی نہ تھی کہ تم اس طرح اپنا تک فائر کھول دو گے۔..... شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ذہنی طور پر ابھی تک سنبھل نہ سکا تھا کہ لکھت عمران کا دوسرا بازو گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے شیر سنگھ کی کھنٹی پر مڑا اور وہ جھجکا ہوا چھل کر نیچے گر ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس بار طبع غمیم شیر سنگھ کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اندر سے اس دوران فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دی تھیں۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

"اندروادری تھے انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔..... نعمانی نے کہا اور عمران نے اقبابت میں سر ہلادیا۔

"اسے الحاد اور اندر لے چلو۔..... عمران نے بے ہوش پڑے شیر سنگھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نعمانی نے جھک کر شیر سنگھ کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔ شیر سنگھ کو عمران کی ہدایت کے مطابق ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا گیا تھا۔

"عمران صاحب اگر ہم یہاں سے خاموشی سے روانہ ہو جائیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے راہولی پہنچ سکتے ہیں۔..... صفدر نے کہا۔

"ابھی ہمیں علم نہیں کہ راستے میں اور کتنی چیک پوسٹس ہیں اور وہ بلیک ہاؤنڈز والوں کو اگر ہماری طرف سے کوئی کاشن نہ ملا تو وہ یقیناً آئندہ چیک پوسٹ کو مطلع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بات کرنے کی بجائے میزائل ہی وارنڈیں اور دوسری بات یہ کہ راہولی میں

”تم اب صرف ہمیں یہ بتادو کہ ہمیں کیا بدلتی گئی تھی کہ ہمیں جہاں روکنے کے بعد تم نے کیا کرنا تھا؟“..... عمران نے کہا۔
 ”وہاں کانڈر بنجن کو اطلاع کرنی تھی اور بس“..... شیر سنگھ نے کہا۔
 ”اوہ یہ کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ خواہ خواہ ہمیں زندہ رکھا“.....

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مضمین پینل کا رخ شیر سنگھ کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے پر بھگت اچھائی سفاکی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”وک جاؤ..... وک جاؤ..... مجھے مت مارو..... میں جہارے کام آسکتا ہوں۔ میں انہیں کال کر کے کہہ دوں گا کہ تم کسی اور طرف مڑ گئے ہو۔ اور آئے ہی نہیں میں تمہیں بچاؤں گا۔ مجھے مت مارو“..... شیر سنگھ نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اگر تم ہم سے تعاون کرنے پر آمادہ ہو تو ہم تمہیں زندہ رہنے کا موقع دے سکتے ہیں لیکن تعاون مکمل ہونا چاہیے“..... عمران نے کہا۔

”میں مکمل تعاون کروں گا مجھے مت مارو“..... شیر سنگھ نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر بتاؤ..... کہ بلیک ہائونڈ ڈکائیٹ کو ارڈر دیونی میں کہاں ہے۔ کون اس کا سربراہ ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اس کا درست جواب پہلے سے معلوم ہے۔ میں صرف تمہیں آڑمانے کے لئے یہ سوال پوچھ رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

ہینے کو ارڈر کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ وہ انتہائی خفیہ ہے۔ البتہ میں

ہیں ایک آدمی کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اس ہینے کو ارڈر میں کام کرتا رہا ہے۔ راہولی کے مغرب میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کا نام رگاندہ ہے۔ اس رگاندہ میں ایک بوڑھا آدمی رہتا ہے۔ اس کا نام بھٹاگا ہے۔ اس بھٹاگا کا بیٹا میٹھ ہینے کو ارڈر کی تعمیر میں کام کرتا رہا ہے۔ مجھے یہ بات اس نے معلوم ہے کہ وہ میٹھ میرے ساتھ بڑھتا رہا ہے۔ وہ شراب پینے کا بے حد شوقین ہے ایک سیلے کے دوران اس نے شراب کے نشے میں تجھے یہ بات بتائی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں“..... شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں سے آگے راہولی کے طرف مزید کتنی اتیر چیک پوسٹس ہیں“..... عمران نے پوچھا۔ مزید دو چیک پوسٹس ہیں“..... شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے اس کا فاتی کوڈ نمبر اور ایسی ہی دوسری معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد شیر سنگھ کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا۔ عمران نے وہاں موجود فرانسیسر پر کانڈر بنجن کی فریکنسی ایڈجسٹ کر دی۔ کیونکہ جو کی پردہ پہلے اسے کال کر چکا تھا اس نے اسے اس مخصوص فریکنسی کا علم تھا۔

”ہیلو ہیلو کانڈر اتیر چیک پوسٹ کھائی کا لنگ اور“..... عمران نے فریکنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد شیر سنگھ کے لہجے میں کال دینی شروع کر دی لیکن اس نے جان بوجھ کر شیر سنگھ کا نام نہ لیا تھا تاکہ انہیں کوئی شک ہو تو وہ نام پوچھنے پر بنا کر انہیں مطمئن کر سکے۔

”کیں کانڈر بنجن اٹھ لنگ پو اور“..... چند لمحوں بعد فرانسیسر سے

کانڈر بچن کی آواز سنائی دی۔
 حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ جہاں سے انہیں پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ہم ملے

روک لیا ہے۔ پہلے تو انہوں نے دکان سے انکار کر دیا لیکن جب ہم سنا
 انہیں میڈاتل مار کر ہیلی کاپٹر بھاگنے کی دھمکی دی تو وہ دکان پر حاضر
 ہو گئے۔ میں نے اس میں موجود دوسرے فوجیوں کے ہاتھوں میں ہتھیاریاں
 ڈال دی ہیں تاکہ چیکنگ سے پہلے یہ فرار نہ ہو سکیں اور۔۔۔۔۔ عمران

نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 اگلے اگلے۔۔۔۔۔ بلیک ہاؤنڈز سیکشن چیف بول رہا ہوں۔ اس کپٹن
 شرما سے بات کر ڈیویری اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک ہاؤنڈز کے
 سیکشن چیف کی آواز سنائی دی۔

میں کپٹن شرما بول رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ ہمیں
 کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کانڈر انچیف سے بات کروں گا
 اور۔۔۔۔۔ اس بار عمران نے کپٹن شرما کی سی آواز میں کہا لیکن اس کے
 لہجے میں قہقہہ اور جھلکاہٹ نمایاں تھی۔

”او۔۔۔۔۔ کے۔۔۔۔۔ ہم آپ سے ہیں۔۔۔۔۔ ان کا خیال دکان شرمنگھ۔۔۔۔۔ یہ
 فرار نہ ہونے پائیں اور ایجنڈا ل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے
 لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر
 تھک کر دیا۔

”باہر موجود ولاٹھیں اٹھا کر اندر کرے میں ڈال دو اور خون کے دھبوں
 پر مہاڑی مٹی ڈال دو۔ یہ بلیک ہاؤنڈز والے تہ بیت یافتہ لوگ ہیں اور وہ

جانتے ہیں کہ وہ نیچے اترنے سے پہلے چیکنگ کریں۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے
 ہاتھوں سے کہا اور وہ سب مرکز تیزی سے باہر کی طرف لپک پڑے اور
 عمران نے آگے بڑھ کر شرمنگھ کے منہ سے کپڑا باہر نکال لیا۔ شرمنگھ
 لمبے سانس لینے لگا۔

”سنو شرمنگھ۔۔۔۔۔ میں کہیں زندہ بچ جانے کا آخری موقع دے رہا
 ہوں۔ جب بلیک ہاؤنڈز کا ہیلی کاپٹر نیچے اترے تو تم نے باہر جا کر ان کا
 استقبال کرنا ہے اور پھر انہیں اس طرح لے کر آنا ہے کہ انہیں شک نہ پڑ
 سکے۔ یوں لو جیاد ہو تم اس تعاون کے لئے۔۔۔۔۔ عمران نے شرمنگھ سے
 مطالبہ ہو کر کہا۔

”میں تم سے تعاون کروں گا بالکل تعاون کروں گا۔ تم حیرت انگیز
 آدمی ہو۔ تم نے جس طرح سری آواز اور لہجے کی نقل کی ہے۔ اس سے
 میں سمجھ گیا ہوں کہ تم سے مقابلہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ بلیک
 ہاؤنڈز جانے اور تم جانو۔۔۔۔۔ شرمنگھ نے کہا اور عمران نے مسکراتے
 ہوئے سر ہلادیا اور باہر کی طرف مڑ گیا اس نے جان بوجھ کر شرمنگھ سے یہ
 بات کی تھی کیونکہ اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ وہ سناتا ہے بلیک
 ہاؤنڈز کا سیکشن چیف کانڈر بچن کو ساتھ لے آئے اور شرمنگھ کا
 قہر قائم ایسا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی اس کی جگہ نہ لے سکتا تھا۔ اگر
 شرمنگھ تعاون نہ بھی کرے تب بھی اس کی باہر موجودگی سے ہی وہ لوگ
 مطمئن ہو کر ہیلی کاپٹر سے اتر آئیں گے اور پھر ان پر قابو پانا مشکل نہ رہے
 گا۔

یہ دراصل شک پڑا تھا کہ کہیں جہارے لے گئے اور کوڑا کی نقل کر کے کوئی دہات کر رہا ہو۔ بہر حال تم نے جو باتیں بتائی ہیں اس سے میری تسلی دگنی ہے۔ میں جہاں انیر چیک پوسٹ کرا ل پر پہنچ گیا ہوں۔ تم ان بیروں کو لے کر یہاں آجاؤ فوراً دوور۔..... اس بار بلیک ہاؤنڈز کے پیش چیف کی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ ہلچل گئے کیونکہ اس پیش چیف نے اس کی توقع کے خلاف کام کیا تھا۔

”جیسے آپ حکم کریں جناب دوور۔“ عمران نے جواب دیا۔

”بدلی ہاتھ ہم جہار انتظار کر رہے ہیں اور لیڈنڈال۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک ذلیل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر ٹک کر دیا۔

”اس آدمی کی ہوشیاری اور ذہانت بتا رہی ہے کہ یہ واقعی بلیک ہاؤنڈز کا خاص آدمی ہے۔ اس لئے اب اس کو تھکا کرنا چاہئے سے کہیں زیادہ تھوری ہو گیا ہے۔ سو شیر سنگھ ہیلی کاپٹر چلا لیتے ہو۔“ عمران نے انہیں شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔“ شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”تم تو ہیلی کاپٹر چلاتے ہوئے ہمارے ساتھ وہاں جاؤ گے اور پھر جیسے بھی حالات ہوں تم نے ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہے۔ اس کے انعام میں تم کہیں وہیں زندہ چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے۔ ہو جو حیار ہو۔“ عمران نے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں حیار ہوں۔“ شیر سنگھ نے کہا تو عمران نے اسے آواز کرنے

میں تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی اور عمران نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ باقی ساتھی بھی کام سے فارغ ہو کر اس کمرے میں موجود تھے۔ انسپکٹر صدیقی اور کیپٹن شکیل دوسرے کمرے میں رولڈار پڑا ہوا دیکھتے تاکہ ہیلی کاپٹر کو آتا ہوا دیکھ کر سکیں۔

”ہیلو ہیلو۔“ انیر چیک پوسٹ کرا ل سے مکالمہ شروع کر رہا ہوں اور۔“ ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

”میں مکالمہ انیر چیک پوسٹ کھانی بول رہا ہوں اور۔“ عمران نے شیر سنگھ کے لئے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مکالمہ میرا نام بھی بتاؤ اور میری پوسٹ کا کوڈ شیر بھی اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جڑ کر کرسی پر بندھے سینے شیر سنگھ کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”اس کا نام بھٹناگر ہے اور چیک پوسٹ کا نمبر اسے۔ ایون ہے۔“ شیر سنگھ نے عمران کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

”ہیلو مکالمہ یہ جسے کیا ہو گیا ہے جو تم نے ایسے سوالات شروع کر دیئے ہیں اور۔“ عمران نے حیرت سے بھرے لہجے میں کہا۔

”پچھلے میرے سوالات کا جواب دو مکالمہ اور۔“ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

”جہار انا نام بھٹناگر ہے۔ اور جہاری چیک پوسٹ کا کوڈ اسے۔ ایون ہے اور یو لو اور۔“ عمران نے مٹھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہیلو مکالمہ شیر سنگھ میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں۔“

کے لئے کہہ دیا صفدر نے آگے بڑھ کر اس کی رسیاں کھوئی شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کاپٹر پر پہنچے واپس کراچی ایئر پورٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر شیر سنگھ تھا۔ عمران نے اپنے بڑے ساتھیوں کے ہاتھ عقب میں کر کے انہیں رسیوں سے اس طرح بانہ باندھا تھا کہ وہ جب چاہتے ایک ہی جھٹکے سے رسی کھول کر اپنے ہاتھ آزاد کر سکتے تھے تاکہ راستے میں شیر سنگھ کوئی شرارت کرنے کا نہ سوچ سکے۔

”ایلی ایلی کانڈر ایئر پورٹ کراچی کالنگ یو اوور“..... اپنا نکلنا فرامیئر نے آواز سنائی دی۔

”یہیں کانڈر شیر سنگھ انڈنگ یو اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے خود ہی فرامیئر ان کے جواب دیا۔

”کون پائلٹ کر رہا ہے ہیلی کاپٹر کو اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”میں خود چلا رہا ہوں اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”کیوں جہاز ایئر پورٹ کا پائلٹ کہاں ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”میں اسے وہیں چیک پوسٹ پر مجوز آیا ہوں تاکہ کسی بھی ایئر جیسی کی صورت میں وہ چیک پوسٹ کا ہیلی کاپٹر اڑا سکے اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شرما اور اس کے ساتھی کس پوزیشن میں ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”میں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اڑ کر پہنچے اترنے لگا۔ کانڈر شیر سنگھ نے ہیلی کاپٹر پر اترنے کی طرف سے گھوم کر ایک ایک کو بازو سے پکڑ کر پیچھے اترنے میں مدد دینے لگا۔ کیونکہ واقعی بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ از خود نیچے نہ اتر سکتے تھے۔ سوائے اس کے وہ اچھل کر نیچے

”میں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اڑ کر پہنچے اترنے لگا۔ کانڈر شیر سنگھ نے ہیلی کاپٹر پر اترنے کی طرف سے گھوم کر ایک ایک کو بازو سے پکڑ کر پیچھے اترنے میں مدد دینے لگا۔ کیونکہ واقعی بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ از خود نیچے نہ اتر سکتے تھے۔ سوائے اس کے وہ اچھل کر نیچے

”میں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اڑ کر پہنچے اترنے لگا۔ کانڈر شیر سنگھ نے ہیلی کاپٹر پر اترنے کی طرف سے گھوم کر ایک ایک کو بازو سے پکڑ کر پیچھے اترنے میں مدد دینے لگا۔ کیونکہ واقعی بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ از خود نیچے نہ اتر سکتے تھے۔ سوائے اس کے وہ اچھل کر نیچے

”میں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اڑ کر پہنچے اترنے لگا۔ کانڈر شیر سنگھ نے ہیلی کاپٹر پر اترنے کی طرف سے گھوم کر ایک ایک کو بازو سے پکڑ کر پیچھے اترنے میں مدد دینے لگا۔ کیونکہ واقعی بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ از خود نیچے نہ اتر سکتے تھے۔ سوائے اس کے وہ اچھل کر نیچے

چھلانگ لگاتے ہیں جتان کی اس سائیز پر ہنگہ اتنی نہ تھی کہ وہ چھلانگ کر سنبھل سکے۔

”جلے.....“ کانڈر شیر سنگھ نے اپنے منہ پر گرفت لگے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم کانڈر انچیف صاحب کو یہ سب کچھ بتائیں گے۔ تم لوگ پاگل ہو جو اپنے ہی آدمیوں کے خلاف یہ غیر قانونی حرکت کر رہے ہو.....“ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ لپٹن شرماءے کافی حد تک ہلکا ہوا تھا۔

”ان کے آگے بڑھتے ہی ادھر ادھر سے فوجی جتانوں کی اوٹ سے نکلے اور تیزی سے ان کے عقب میں آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیک پوسٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ اب دوسرے فوجی بھی برآمد ہو گئے۔ اور ان سب کے چروں پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے خود دیکھا تھا کہ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب میں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کے دروازے سے دو افراد ساواہ لباس میں طہوی باہر آگئے اور عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی دونوں ہیں جنہیں اس نے پہلی کاہڑ میں دیکھا تھا۔

”گنڈ کانڈر شیر سنگھ ہمیں جہادی کارکردگی پسند آئی ہے۔ ہم جہاد کی ترقی کی سفارش کریں گے.....“ منہ سے آگے آنے والے نے مسکراتے ہوئے کانڈر شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے بولے ہی عمران سمیت سب کچھ گئے کہ یہی وہ سیکشن چیف ہے، اس کی آواز

ان گئے تھے۔

”شکر۔ جناب آپ کے حکم کی تعمیل تو ہم پر فرض ہے“ شیر سنگھ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”انہیں اندر لے چلو.....“ اس سیکشن چیف نے غور سے عمران اور ان کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جلے اندر.....“ شیر سنگھ نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کے آگے بڑھنے پر وہ سب بھی ٹکڑے کی طرف بڑھنے لگے۔ جب کہ وہ سیکشن چیف ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ شاید ان کے عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں کو خود چیک کرنا چاہتا تھا..... بڑے سے کمرے میں لے جا کر انہیں ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے مخصوص انداز میں اپنے سر کو دائیں بائیں کر کے کاندھے اچکائے تو سب کچھ گئے کہ عمران انہیں رسیاں کھولنے کا کاش دے رہا ہے چنانچہ جلد ہی انہوں میں ان کے ہاتھ رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے، لیکن انہوں نے اپنے بازو اس طرح عقب کی طرف کئے ہوئے تھے۔

”تو تم دراصل باکشیانی لیونٹ ہو۔ اور تم نے چوکی پر موجود کارستانی فوجیوں کا قتل عام کیا ہے.....“ اس سیکشن چیف نے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آٹھ مہینے گئوں سے مسلح سپاہی ان کے سامنے موجود تھے اور انہوں نے گھنٹی اس طرح بکڑ بکڑی تھیں جیسے ابھی حکم ملتے ہی وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر

فار کھول دیں گے۔

”جہارے پاس کیا ثبوت ہے..... کہ تم بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن چیف ہو.....“ اپنا تک عمران نے سنجیدہ لہجے میں اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے ثبوت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اتنے اختیارات بھی حاصل ہیں کہ میں تم سب کو ابھی گولیوں سے چھلنی کر اسکتا ہوں.....“ اس آدمی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن جناب سینن نے کبھی کسی سیکشن چیف کو ایسے اندھے اختیارات نہیں دیئے.....“ عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا اس کے جبرے پر لگتے انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”تم..... تم نے کیا نام لیا ہے..... کس کا نام لیا ہے.....“ اس نے انتہائی حیرت جبرے لہجے میں کہا۔

”بلیک ہاؤنڈز کے چیف ہاس جناب سینن کا..... کیا تمہیں اپنے چیف کے نام کا بھی علم نہیں ہے.....“ عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

”تم..... تم ان کے بارے میں کیسے جانتے ہو.....“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں تفصیل بتا سکتا ہوں۔ لیکن پہلے تم اپنی شناخت بتاؤ۔ چلو صرف اپنا نام بتاؤ۔“ مجھے معلوم ہے کہ سیکشن فور کے انچارج کا کیا نام ہے..... عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ۔ تو تم کوئی خاص چیز ہو۔ میرا نام عظیم ہے..... اس آدمی نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار نفی میں سر ہلادیا۔

”نہیں مسٹر..... اگر واقعی جہار نام عظیم ہے تو تم جھٹی آدمی ہو۔“ میں کمانڈر شیر سنگھ اور جہاں کے کمانڈر سے کہوں گا کہ وہ ہمیں اور جہارے ساتھی کو فوراً گرفتار کر لیں.....“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور

اسی لمحے ایک طرف کھڑا کمانڈر شیر سنگھ تیزی سے منوہر کی طرف بڑھا۔ ”سو دی جناب.....“ پہلے آپ اپنی شناخت کر انیں۔“ مجھے معاملہ گڑبڑ لگتا ہے.....“ کمانڈر شیر سنگھ نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہو نہ۔ ٹھیک ہے..... میں نے واقعی جان بوجھ کر اپنا نام غلط بتایا تھا تاکہ اس آدمی کی اصلیت جان سکوں۔ بہر حال یہ بہت کچھ جانتا ہے اور واقعی اب حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھے اپنی شناخت کر دینی چاہئے۔“

سنو میرا نام منوہر ہے اور میں واقعی سیکشن فور کا انچارج ہوں۔ یہ دیکھو میرا خصوصی کارڈ.....“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جب

سے ایک کارڈ نکال کر اس نے کمانڈر شیر سنگھ اور دوسرے فوجیوں کی طرف بھرایا۔

”میں نے جیک کر لیا ہے۔ واقعی ان کا نام منوہر ہے اور یہ سیکشن فور کے انچارج ہیں.....“ کمانڈر شیر سنگھ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں گا کیسے یقین کروں گا.....“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اسی طرح بازو عقب میں کیے اطمینان سے ہلتا ہوا منوہر کے قریب پہنچ گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا عمران کے بازو حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے منوہر اس کے بازوؤں میں اٹھا جھٹکا ہوا ایک دھماکے سے کمرے کے اس کونے کی دیوار سے جا ٹکرا یا جو خالی تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی جھلانگ لگائی اور اس کونے میں جا گرا۔ یہ سب کچھ صرف پلک جھپکنے میں وقوع پزیر ہو گیا اور مشین گن بردار حیرت سے پلکیں جھپکاتے رہ گئے جب کہ عمران کے ساتھیوں نے اس دوران پیسوں سے مشین پٹل نکال لئے۔ وہ صرف عمران کے درمیان میں موجود ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے تھے اس لئے جیسے ہی عمران نے منوہر کے پیچھے جھلانگ لگائی کمرہ مطمئن میٹلز کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور ان چیخوں میں کانڈر شیر سنگھ کی جوتھی بھی شامل تھی کیونکہ وہ فائرنگ دوتے ہی اپنا تگ دوڑ کر فائرنگ ریج میں آ گیا تھا وہ شاید فائرنگ سے بچنے کے لئے بھاگتا چاہتا تھا، لیکن اس کی موت آتی تھی کہ کبالت باہر کی طرف بھاگنے کے وہ ان مسلح افراد کی طرف بھاگ اٹھا تھا۔

”باہر دیکھو۔“ عمران نے پیچھے ہونے کہا اور عمران کے ساتھی پہلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اور پھر باہر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سناٹا چھا گیا۔ منوہر کا سر دیوار سے اس قوت سے ٹکرا یا تھا کہ وہ نیچے گرنے کے بعد اٹھ ہی نہ سکا تھا کمرے میں ہر طرف خون اور لاشیں پھیلی ہوئی تھیں۔ کچھ زخمی ابھی تک پڑے عجب رہے تھے لیکن وہ بھی زیادہ در تک تپ نہ سکے اور ایک ایک کر کے ساکت ہوتے چلے گئے۔

”سب ختم ہو گئے ہیں۔“ چند لمحوں بعد حویر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے صفدر اور نعمانی بھی اندر آ گئے۔
 ”اسے اٹھاؤ اور باہر لے آؤ۔“ عمران نے منوہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ باہر کی طرف جانے کے لئے مڑ گیا۔
 ”یہاں موجود ڈرائسمیٹر اور میزاتلوں کا تمام نظام وغیرہ توڑ پھوڑ دو لیکن جلدی۔ ہمیں فوراً آگے جانا ہے۔“ عمران نے ساتھیوں سے کہا اور خود وہ پہلی کا پڑ کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی ایک بار پھر کمروں کی طرف بڑھ گئے۔ نئے ہوش منوہر کو بھی پہلی کا پڑ میں ڈال دیا گیا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کا پہلی کا پڑ ایک بار پھر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے آگے بڑھا گیا تھا۔

”اسے ہوش میں لے آنا ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔

”ابھی نہیں۔ پہلے راہو لی بیچ جائیں۔ رستے کی چوکیاں فوری طور پر کراس کرنا ضروری ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کانڈر بہن بھر کوئی کال نہ کر دے۔“ عمران نے کہا۔

”تو تم منوہر کی آواز میں اسے کال کر کے مطمئن کر دو جہاں سے لئے کیا مشکل ہے۔“ حویر نے کہا۔

”مشکل یہ ہے کہ کانڈر بہن کو ہم صرف آواز سے پہچانتے ہیں، شکل سے نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ان فوجیوں میں شامل ہو جنہیں ہم ختم کر کے آ رہے ہیں۔ اب سب نے تو بات نہیں کی تھی۔ حق کہ اس کمرال بیک پوسٹ کے کانڈر کی آواز بھی دوبارہ نہیں سنی۔ اس لئے اگر ہم نے

ہے۔ وہ ہمیں سہوہیں مہیا کر دے گا۔۔۔۔۔ اعظم نے کہا اور نعمانی نے رفتار آہستہ کی اور پھر ہیلی کا پڑ کو نیچے لے جا کر ایک مسطح پٹان پر اتار دیا۔
- منوہر کو اٹھا کر بیچے لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے ہیلی کا پڑ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کا پڑ سے نیچے اتر آئے۔ صدیقی نے بے ہوش بڑے منوہر کو کھینچ کر ہیلی کا پڑ سے نیچے اتارا اور اسے ایک طرف پٹان پر لٹا دیا۔

”سب سب مل کر اس ہیلی کا پڑ کو کسی گہری کھد میں ودھیل دو تاکہ اس کی حد سے ہمارا سراغ نہ لگایا جاسکے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”مگر اس کے پڑول ٹینک پھٹنے سے دھماکہ ہو گا۔ جس کی آواز یہاں دور دور تک سنی جائے گی۔ کیوں نہ اس کا پڑول ٹینک کھول دیں۔ جب سارا پڑول بہر جائے تو پھر اسے نیچے گرائیں۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی۔ یہ تجویز بہتر ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں اندر سے اس کی کینکٹل کٹ نکالتا ہوں۔ اس سے ہی ٹینک کا ڈھکنا نیچے سے کھلے گا۔“ حور نے کہا اور ہیلی کا پڑ رچھڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کٹ کا مخصوص تھیلہ اٹھائے نیچے اتر اور پھر ہیلی کا پڑ کے نیچے چلا گیا۔

”تم اس دوران یہاں کوئی بڑا سا فائر فکٹش کرو تاکہ منوہر سے پوچھ گچھ ہمیں مکمل کرنی پائے۔“ عمران نے دوسرے ساتھیوں سے کہا اور کپٹن خشیل اعظم کو لے کر دوسری طرف بڑھ گیا۔

یہاں کمانڈر بنجن کو کال کیا تو وہاں کے لوگ چوٹک کہتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ہیلی کا پڑ پوری رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے کٹھانی چوکی بھی کر اس کر لی۔ منوہر کو راستے میں ہوش آنے لگا لیکن عمران کے کہنے پر اس کے سر پر چوٹ لگا کر صدیقی نے اسے دوبارہ بے ہوشی کی دلول میں بھیٹک دیا تھا۔ کٹھانی ایئر چیک پوسٹ کے بعد دو چیک پوسٹس گزریں لیکن وہاں حالات نارمل رہے۔ صرف مخصوص کو ڈاؤر اہیت کا پائلٹ کو ڈپو جیتے تک ہی اکتفا کیا گیا تھا۔

”راہولی کی پہاڑیاں اب قریب آ رہی ہیں جناب۔۔۔۔۔ اپنا ٹانک پیچھے پیٹنے ہوئے اعظم نے کہا اور عمران اور باقی ساتھی بھی چوٹک بڑے۔

”تم آگے آ جاؤ اعظم۔ ہم نے ہیلی کا پڑ شہر سے کافی پھلے اندر دھکا ہے تاکہ وہاں موجود کسی مین چیکنگ اڈے کی نظروں سے بچ سکیں اور آسانی سے شہر میں داخل بھی ہو جائیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اعظم اٹھ کر آگے والی سینوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا، اور اس نے نعمانی کو باقاعدہ ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”بس یہاں اس پہاڑی کے نیچے کسی پٹان پر اتار دیجئے۔ اس بڑی پہاڑی کو کراس کرتے ہی جم چیک کر لئے جائیں گے۔ راہولی یہاں سے جس کھو میسر دور ہے لیکن یہاں سے مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی بستی پاشکا ہے جس کا سردار رحمت علی مجاہدین کے ایک گروپ سے تعلق رکھتا

جیف کمانڈر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

”تشریف لائیے سر“..... جیف کمانڈر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سائیڈ پر ہو کر وہ مڑا اور صدر کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا ٹھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع میٹنگ ہال میں پہنچ چکے تھے جس میں ایک بڑی سی بیٹھوی سیز کے گرد چار افراد موجود تھے۔ جن میں سے تین نسبی یونیفارم میں اور ایک سول ڈریس میں تھا۔ صدر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں احتراماً ٹیٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تینوں فوجیوں نے صدر کو سیٹ کیا جب کہ سول ڈریس والے نے صرف ہاتھ اٹھا کر سلام کیا صدر نے آگے بڑھ کر باری باری سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ اس سول ڈریس والے کے ساتھ خالی کرسی پر بیٹھ گئے جب کہ جیف کمانڈر ان کی دوسری طرف بیٹھ گئے اور باقی تین افراد بھی بیٹھ گئے۔

”جناب گورنر“..... پہلے آپ مشکبار میں عرصت پسندوں کی تحریک کے بارے میں بتائیں..... صدر نے سول ڈریس میں طبوس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا جو مقبوضہ مشکبار کے گورنر تھے۔ صدر صاحب کی بات سنتے ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

”تشریف رکھیں“۔ یہ غیر رسمی میٹنگ ہے..... صدر نے کہا اور گورنر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

”جناب صدر رسمی طور پر تو حالات ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ اور تھیلٹن کی کوئی بات نہیں ہے لیکن جناب اصل حالات انتہائی تشویشناک ہیں۔ تحریک روز بروز قوت پکڑتی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہم اسے دبانے کے

مشکبار میں بھارتی فوج کے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ میں سیاہ رنگ کی ایک کار داخل ہوئی تو ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام فوجی شکست الٹ ہو گئے اور پھر کار جیسے ہی ایک موٹر کر عمارت کے سامنے والے حصے میں پہنچی وہاں موجود فوجی سپاہیوں کے ایک پورے دستے کی لڑیاں رخ اٹھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور باوردی فوجی ڈرائیور نے پیچھے ہٹ کر جلدی سے عقبی دروازہ کھولا اور کار میں سے کافرستان کے صدر نیچے اترے فوجی دستے نے انہیں سیٹ کیا اور صدر سر ملاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ برآمدے کی سیڑھیوں پر مشکبار میں کافرستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنہیں جہاں سرکاری طور پر جیف کمانڈر کہا جاتا تھا نے آگے بڑھ کر صدر کو فوجی سیٹ کیا اور صدر نے جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

گا۔ یہی کہ یہ علاقہ سفید پاکیشیا میں شامل ہو جائے گا۔ کیا آپ یہی چاہتے ہیں؟..... صدر نے اس بار انتہائی فیصلے لگے میں کہا۔

• نہیں جناب..... سیاسی حل سے قطعی میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ برا مطلب یہ ہے کہ ہم جہاں کے حرمت پسند گروہوں سے مذاکرات کریں۔ ان کے کچھ مطالبات مان لیں، کچھ پر غور کرنے کا وعدہ کر لیں۔ اس طرح صورت حال تیزی سے سنبھل جائے گی..... گورنر نے کہا۔

• سوری..... یہ ان حالات میں ممکن نہیں ہے۔ سرکری اور کافرستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اس تحریک کو انتہائی سختی اور بے رحمی سے کچل دیا جائے۔ تاکہ نہ صرف یہ تحریک بلکہ کافرستان میں اٹھنے والی اسی قسم کی دوسری تحریکیں بھی ختم ہو جائیں۔ اگر ہم نے جہاں ڈھیل دے دی تو کافرستان میں اٹھنے والی دوسری تحریکیں بھی قوت پزیر لیں گی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ کافرستان کی نگڑوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ آپ کو اس ہیٹ پر بھانسنے سے ہمارا مقصد صرف عالمی سطح پر یہ بتانا ہے کہ ہم نے آپ جیسے محفل مزاج اور سیاسی ذہن رکھنے والا آدمی کو گورنگایا ہوا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ویسے آپ اب تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو ہ سکتے ہیں..... صدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

• میں سر..... گورنر نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اپنی توہین کی وجہ سے ٹائفر کی طرح سرخ پڑ چکا تھا۔ وہ قدم بڑھاتے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب تک وہ مینٹگ ہال سے ملے نہ گئے اس وقت تک مینٹگ ہال پر سکوت طاری رہا۔

• مسٹر مینن اور چیف کمانڈر مجھے معلوم ہے کہ آپ دونوں یہاں بے پناہ قلم و سبک کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تحریک مکمل طور پر پکلی نہیں جا رہی۔ اس کی وجہ..... صدر نے اس بار دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

• سر..... ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں، جلد ہی یہ فریک مکمل طور پر ختم ہو جائے گی..... ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

• مسٹر سیوارام..... آپ جہاں کے دفاعی مشیر ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟..... صدر نے اس بار ایک اور فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

• سر..... میری حتمی رائے ہے کہ جب تک جہاں موجود ایک ایک مسلمان کو ہلاک نہیں کر دیا تاکہ جہاں حالات پوری طرح سنبھل نہیں سکتے۔ اس لئے میری تو رائے ہے کہ جہاں مسلمانوں کا قتل عام کر دیا جائے۔ ایک ہی بار اسٹارڈا آپریشن کیا جائے کہ سب شورش ختم ہو جائے..... سیوارام نے کہا۔

• نہیں مسٹر سیوارام..... یہ انتہا پسندی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم نے ایسا کر دیا تو پوری دنیا میں ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا اور آج جو ملک ہمارے دوست ہیں وہ بھی ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔ ہمارا مقصد بہر حال وہی ہے جو آپ نے بتایا ہے لیکن یک دم نہیں بلکہ بھروسہ دیا ہوگا..... صدر نے کہا۔

• سر..... میرا خیال ہے کہ ہمیں مقامی افراد پر توجہ دینے کے ساتھ

مرکت میں آگئے۔ میں نے دو سیکشن ایم۔ سنور میں جھگوڑے۔ ایک اندر
دو ایک باہر اور اپنے سب سے فعال سیکشن فور کو حکم دیا کہ وہ فوری طور
پر اس گروپ کا کھوج لگا کر اس کا خاتمہ کر دے۔ سیکشن فور نے واقعی
کارکردگی دکھائی اور اس گروپ کو گرفتار کر کے ہلاک کر دیا۔ اس طرح
ان کی یہ خطرناک پلاننگ ختم ہو گئی۔..... میں نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں ایسی کیا بات ہے کہ اسے پاکیشیا یا دوسرے اسلامی
مکوں کے خلاف بطور ثبوت پیش کیا جاسکے۔..... صدر نے ناخوشگوار
نچے میں کہا۔

”جناب میں ابھی عرض کر رہا ہوں۔..... میں نے جواب دیا۔
”اوہ اچھا فرمائیے۔..... صدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔
”سر اس گروپ کے خاتمے کے بعد سیکشن فور کے چیف منوہر کو
اطلاع ملی کہ اس گروپ کا ایک آدمی ہلاک ہونے سے بچ گیا ہے۔ یہ چونکہ
بلیک پاؤنڈز کے بنیادی اصول کے خلاف ہے کہ اس کا کوئی شکار زندہ بچ
جائے اس لئے منوہر نے اس کی تلاش شروع کر دی۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ
زخمی ہو کر خفیہ طور پر آزاد مستہار چلا گیا ہے۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ وہ
پاکیشیا چلا گیا ہے۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ پاکیشیا سے واپس آزاد مستہار پہنچ
گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ پاکیشیائی مہینے ہیں جن کو وہ خفیہ طور پر
سرحد پار کر کر جہاں مستہار لے آنا چاہتا ہے۔ اس اطلاع پر اس گروپ کا
کھوج نکالا گیا جو انہیں خفیہ طور پر سرحد پار کر رہا تھا۔ اس کا کھوج نکال کر

ساتھ پاکیشیا اور دوسرے اسلامی مکوں سے حریت پسندوں کے راہنوں کو
ختم کرنا ہوگا۔ یہ تحریک اس لئے زور پکڑتی جا رہی ہے کہ انہیں پاکیشیا
اور اسلامی ممالک سے باقاعدہ اسلحہ، رقم اور تربیت یافتہ افراد مل رہے
ہیں۔..... جو تھے آدمی نے از خود کہا۔

”اوہ اوہ..... آپ جہاں کی انٹیلی جنس کے چیف ہیں۔ آپ کی بات
وزن رکھتی ہے لیکن اس کا آج تک کوئی ایسا ثبوت آپ پیش نہیں کر سکے
جسے ہم پوری دنیا کے سامنے حتی طور پر رکھ سکیں۔ کیا کوئی ایسا ثبوت ہے۔
..... صدر نے کہا۔

”سر..... ثبوت نہ بھی ہوں تو بنائے جاسکتے ہیں۔..... انٹیلی جنس
کے چیف نے کہا۔

”اوہ اوہ آپ کی بات واقعی قابل غور ہے لیکن.....“ صدر نے
اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”سر ثبوت بنانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ جلد ہی آپ کے سامنے میری
خفیہ ایک حتی ثبوت پیش کر دے گی۔..... میں نے کہا۔

”اوہ کیا مطلب..... کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے یہ آپ
نے انتہائی اہم بات کی ہے۔..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”جناب گذشتہ دنوں ہمیں اطلاع ملی کہ حریت پسندوں کا ایک
گروپ جسے باجوڑا گروپ کہا جاتا ہے۔ وادی میں موجود کافرستانی فورج کے
اگلے کے سب سے بڑے سنور جسے کوڈ میں ایم۔ سنور کہا جاتا ہے، کو جہا
کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے چنانچہ اس اطلاع پر ہم فوری طور پر

یہ بہت پاکشیا سیکرٹ سروس کے ہیں تو پھر کچھ لیجنے کہ آپ کی نفیم بلکہ جہاں موجود کافرستانی فوج کے اسلحے کے تمام سٹور۔ تمام ہینڈ کوآرٹریڈز یہ ترین خطرے کی دو میں آچکے ہیں۔ ہم کافرستان میں ان پاکشیا فی ایجنٹوں کی کارکردگی طویل عرصے سے نکتہ رہے ہیں۔ ہماری نیکرٹ سروس۔ ہماری پاور ہنسی۔ ہماری ملٹری انٹیلی جنس اور دوسری بے شمار ایجنسیاں مسلسل ان سے شکست کھاتی چلی آ رہی ہیں۔ آپ پلیز فوری طور پر معلوم کریں کہ یہ ایجنٹ کپڑے گئے ہیں یا نہیں۔

صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے سر میں ابھی معلوم کرنا ہوں۔“ مینن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس پھرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اب وہ یہ بات کر کے بھٹا رہا ہے۔

”جس میں ٹرانسمیز منگو لیجنے۔ میں خود یہ رپورٹ ملتا چاہتا ہوں۔“

صدر نے کہا تو مینن پیچھے گئے

”میں منگو اتا ہوں ٹرانسمیز۔“ چیف کمانڈر نے کہا اور اڑ کر خود ہی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور پھر جب کافی دیر تک اس کی واپسی نہ ہوئی تو صدر اور دوسرے ساتھی اضطراب بھرے انداز میں دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر تھوڑی دیر بعد چیف کمانڈر اندر آئے۔ ان کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لائٹ ریج ٹرانسمیز موز اور تھا۔ مگر ان کے ہرے پر وحشت کے آثار نمایاں تھے۔

”کیا بات ہے۔ سب کی یہ حالت کیوں ہو رہی ہے۔“ صدر نے

ایک آدمی کو بھاری قیمت دے کر خرید لیا۔ اس طرح پہ چل گیا کہ یہ پاکشیا فی ایجنٹ درہ و درسام کی طرف سے داخل ہوں گے۔ ساتھ ساتھ سیکشن فور نے وہاں پشنگ کر لی۔ نتیجہً اب تک یہ پاکشیا فی ایجنٹ کپڑے جاچکے ہوں گے میں نے منوہر کو ہدایت کر دی تھی کہ انہیں فوری طور پر ہلاک نہ کیا جائے بلکہ انہیں گرفتار کر کے خفیہ ٹارچر سیل میں بٹھایا دیا جائے جہاں ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کے بعد انہیں پوری دنیا کے اخباری نمائندوں کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے اس طرح یہ ایک جیتا جاگتا ثبوت ہوگا کہ پاکشیا فی ایجنٹوں کے حرمت پسندوں کی امداد کر رہے ہیں۔“ چیف نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا رزلٹ نکلا کپڑے گئے وہ۔“ صدر نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ابھی اطلاع تو نہیں آئی لیکن بہر حال وہ کپڑے جاچکے ہوں گے۔ وہ کسی صورت بھی نہیں بچ سکتے۔“ مینن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے منبروں نے یہ معلوم کیا کہ کیا یہ واقعی پاکشیا فی ایجنٹ ہیں اگر ہیں تو کس ادارے سے ان کا تعلق ہے۔“ صدر نے جب سے زیادہ بے چین لہجے میں کہا۔

”سر کسی بھی ادارے سے تعلق ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔“

مینن نے کہا۔

”فرق پڑتا ہے۔ آپ کو ان پاکشیا فی ایجنٹوں کے بارے میں تجربہ نہیں ہے اور آپ کی بات نے مجھے شدید اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اگر

کر دی تھیں۔ اور پھر ان کا بچہ نہیں چلا اور سیکشن فور کے انچارج صاحب بھی غائب ہیں۔..... چیف کانڈر نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں یہ رپورٹ ہی غلط ہے۔ منوہر کیسے غائب ہو سکتا ہے۔.....“ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

”ایئر فورس کے کانڈر سے میری بات کر لیجئے فوراً۔.....“ صدر صاحب نے تیز لہجے میں کہا اور چیف کانڈر ایک بار پھر تیز قوم اٹھاتے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کارڈ لمبی فون پیس تھا۔ انہوں نے صدر کے قریب آکر اس پر بلن پریس کیا۔

”ہیں۔.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

”جناب صدر صاحب سے بات کیجئے۔.....“ چیف کانڈر نے کہا اور فون پیس ادب سے صدر کے سامنے میز پر رکھا اور خود مڑ کر واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئے۔ فون میں شاید لاؤڈر موجود تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سب تک پہنچ رہی تھی۔

”ہیلو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔.....“ صدر صاحب نے باوقار لہجے میں کہا۔

”ہیں سر۔.....“ حکم سر۔..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ہے۔

”تپ نے چیف کانڈر صاحب کو کیا ایئر جنسی رپورٹ دی ہے۔“

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جناب کیا بتاؤں مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا لیکن ایئر فورس کے کانڈر نے فون پر مجھ سے خود بات کی ہے۔ وہ دراصل میری معرفت بلیک ہانڈز کے چیف صاحب سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتایا ہے کہ اس وقت صدر صاحب میٹنگ لے رہے ہیں اس لئے فی الحال بات نہیں کرانی جا سکتی۔.....“ چیف کانڈر نے کہا۔

”کیا آپ جب باہر گئے تھے تو آپ کو فون کے متعلق بتایا گیا ہے۔“ صدر نے کہا۔

”ہیں سر۔.....“ فون تو بجھلے آیا تھا لیکن میٹنگ کی وجہ سے اسے ہولہ رکھا گیا تھا ایئر جنسی کی بات سن کر میں دفتر چلا گیا۔ اور میری بات ہوئی ہے۔ بہر حال میں یہ ٹرانسمیٹر لے گیا ہوں۔.....“ چیف کانڈر نے کہا۔

”کیا ایئر جنسی ہے اور کیا رپورٹ ہے۔“ تفصیل سے بتائیں۔ آپ کچھ چھپا رہے ہیں۔.....“ صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں جناب۔.....“ میں آپ کے سامنے کوئی بات کیسے چھپا سکتا ہوں میں دراصل اس میٹنگ کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال کانڈر نے مجھے مختصر طور پر اٹھا دیا ہے کہ بلیک ہانڈز کے سیکشن فور کے چیف ورہ درسام کے قریب ایک ایئر چیک پوسٹ پر پہنچے۔ انہوں نے بتایا کہ پاکیشیائی مجنوں نے قریب فوجی جوا کی کے فوجیوں کو ہلاک کر کے ان کے روپ میں راہولی جا رہے ہیں اور انہوں نے اسی چیک پوسٹ سے ہیلی کاپٹر بھی حاصل کر لیا ہے۔ اور اس کے بعد جناب دو ایئر چیک پوسٹس جلد

پوری تفصیل بتائیے۔..... صدر نے حکم دے دیے ہیں کہا۔

”سراہتمانی حیرت انگیز پورٹ ہے۔ مجھے ایک ایئر چیک پوسٹ کے کمانڈر بنجن صاحب نے سیشن کال کی ہے اور انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق بلیک ہاؤنڈز کے سیشن فور کے انچارج اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اپنی چوگام کے ایئرڈے سے حاصل کیے جانے والے ایک فوقی ہیلی کاپٹر اس ایئر چیک پوسٹ پر پہنچے۔ اور انہوں نے کمانڈر بنجن کو بتایا کہ بلیک ہاؤنڈز نے پاکیشیا سے آنے والے چند پاکیشیائی ہتھنوں کو پکڑنے کے لئے پکٹنگ کی تھی لیکن وہ ہتھن وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اب یہ ہتھن اپنی چوگام پہنچیں گے چنانچہ بلیک ہاؤنڈز نے وہاں پکٹنگ کی لیکن جب کافی وقت گزر گیا اور وہ پاکیشیائی ہتھن وہاں نہ پہنچے تو انہوں نے چوگام سے فوقی ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور پکٹنگ راؤنڈ لپٹے ہوئے یہاں پہنچے رستے میں انہیں اسی چیک پوسٹ کا ہیلی کاپٹر جانا ہوا ملا تھا۔ بہر حال نیچے موجود فوقی جو کی پر انہیں کھائی میں بڑی ایک ڈاش دکھائی دی تو انہوں نے وہاں اتر کر جینگ کی تو جو کی پر موجود قدام فوقی ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ چند کیو بیضار مز بھی اتر لی گئی تھیں۔ اس لئے سیشن فور کے چیف صاحب کا خیال تھا کہ جو فوقی ہیلی کاپٹر انہیں جانا ہوا ملا ہے۔ اس میں کافرستانی فوقی کی یو بیضار میں پاکیشیائی ہتھن ہوں گے۔ یہ ہیلی کاپٹر کمانڈر بنجن نے جو کی کے انچارج لیکن شرما کی سرکاری کال پر بھیجا تھا کیونکہ کیپٹن شرمانے انہیں بتایا تھا کہ وہ کسی ٹاپ ایئر جنسی کے سلسلے میں غوری طور پر راہولی بھیجا چاہتے

ہیں۔ اور کمانڈر بنجن نے پورے کوڈ معلوم کر کے ہیلی کاپٹر بھیجا تھا۔ بہر حال سیشن فور کے چیف کے کہنے پر کمانڈر بنجن نے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے رابطہ قائم کیا وہ اصل تھا کیپٹن شرما سے بات ہوئی تو وہ بھی اصل تھا، لیکن سیشن فور کے چیف مصر تھے کہ یہ پاکیشیائی ہتھن ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ٹرانسمیٹر کیپٹن شرما سے خود بات کرتے ہوئے اسے حکم دیا کہ وہ واپس آ جائے لیکن کیپٹن شرمانے کسی ٹاپ ایئر جنسی کا کہہ کر واپس آنے سے انکار کر دیا۔ ایئر سیشن فور کے چیف نے کمانڈر بنجن کو کہا کہ وہ راہولی کے رستے میں آنے والی ایئر چیک پوسٹس کے کمانڈرز سے رابطہ قائم کریں اور انہیں حکم دیں کہ اس ہیلی کاپٹر کو جبراً روکا جائے اور اگر نہ رکے تو اسے میز اس سے تباہ کر دیا جائے۔ کمانڈر بنجن نے حیاہ کرنے والی بات تو تسلیم کی البتہ سیشن چیف سے تقریری حکم لے کر اس نے ایئر چیک پوسٹس سے رابطہ قائم کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ ہیلی کاپٹر کراچل چیک پوسٹ کی حدود سے گزر کر کنہانی چیک پوسٹ کی حدود میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس چیک پوسٹ کے کمانڈر شیر سنگھ سے بات کی۔ اس نے ہیلی کاپٹر روکنے کی حیاہ بھری۔ اور پھر اس کی کال آئی کہ ہیلی کاپٹر اتر لیا گیا ہے اور کیپٹن شرما اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس پر سیشن چیف اپنے ساتھی کے ساتھ ہیلی کاپٹر پر کنہانی چیک پوسٹ چلے گئے اور کمانڈر بنجن سے کہہ گئے کہ وہ انہیں کال کر کے اصل حقیقت بتائیں گے، لیکن جب کافی وقت گزر گیا اور ان کی کال نہ آئی تو کمانڈر بنجن نے کنہانی ایئر چیک پوسٹ کال کی لیکن وہاں سے کال انڈے

ہنگامہ اسے کھائی میں گرانے سے پہلے باقاعدہ اس کے پٹرول ٹینک خالی
 رویتے گئے تھے۔ وہاں پٹرول پینے کے نشانات ابھی تک موجود تھے اور
 بجلی کا پٹر کے ساتھ کوئی لاش بھی موجود نہیں ہے۔ سنا فچہ میں نے چیف
 کانڈر کو کال کیا تاکہ وہ کیپٹن شرما اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرائیں۔
 دوسری طرف سے ایئر کانڈر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 - ٹھیک ہے آپ بھی انہیں تلاش کریں۔ پوری فورس کو حکم دے
 دیں کہ ہنگامی طور پر انہیں تلاش کیا جائے۔ صدر نے اہتائی سخت
 لے میں کہا۔ اور فون آف کر دیا۔ ان کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے
 اثرات ابھرتے تھے۔

یہ رپورٹ کسی غلط فہمی پر مبنی ہے جناب۔ سیکشن فور کا انچارج
 خواہر اہتائی تربیت یافتہ آدمی ہے۔ وہ اپنی آسانی سے ان پاکیشیائی
 مجنوں کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ مشین نے خند صاحب کے فون آف
 کرتے ہی ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اس رپورٹ کے بعد سیرے ذہن میں یہی خیال آ رہا ہے کہ یہ
 پاکیشیائی مجنوں دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی افراد ہوں گے اور
 اگر واقعی یہ وہی ہیں تو پھر جو کہ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے وہ غلط نہیں
 ہے۔ یہ لوگ ایسے ہی اقدامات کرنے کے عادی ہیں۔ وہ ہر ناممکن کو
 ممکن بنانے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں اور ان کی وادی مشہور میں آمد
 گلستان کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ آپ سب حضرات انہیں عام
 مجنوت سمجھ کر ڈیل کر رہے ہیں جب کہ وہ عام مجنوت نہیں ہیں۔ ان کے

کی گئی تو انہوں نے اس کے بعد راہولی تک آنے والی ایئر چیک پوسٹس
 کے کمانڈر سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ ایلی کا پٹر دونوں ایئر چیک
 پوسٹس کو اس کر کے راہولی پہنچ گیا ہے۔ راہولی کے ایئر ہیڈ کو اڈر سے
 رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ راہولی کی فضا میں اس طرف سے کوئی
 ایلی کا پٹر آیا ہی نہیں۔ کمانڈر بچن کو شک گذرا تو انہوں نے چینگ کا
 سوچا لیکن چونکہ ان کے پاس ایلی کا پٹر نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے کراچی ایئر
 چیک پوسٹ پر کال کی لیکن وہاں سے بھی کال انڈاء کی گئی تو انہوں نے
 اس سے پہلے ہی ایئر چیک پوسٹ پر کال کر کے اس کے کمانڈر کو ساری
 بات بتائی، اور دونوں ایئر چیک پوسٹس کو خود جا کر چیک کرنے کے لئے
 کہا۔ پھر اس کمانڈر کی طرف سے اطلاع ملی کہ کراچی ایئر چیک پوسٹ کی
 ساری مشینری جہاز کر دی گئی ہے۔ اور وہاں موجود تمام افراد گولیوں
 سے اڑا دیا گیا ہے۔ وہاں کمانڈر کے ساتھ ساتھ کھائی ایئر چیک پوسٹ کے
 کمانڈر شیر سنگھ کی بھی گولیوں سے پھلتی لاش ملی ہے اور سیکشن فور کے
 چیف کے دوسرے ساتھی کی لاش اور ان کے ایلی کا پٹر کے پائلٹ کی لاش
 بھی وہاں بڑی ہوئی ہے جب کہ کھائی ایئر چیک پوسٹ پر بھی یہی صورت
 حال ہے۔ وہاں بھی اسی طرح قتل عام کیا گیا ہے۔ سیکشن فور کے چیف
 کیپٹن شرما اور اس کے ساتھی سب غائب ہیں۔ وہ راہولی بھی نہیں پہنچے۔
 میں نے یہ اطلاع ملنے ہی راہولی ایئر ہیڈ کو اڈر سے رابطہ قائم کر کے انہیں
 ایلی کا پٹر کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو مجھے رپورٹ دی گئی کہ ایلی کا پٹر
 راہولی سے کافی پہلے ایک کھائی میں جہاں ہولڈا ہے لیکن اسے آگ نہیں لگی

بہاری امداد کے لئے بھیجتا۔ جس میں فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور

..... مینن نے تیر لکھ میں کہا۔

”تپ بے فکر رہیں۔ سیکشن فور اب اسٹا بھی گیا گزرا نہیں ہے۔ ان کا ہاتھ میرے ہاتھوں ہی ہوگا۔ ویسے وہ فوجی یونیفارم میں ہیں۔ اس لئے فوج کے آتے ہی وہ ان میں مل سکتے ہیں اور پھر ان کی تلاش ناممکن ہو جائے گی اور..... منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے..... ہر قیمت پر ان کا ہاتھ ہونا چاہئے۔ ہر قیمت پر سمجھے اور..... چیف نے کہا۔

”او۔ کے اور اینڈ آف..... مینن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”منوہر کی رپورٹ سے مجھے کچھ اطمینان ہوا ہے کہ یہ لوگ وہ نہیں ہو سکتے جن کا مجھے خدشہ تھا۔ کوئی اور جھنڈا ہے۔ اگر یہ پاکیشیائی سیکرٹ

ہو اس سے متعلق ہوتے تو پھر منوہر کسی صورت بھی ان کی قید سے بچ کر نکل سکتا لیکن اس کے باوجود سب ادارے انتہائی ہوشیار رہیں گے اور جب یہ لوگ ہلاک ہوں تو مجھے رپورٹ دی جائے گی۔ میٹنگ درخواست

..... صدر نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر

کمرے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ صدر

کارٹر پر دینی دروازے کی طرف ہو گیا اور چیف کا مندر سمیت باقی افراد بھی دروازے اندر آئے ان کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور..... اس بار دوسری طرف سے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں جواب دیا گیا۔

”کہاں ہیں پاکیشیائی جہنم کیسے حالات۔ تفصیل بتاؤ اور..... مینن نے تیر لکھ میں کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک جھنڈا ہے۔ میرے سارے گھیرے توڑ کر نکل گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قید سے نکل آیا ہوں جلد ہی میں ان کا ہاتھ کر دوں گا اور..... منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں اور..... مینن نے پوچھا۔

”سات آدمی تھے۔ کافرستانی فوج کی ایک چوکی جہاں کے انہوں نے وہاں سے یونیفارم حاصل کی تھیں پھر پہلی کارٹر سے راپوٹی آئے تھے۔

رہتے ہیں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ بہر حال یہ لمبی کہانی ہے۔ مختصر یہ کہ انہوں نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر دیا اور مجھے اغوا کر لیا۔ مجھے ہوش

آیا تو میں ان کے درمیان ایک غار میں قید تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈ کے ہینڈ کو اڑا کر حمل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔

انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن پھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی گرفت سے نکل آیا۔ اور وہ فرار ہو گئے ویسے ان کا ایک آدمی میرے ہاتھوں

مرا گیا ہے اس لئے اب ان کی تعداد چھ ہے اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جس میں ہینڈ کو اڑا کر کال کرنا چاہیے تھی تاکہ میں دوسرے سیکشن کو

دیں۔ پہلے تو وہ حیرت سے اور اور دیکھتا رہا پھر اچھل کر بیٹھ گیا۔
 جہاں انا م منوہر ہے اور تم بلیک پاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف ہو۔
 عمران نے سر دلچے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "ہاں" منوہر نے جواب دیا اور اس بار وہ اچھل کر کودا ہو گیا
 لیکن عمران نے اس کے اس طرح اچھل کر کودے ہونے پر کوئی اعتراض نہ
 کیا تھا اس لئے باقی ساقھی بھی خاموشی سے کھڑے رہے لیکن تولنے عمران
 کے ان سب کے ہاتھوں میں مشین پستل موجود تھے۔
 • بلیک پاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ.....
 عمران نے سر دلچے میں پوچھا۔

• مجھے نہیں معلوم" منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران
 اس کی بات سن کر بے اختیار ہونک پڑا۔ کیونکہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ
 جاکر رہا ہے۔
 • تم اس کے ایک سیکشن کے انچارج ہو اور جہیں نہیں معلوم"
 عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے سر دلچے میں کہا۔
 "چیف نے اسے خفیہ رکھا ہوا ہے۔ ہمارے پیادوں سیکشنز کے علیحدہ
 علیحدہ اپنے اپنے ہیڈ کوارٹرز ہیں" منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور عمران نے غیبت میں سر ہلادیا۔

• اپنے اور باقی ٹیم سیکشنز کے ہیڈ کوارٹرز کا محل وقوع بتا دو"
 عمران نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کی بات ختم ہوتی منوہر نے
 ہلکت کسی بھوکے عتاب کی طرح چھٹانگ لگائی۔ وہ عمران اور حضور کے

ایلی کا پڑ کے پڑل ٹینک خالی کر کے عمران کے ساتھیوں نے مل کر
 اسے نیچے عمیق گہرائی میں دھکیل دیا اور ایلی کا پڑ کے نیچے گہرائی تک پہنچنے
 پہنچنے پڑے اڑ گئے۔ منوہر کو اس دوران صد تھوہڑاں ملے گیا تھا اور وہ
 خود وہیں تھا۔ ایلی کا پڑ کو دھکیلنے کے بعد عمران بھی باقی ساتھیوں کے
 ساتھ اس غار کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے اعظم نے تلاش کیا تھا سجدہ لگوں بعد
 وہ اس کشادہ غار میں پہنچے تھے یہ اس جگہ سے کافی دور تھی جہاں انہوں
 نے ایلی کا پڑ کو جبا کیا تھا۔ منوہر غار میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔
 "اسے ہوش میں لے آؤ صدیقی" عمران نے کہا اور صدیقی نے
 جھک کر اس کے ہجرے پر قبضہ کر کے شروع کر دیے۔ ساتویں دور وار قبضہ
 کے بعد منوہر کو ہوش آیا اور عمران سمجھ گیا کہ منوہر طاقت ور اخصاب
 اور قوت مدافعت کا مالک ہے۔ منوہر نے کرہنہ ہونے آنکھیں کھولیں

موت کا باعث بن گیا ہے۔..... عمران نے ہونٹ چھینٹتے ہوئے کہا اور منوہر کی طرف بڑھا جو پہلو کے بل ساکت رہا ہوا تھا۔

”یہ بھی مر چکا ہے۔ دیوار سے ضرب کی وجہ سے اس کا شاید دل بند ہو گیا ہے۔ یہ قایم دل کے کسی خاص مرض میں مبتلا تھا جس سے اس قدر جوش لگنے سے دل بند ہو جاتا ہے۔..... عمران نے اسے ہنسی کرتے ہوئے کہا اور ان سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ان دونوں کی موت ہمارے لئے بہتر ثابت نہیں ہوئی۔ لیکن..... صدف نے کہا لیکن فقرہ ادھر اور چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

”جہاڑی بات درست ہے..... اعظم اب مکمل طور پر ہمارا ساتھ دے رہا تھا۔ اس سے ہمیں چھیننے کے لئے مناسب اڈے مل سکتے تھے۔ منوہر سے کم از کم اس کے ہیڈ کوارٹر کا ہی علم ہو جاتا۔ بہر حال اتفاقات تو ہوتے رہتے ہیں۔ اب حقیر کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ یہ کسی خاص مرض میں مبتلا ہے۔..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”گھنا تو یہ کافی سخت جان تھا..... حقیر نے ہونٹ جھباتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اب اس کی گلاشی لو..... ہو سکتا ہے جو کچھ ہم اس سے معلوم کرنا چاہتے تھے وہ اب بھی ہمیں مل جائے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حقیر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا جدو کہوں بعد جب وہ منوہر کی گلاشی لے کر واپس ملا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ اور ایک جھوٹا سا پاکس تھا۔ جس کی ساخت سگریٹ کیسی جیسی تھی۔ عمران نے کارڈ دیکھا۔ اس پر

دو میان موجود خطا کو کراس کر کے غار کے دیوانے سے باہر جانا چاہتا تھا لیکن دوسرے لگے وہ بری طرح جھٹکا ہوا واپس پلٹ کر دیوار سے جا ٹکرایا لیکن دوسرے لگے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ وہ ایک بار پھر گلا بازی کھاتا ہوا گونے میں کھڑے اعظم سے ٹکرایا اور پھر اعظم سے ٹکرا کر وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اعظم اس کے پسینے سے لگا کھڑا تھا۔

”میں اسے مار ڈالوں گا سب اپنا اسلحہ بھیجک دیں۔..... منوہر نے تیز لگے میں کہا۔ اعظم کی گردن کے گرد اس کے بازو کا حلقہ موجود تھا جب کہ دوسرا بازو اس نے اعظم کے پیٹ کے گرد رکھا ہوا تھا اور اعظم کا چہرہ گردن پر ہڈی کی وجہ سے بری طرح جکڑ سا گیا تھا۔

”مار ڈالو یہ ہمارا ساتھی نہیں ہے۔..... عمران نے سروٹکے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا اپنا ہیک صدیقی جو اس سے سب سے قریب تھا برقی کی طرح اچھلا اور اس کے ساتھ ہی منوہر اور اعظم دونوں اچھل کر پہلو کے بل گرے اور اس کے ساتھ ہی حقیر نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لگے منوہر جھٹکا ہوا کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ غار کی ایک دیوار سے ٹکرایا اور پھر وہ سب سے نیچے گر اڑا اور پتہ لگے کر پیسے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”اوه اعظم تو مر چکا ہے۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔..... صدیقی نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ وہ منوہر کے ہٹ جانے پر اعظم کو اٹھنے میں مدد دینے کے لئے جھٹکا تھا۔

”جہاڑی اپنا ہیک جھٹکا لگ کی وجہ سے منوہر کے بازو کا جھٹکا اس کی

منوہر اور انچارج سیکشن فور کے الفاظ درج تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پھر اس نے اس باکس کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن وہ چاروں طرف سے بند تھا۔ عمران نے اس کے مختلف پہلو کو دبا نا شروع کر دیا لیکن وہ کھلا نہیں۔

”ہو سکتا ہے یہ کسی خاص قسم کا بم یا فلی دیو ٹرانسمیٹر ہو“..... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”جلد اب کہاں سے لگیں۔ درود کسی بھی وقت ایئر چیک ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا ”جوابی مسئلے آئے پر یہاں چیکنگ شروع ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے خار سے باہر آ گئے۔ عمران جنے سب کے باہر آ جانے پر خار کے دہانے پر کھڑے ہو کر پوری قوت سے باکس خار کی اندرونی دیوار سے مار دیا، لیکن کوئی دھماکہ نہ ہوا البتہ اس باکس کے دیوار سے ٹکرانے اور پھر گرنے کی آواز ضرور سنائی دی۔

”یہ تو بہر حال نہیں پھٹتا، لیکن جو کچھ بھی اس کے اندر ہو گا وہ اب یقیناً ٹوٹ بھوٹ چکا ہو گا“..... عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

”ہمیں اب مغرب کی طرف چلنا ہے۔ اس بستی پاشا کی طرف۔ اس رحمت علی کی مپ ہمارے پاس ہے“..... عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادیے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک چلنے کے بعد انہیں درود سے بستی کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

”میں اکیلا جاؤں گا۔ تم سب یہیں رک جاؤ اور کوئی اوٹ لے لو“

..... عمران نے بستی کے آثار دیکھتے ہی کہا۔

”لیکن عمران صاحب ہمارے جسموں پر موجود فوجی یونیفارمز بعد میں ہماری شناخت بھی بن سکتی ہیں۔ بہر حال چیکنگ تو ضرور ہو گی“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں..... اب یونیفارمز انار دینی چاہئیں..... یہ تو اچھا ہے کہ ہم سب نے اپنے لباسوں کے اوپر جی یونیفارمز پہنی ہوئی ہیں، لیکن ہمارے لباس سیاہ رنگ کے ہیں یہ بھی شناخت بن سکتے ہیں۔ بہر حال اس یونیفارم سے یہ لباس زیادہ بہتر ہے گا۔ اب اگر یہ لباس بھی انکار لیا گیا تو پھر شناخت اور زیادہ بخت ہو جائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اور عمران سمیت سب نے تیزی سے یونیفارمز انار کی شروع کر دیں۔

”انہیں..... کسی ایسی جگہ چھپا دیا جہاں سے یہ کسی کے ہاتھ نہ لگ سکیں“..... عمران نے یونیفارم انکار کر اس کی جیبوں میں موجود سامان اپنے لباس میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

”میں جہاز سے ساتھ چلوں“..... حنور نے کہا۔

”نہیں تم سب یہیں رکو۔ میں اکیلا ہونے کی وجہ سے شاید کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس رحمت علی تک پہنچ جاؤں“..... عمران نے کہا اور پھر یونیفارم اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک کر وہ الوداعی انداز میں ہاتھ ہلاتا ہوا تیزی سے بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ بستی کافی چھوٹی سی تھی۔ صرف تین بیسکیمیں گھر تھے جو اوپر اوپر پہاڑی ڈھلوانوں پر بکھرے ہوئے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”واقعی میں پہلی بار یہاں آیا ہوں اور اچھا ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔ تم ایسا کرو کہ اپنے بابا کو یہاں بلاؤ۔ اسے کہنا کہ میرا تعلق مجاہدین کے ایک گروپ باباؤز سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجاہدین سے..... اودہ مگر.....“ صابرہ نے مجاہدین کا لفظ سنتے ہی اجنبی پریشانی سے اودہ اور دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم پریشان کیوں ہو گئی ہو.....“ عمران نے پوچھا۔

”یہاں حکومت کے کئی غیر ہیں۔ اگر انہوں نے کہیں دیکھ لیا تو نہ صرف تم بلکہ میں اور بابا سب مارے جائیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس سامنے والی غار میں چھپ جاؤ میں بابا کو یہاں لے آتی ہوں، لیکن اگر جہارا تعلق واقعی مجاہدین سے ہے تو کوئی خاص نفعانی بناؤ۔“ صابرہ نے کہا۔

”تم اپنے بابا سے کہہ دینا کہ مجھے اعظم نے بھیجا ہے جو درہ و سام کے راستے مجاہدین کو اودہ اور پہنچانے کا کام کرتا ہے۔“ عمران نے کہا اور صابرہ نے اشیات میں سرگلا دیا اور پیرودوٹی ہوئی ہستی کی طرف بڑھ گئی۔ عمران مسکراتا ہوا ایک طرف موجود اونچی بھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ اس نے غار میں جا کر جینے کو پسند کیا تھا، کیونکہ اس طرح وہ ماحول سے کٹ جاتا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دور سے ایک اوجیز مردادی کو صابرہ کے ساتھ ہستی سے نکل کر اودہ آتے ہوئے دیکھا اور عمران بھگ گیا کہ یہی رحمت علی ہوگا۔

تھے۔ ابھی عمران ہستی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس نے ایک طرف ایک نوجوان مشکبازی لڑکی کو کھڑے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی تھی۔ اس کا لباس مقامی تھا لیکن مشکبازی ہونے کی وجہ سے اس کا حسن و جمال مثالی تھا۔ اور پھر عمران نے اودہ اور حیرتی ہوئیں کئی بھاڑی بھیدیں بھی دیکھ لیں۔ اودہ دیکھ گیا کہ یہ لڑکی ان بھیدوں کو یہاں چرا رہی ہے۔ عمران آہستہ آہستہ اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر بے گت خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ کسی سبکی ہوئی ہرئی کی طرح نظر آئے گی۔

”گھبراؤ نہیں میں دشمن نہیں ہوں دوست ہوں۔“ عمران نے اس کے قریب جا کر نرم لہجے میں کہا۔

”تم..... تم مشکبازی تو نہیں ہو..... کون ہو.....“ لڑکی نے کہے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں بہت دور سے آیا ہوں اور مجھے رحمت علی سے ملنا ہے۔ کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ اس کا گھر کون سا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اودہ تم بابا سے ملنے آئے ہو۔ مگر.....“ لڑکی نے چونک کر کہا اور عمران بھی اس کے منہ سے بابا کا لفظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”تم رحمت علی کی بیٹی ہو۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں میں رحمت علی کی اکتوتی بیٹی ہوں، اور میرا نام صابرہ ہے۔ مگر تم کون ہو۔ میں نے آج سے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا۔“ صابرہ نے

نئے تم ہمیں راہولی میں داخل ہونے کا کوئی راستہ بتا دو جس سے ہمیں علی کو گئے بڑھ گیا عمران نے صدیقی کو باہر نکلانی کے لئے کہا اور
کی نظروں میں آئے بغیر راہولی میں داخل ہو سکیں۔..... عمران نے غار سے باہری دنگ گیا۔
ہوئے لہجے میں کہا۔

”راہولی میں میرا بھیجا آصف رہتا ہے۔ اس کا کپڑے کا کاروبار ہے۔ اس کا مکان بھی راہولی میں ہے۔ وہ راہولی میں کپڑے کا سب سے بڑا تاجر ہے۔ اس کا مکان بھی راہولی میں ہے۔ میں تمہاری کچھ
کے ایک کنارے پر ہے اس کے پاس فون بھی ہے۔ میں تمہاری کچھ
کر سکتا ہوں کہ جس میں آصف تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد اگر تم نے کچھ نہیں ہے۔ اس کے بغیر تو یہاں آنا سوائے حماقت کے اور کچھ نہ ہوگا۔
کو مطمئن کر دیا تو وہ تمہارا کام کر سکتا ہے۔..... رحمت علی نے کہا۔ ایک بڑا زیر زمین گروپ ہے تہہ کو ذمہ دار گروپ کہا جاتا ہے
- فحشیک ہے..... یہ تمہاری طرف سے ہمارے ساتھ بہت زیادہ گروپ کا ایک لیڈر یعقوب ہے جو وادی کے دار الحکومت میں رہتا ہے
ہوگا۔..... عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم اپنے ساتھیوں کو بلا کر ہستی کے عقبی طرف پہنچ جاؤ۔ یہاں اور دوسرے بڑے گروپوں تک پہنچا ہوا ہے۔ چیف نے کافرستان
موجود ہوں گا۔..... رحمت علی نے کہا اور عمران سر ملاتا ہوا تھا۔ سیکرٹ سروس کے قارن لیجنٹ کے ذریعے اس سے رابطہ قائم کیا ہے
سے نکل کر اوپر کوروا نہ ہو گیا تھا اس کے ساتھی موجود تھے۔ چار فون نمبر میرے پاس موجود ہے۔ اس سے رابطہ ہو جائے تو ہمارا
در بعد وہ ایک لبا چکر کلاٹ کر ہستی کے عقبی سمت پہنچ گئے۔ رحمت علی ہو جائے گا۔ پھر ہمیں رہائش اسلحہ اور کام کرنے کے سلسلے میں
واقعی وہاں موجود تھا۔ یہاں اس نے چارہ اڈہ رکھی تھی اور منہ کو کچھ مشکل پیش نہ آئے گی۔..... عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے
چادر میں آدھے سے زیادہ چھپایا ہوا تھا۔
”آؤ جلدی۔ کوئی دیکھ نہ لے۔..... رحمت علی نے کہا اور عمران نے غار کے بعد صدیقی تیزی سے غار میں داخل ہوا۔
ایک گھنٹے تک پہنچاؤ کے اندر گھومتے ہوئے وہ راہولی شہر کے
پہنچ گئے لیکن شہر کی عمارتیں کافی دور تھیں۔
”آپ لوگ یہاں دیکھیں میں آصف کو لے کر آتا ہوں۔.....“

”او۔۔۔ کے۔۔۔ آئیں میرے ساتھ میں آپ کی بات فون پر کرادیتا ہوں۔۔۔ آصف نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

”بیٹا۔۔۔ مجھے یہ لوگ بچے لگتے ہیں اس لئے تم ان کی پوری طرح مدد کرو۔۔۔ رحمت علی نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں بچا۔ میں ان کی مدد کروں گا۔ آپ واپس جائیں۔ کہیں بستی میں آپ کی اپانک غیر جانہری سے کوئی آپ کی طرف سے شکوک نہ ہو جائے۔“ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رحمت

علی نے اہلبت میں سر ہلا دیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے واپس بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمران نے خصوصی طور پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ہی آصف نے ملاقات ممکن ہو سکی تھی۔ اور پھر وہ آصف کی گاڑی میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے غلط جہانزی راستوں سے گزرتے ہوئے وہ شہر کے نزدیک ہوتے چلے گئے لیکن ابھی تک انہیں کوئی آدمی راستے میں نظر نہ آیا تھا۔

”شہر کافی نزدیک آگیا ہے لیکن اس طرف کوئی آدمی ہی نظر نہیں آ رہا۔“ عمران نے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جہاں کے حالات ایسے ہیں کہ اب لوگ سوائے اشد ضروری کام کے گھروں سے نکلنے ہی نہیں، اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کو ایسے راستے سے لے جا رہا ہوں جو عام گزرگاہ نہیں ہے۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ کوئی آدمی آپ کو میرے ساتھ دیکھ لے۔ آپ کے لباس خصوص قسم کے

تھوڑی دیر بعد ایک بھٹان کی اوٹ سے رحمت علی ایک نوجوان کے ساتھ نمودار ہوا اور ان کی طرف بڑھنے لگا۔ نوجوان بڑی تیز نظروں سے عمران اس کے ساتھیوں کا جائزہ لیتا ہوا آگے آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دروازے قریب پہنچ گئے۔ رحمت علی نے آصف کا تعارف کرایا جب کہ عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا۔

”مجھے چار رحمت علی نے آپ کے متعلق بتایا ہے اور ان کے مجبور کر رہے ہیں جہاں تک آتو گیا ہوں لیکن میں سذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ورنہ کافرستانی فوج میری جان تو کیا میرے بہنوئی خاندان کو گولیوں سے پھینکی کر کے رکھ دے گی۔“ آصف نے جواب دیا۔

”ظاہر ہے۔“ اجنبیوں کے ساتھ تمہاری بات کر سکتے ہو، لیکن ہم تم سے صرف ایک فون کرنے کا تعادل طلب کریں تو کیا تم اس سے بھی انکار دو گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فون۔۔۔ کہاں کرنا ہے۔“ آصف نے چونک کر پوچھا۔

”وگام میں اون کا ایک نامبر ہے یعقوب۔ اسے فون کرنا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یعقوب اورو وہ آپ کا کیسے واقف ہے۔“ آصف نے بری طرح چونک کر پوچھا۔

”براہ راست واقف نہیں ہے۔ ایک حوالے سے بات کرنی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یعقوب صاحب سے بات کر انہیں“..... عمران نے جواب دیا۔
 ”ہو لو کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک
 بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یعقوب بول رہا ہوں۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں“..... ہوئے
 والے کا لہجہ عام کاروباری سا تھا۔
 ”میرا نام علی عمران ہے۔ حوالے کے لئے ناظران“..... عمران نے
 جواب دیا۔

”اوہ اوہ۔ آپ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں“..... دوسری طرف
 سے چوہکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
 ”راہبونی سے۔ ہمیں فوری طور پر یہاں کے لئے کوئی فب دو“.....
 عمران نے کہا۔

”راہبونی میں آصف حسین کا پوچھ لیں۔ وہ کہیں سے آتا ہے۔ راہبونی
 کا مشہور آدمی ہے۔ اسے پی۔ سی۔ پی کا حوالہ دے کر کہیں کہ وہ فوری طور
 پر مجھ سے بات کرے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں آصف کے خصوصی فون سے ہی بات کر رہا ہوں“..... عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون میں اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے آصف کی طرف
 بڑھا دیا۔

”ہیلو میں آصف بول رہا ہوں“..... آصف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”آصف علی عمران صاحب اکیلے ہیں یا ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی
 ہیں“..... یعقوب نے پوچھا۔

ہیں۔ اور ایسا لباس دیکھتے ہی کافرستانی فوجیوں نے بغیر کچھ پوچھے ہی فائر
 کھول دینا ہے“..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے
 اشدت میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی ڈھلوان پر پہنچے ہوئے ایک بڑے سے حویلی نما
 مکان میں پہنچ گئے۔ مکان کافی بڑا تھا اور وہاں چار پانچ ملازم بھی انہیں نظر
 آئے تھے، لیکن ان کے چہروں پر حریت کے تاثرات نہ تھے۔ ایک بڑے
 سے کمرے میں داخل ہو کر آصف نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر
 دروازہ بند کر کے اس نے دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی اور اس کے
 نیچے خانے کے اندر ایک اور خفیہ خانہ کھول کر اس نے ایک کارڈ لیس
 فون نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ خصوصی فون ہے۔ اس پر ہونے والی بات رجسٹر نہیں ہو
 سکتی۔ آپ اطمینان سے اور کھل کر بات کر سکتے ہیں“..... آصف نے
 کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس خصوصی فون کی موجودگی ہی
 بتا رہی تھی کہ آصف کا تعلق بھی مجاہدین کے کسی خفیہ گروپ سے ہے۔
 درجہ عام تاجر ایسے فون اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ لیکن عمران بھی جانتا تھا
 کہ جب تک آصف کو ان کے متعلق پوری طرح اطمینان نہ ہو جائے وہ
 اپنی شناخت ظاہر نہیں کر سکتا۔ عمران نے فون میں اٹھا کر اس پر موجود
 مختلف نمبر برسی کرنے شروع کر دیئے۔

”ناسری کارپوریشن“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز
 سنائی دی۔

پانچ دیگر ساتھی بھی ہیں۔ مگر..... آصف نے کہا۔

”مسٹر آصف..... عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا تعلق پاکیشیا سکیورٹ سروس سے ہے اور پاکیشیا سکیورٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک تنظیم سمجھی جاتی ہے۔ پاکیشیا سکیورٹ سروس نے ہماری درخواست پر خصوصی طور پر بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے کام کرنے کی حالی بھی ہے..... جنہیں معلوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کی سرگرمیاں۔ تحریک کے خلاف کس قدر سوشل ہو جاتی ہیں اور ہم انہیں روک نہیں پارہے۔ اگر بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ نہ کیا گیا تو پھر تحریک کا خاتمہ یقینی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پاکیشیا سکیورٹ سروس بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنے پر رضا مند ہو گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ یقینی ہے۔ گروپ کی باقی کمان نے فیصلہ کیا ہے کہ گروپ کا ہر فرد ہر لحاظ سے ان کی امداد کرے گا۔ میرا خیال تھا کہ یہ لوگ براہ راست وگام نہیں گئے، لیکن یہ رازبوی بچے ہیں تو یہ اب جہادی ازم واری ہے کہ تم ان کی ہر طرح سے مدد کرو تاکہ بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہو سکے.....“ بیخوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب آپ کمرہ کریں یہ اب میرا فرض بن چکا ہے.....“ آصف نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے فون واپس میز پر رکھ دیا۔

”میں معذرت خواہ بتا رہا تھا کہ میں نے پہلے آپ کو انکار کیا۔ دراصل جہاں کے حالات.....“ آصف نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے آصف اور ان حالات میں جہاد رازبوی ہی ہونا چاہیے تھا، لیکن تم فکر نہ کرو ہم جس ان حالات کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ تم صرف اسکا رکھو کہ ہمیں کوئی ایسا اڈہ دے دو جہاں ہم رہ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مقامی لباسوں کی بھی ضرورت ہے اور انہیے کاغذات بھی جن سے ہماری مقامی شناخت ہو سکے۔ ہمیں چہ چاہے کہ جہاں رازبوی میں بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر ہے ہم نے اسے ٹریس کر کے ختم کرنا ہے.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو سب کچھ مل جائے گا۔ جہاں ہمارے گروپ کے اطلاعات کافی وسیع ہیں اور میں رازبوی کا انچارج ہوں۔ آدمی۔ لباس۔ اسلحہ۔ اڈے۔ سب کچھ مل جائے گا، لیکن ہیڈ کوارٹر والی بات غلط ہے۔ اگر جہاں ہیڈ کوارٹر ہو تو لازماً مجھے اطلاع مل جاتی۔ میری معلومات کے مطابق بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت وگام میں ہے.....“ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں سے پاس بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی کیو ہے.....“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں.....“ باوجود کوشش کے آج تک اس کا تپ نہیں مل سکا۔ ورنہ تو ہم خود ان کا مقابلہ کر کے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے۔ یہ لوگ بس اپنا کبھی کسی جگہ نمودار ہوتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں.....“ آصف نے جواب دیا۔

”جہاں کا فرسٹائی فون کی چھاننی یا اڈہ تو ہو گا.....“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں ایک کافی بڑی چھاؤنی ہے۔ میرے بظاہر کافرستانی فوج کے اعلیٰ افسران سے گہرے تعلقات ہیں، لیکن آج تک ان کے ورے بھی کوئی ایسی بات سنانے نہیں آئی۔ جس سے چہ چلتا کہ ان کا کوئی تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔“ آصف نے جواب دیا۔

”تجرباں کا سب سے بڑا فوجی افسر کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”کر تل درگاہام۔“ بہت ہی سخت گیر۔ قالم اور سفاک آدمی ہے اسے یہاں خوبی بھی دینے کے نام سے جانا جاتا ہے۔“ آصف نے جواب دیا۔

”وہ چھاؤنی کے اندر رہتا ہے یا علیحدہ کسی جگہ رہتا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”چھاؤنی کے اندر رہتا ہے اور سوائے اپنے خاص ماتحتوں کے اور کسی سے ملنا بھی نہیں۔ حالانکہ میری کئی دیگر افسران سے سلام دعا ہے لیکن آج تک کر تل درگاہام سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔“ آصف حسین نے جواب دیا۔

”کیا تم ہمارے لئے کافرستانی فوجیوں کی نظر مزکا انتظام کر سکتے ہو۔“ عمران نے پوچھا

”ہاں یہ کام تو انتہائی آسانی سے ہو سکتا ہے۔“ آصف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”او۔ کے۔۔۔۔۔ تم اڑے۔ فوقی جیب اور اسلحہ کا انتظام کرو۔ پھر اس درگاہام سے ہم خود ہی ملاقات کر لیں گے۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”میں سب سے پہلے آپ کے لئے کھانے کا انتظام کرنا ہوں۔ اس کے بعد جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہوگا۔“ آصف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر اٹھا

نے اسے اٹھا کر لپٹے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے ایک کنارے پر ایک
خصوص جگہ رکھا تو سینی کی آواز لفظی بند ہو گئی..... اس کی جگہ ایک
بھاری آواز سنائی دی

- ہیلو ہیلو..... چیف آف بلیک ہاؤسڈز کاننگ اودر..... بولے
والے کا بچہ خاما سخت تھا۔

- میں سیکشن فور چیف انٹرننگ اودر..... منوہر نے ہونٹ بچھنے
ہوئے جواب دیا۔

- جہار نام کیا ہے اودر..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور منوہر یہ
جیب و خرب سوال سن کر بے اختیار چونک پڑا اس کے تصور میں بجلی
تھا کہ چیف اس سے ایسا سوال پوچھے گا۔

- منوہر..... جناب آپ جانتے تو ہیں اودر..... منوہر نے حیرت بھرے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

- جہارے والد کا نام کیا ہے اودر..... دوسری طرف سے پوچھا گیا
اور منوہر کے ہجرے پر ٹیخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

- جناب آخر بات کیا ہو گئی ہے کہ آپ نے باقاعدہ حسب نسب پوچھنا
شروع کر دیا ہے اودر..... منوہر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

- والد کا نام بہاؤ منوہر اودر..... چیف کا بچہ استانی سخت تھا۔
- سو رہی پہلے آپ وضاحت کریں کہ آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے
ہیں اودر..... منوہر نے دانت پیسنے کے سے انداز میں کہا۔

- ایسا شاشت کے لئے پوچھا جا رہا ہے۔ یہ اجہانی ضروری ہے اودر۔

منوہر کی آنکھیں کھلیں تو جھلے تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا
سانس اس کے سینے میں انگ رہا ہو اور اسے سینے میں شدید ترین تکلیف
محسوس ہو رہی تھی لیکن جلد ہی اس کا سانس بحال ہو گیا اور دوسرے کئے
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیچہ گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ یہ
وہی غار تھی جہاں اس کا لکڑا پیا کیشانی وہیمینوں سے ہوا تھا لیکن اس وقت
غار خالی تھی۔ البتہ غار کے دبائے کے قریب ایک کونے میں ان لوگوں
کے ایک ساتھی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی
سے اس لاش کی طرف بڑھنے لگا ہی تھا کہ اسے اندرونی کونے سے تیز سینی
آواز سنائی دی اور وہ بری طرح چونک کر اس کونے کی طرف مڑا اور
دوسرے کئے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس کا
سیٹھل ٹرانسپیرنڈر کے کونے میں دیوار کے ساتھ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اور
سینی کی آواز اس سے نکل رہی تھی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس

دوسری طرف سے تیر لگے میں کہا گیا۔

”میرے والد کا نام کرشن رام تھا اور..... منوہر نے جواب دیا۔
”گٹھ..... اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی منوہر ہو۔ لیکن اب تم اپنا
سابقہ ملزئی کو ڈھتاؤ اور.....“ چیف نے کہا۔

”آپ اب زیادتی کر رہے ہیں جناب۔ میں یہاں انتہائی خطرناک
حالات میں الجھا ہوا ہوں پاکستانی بمبھٹوں کے ساتھ اور آپ انٹرویو کا
سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور.....“ منوہر نے ایک بار پھر نافوغنوار
لجے میں کہا اسے حقیقتاً اس وقت چیف پر غصہ آ رہا تھا۔

”کہاں ہیں پاکستانی بمبھٹ۔“ گھسے حالات تفصیل بتاؤ اور.....
دوسری طرف سے چیف نے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک بمبھٹ ہیں۔ میرے سارے گھمے توڑ کر ٹکڑ
گئے ہیں انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قید سے نکل آیا
ہوں اب میں بطور ہی ان کا خاتمہ کر دوں گا اور.....“ منوہر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں یہ اور.....“ چیف نے پوچھا۔
”سات آدمی تھے۔“ کافرستانی فوج کی ایک چوکی تباہ کر کے انہوں نے
یہاں سے یہ میٹارمز حاصل کی تھیں پھر ایل کاپز سے راہبوں آئے گئے۔ راستے
میں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ بہر حال یہ لمبی کہانی ہے مختصر یہ کہ انہوں
نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر کے مجھے اغوا کر لیا مجھے ہوش آیا تو میں
ان کے درمیان ایک خار میں موجود تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔
انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن پھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی
گرفت سے نکل آیا اور وہ فرار ہو گئے۔ ویسے ان کا ایک آدمی میرے ہاتھوں
بارا گیا..... ہے اب ان کی تعداد اچھے ہے اور.....“ منوہر نے مختصر سے
واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

”جس ہیڈ کوارٹر کا ل کرنی چاہیے تھی۔ میں دوسرے سیکشن کو جہادی
امداد کے لئے بھیج دیتا۔“ جس فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور.....“
چیف نے تیر لگے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سیکشن فور اب اسٹا بھی گیا گورا نہیں ہے ان کا
خاتمہ میرے ہاتھوں ہی ہو گا ویسے وہ فوجی یو میٹارمز میں ہیں۔ اس لئے فوج
کے آگے ہی وہ ان میں مل سکتے ہیں اور پھر ان کی تلاش ناممکن ہو جائے گی
اور.....“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔“ کے ہر قیمت پر ان کا خاتمہ ہونا چاہیے ہر قیمت پر مجھے اور.....“
چیف نے کہا۔

”یہی سر اور اور.....“ منوہر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اور ایڈ
آل کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی اور منوہر نے یہ منگھٹ کھینکنا
بکشل ٹرانسمیٹر زیب میں رکھا اور خار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ خار
سے باہر نکل کر اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر ہر طرف خاموشی تھی۔ وہ غور
سے اس علاقے کو دیکھ رہا تھا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ وہ اس وقت کہاں
موجود ہے لیکن کچھ دریاں کھڑے رہنے کے باوجود جب اس کے ذہن میں

کا کچھرو ڈر دیا گیا۔

آپ..... آپ بے شک جا کر بستی میں پوچھ لیں۔ بے شک ایک گھر کی تلاش لے لیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں اور کوئی فوجی نہیں..... لڑکی نے خوف سے لڑتے ہوئے لکچے میں کہا۔

جلو میرے ساتھ بستی میں..... منوہر نے غصیلے لکچے میں کہا۔

جناب میری بھین میں..... لڑکی نے گھبرائے ہوئے لکچے میں کہا۔

لعنت بھیجے بھیدوں پر..... میرے ساتھ جلو..... منوہر نے اور

اور سخت لکچے میں کہا اور لڑکی ہنسٹ بھیجے بستی کی طرف چل پڑی۔ بستی

تقریب پہنچے ہی دو تین بوڑھے مشکبازی باہر آگئے۔ ان کے چہروں پر

رت تھی۔

کیا بات ہے صابر یہ صاحب کون ہیں..... ایک بوڑھے نے آگے

بھا کر لڑکی سے پوچھا۔

میرا تعلق فوج سے ہے۔ میں فوج کا اعلیٰ افسر ہوں۔ چھ پاکستانی

جٹ جو کافرستانی فوج کی وردیوں میں طبوس ہیں۔ اس بستی کی طرف

لے دیکھے گئے ہیں۔ مجھے وہ فوجی چاہیں۔ اگر تم نے نہ بتایا کہ تم نے

کیا کہاں چھپا رکھا ہے تو میں ایک لکچے میں پوری بستی جلو کر رکھ کر

آں گا..... منوہر نے خراتے ہوئے لکچے میں کہا۔

جناب..... جہاں تو کوئی فوجی نہیں آئے۔ آپ بے شک پوری بستی

کا کاشی لے لیں۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ راجپوتی میں سخت مزدوری کرنے

لے غریب لوگ۔ ہمارا اچھا کسی راجپوت یا فوجی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

علاقے کی شناخت نہ ابھری تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر ایک اونچی بھٹان پر پہنچ کر اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اب وہ اس علاقے کو پہچان گیا تھا۔ دور ایک چھوٹی سی بستی نظر آ رہی تھی اور اس بستی میں چونکہ وہ ایک بار آچکا تھا اس لئے اسے یاد آگیا کہ یہ علاقہ راجپوتی سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ یہ لوگ تھیں بھٹان سے اس بستی کی طرف ہی گئے ہوں گے..... منوہر نے سوچا اور بھر بھٹان سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ بستی سے کچھ فاصلے پر اس نے ایک لڑکی کو بھین میں چراتے ہوئے دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے دیکھ کر لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرائے اور وہ تیزی سے مڑ کر بستی کی طرف پھلنے لگی۔

”رک جانا لڑکی ورنہ گولی مار دوں گا“..... منوہر نے تیز آواز میں پچھلے

ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں“..... لڑکی نے رک کر اچھائی خوفزدہ

لکچے میں کہا۔

”سنو اس طرف چھ فوجی آئے ہیں۔ بتاؤ وہ کہاں ہیں“..... منوہر نے

اس کے قریب جا کر سر اور غصیلے لکچے میں کہا۔

”فوجی۔ اور تو کوئی فوجی نہیں آئے“..... لڑکی نے جواب دیا۔

”یو اس صحت کرو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ ادھر آئے ہیں تو جہیں

فورا بتا دینا چاہیے۔ جانتی ہو میں کون ہوں۔ ایک لکچے میں پوری بستی کو

بلا کر رکھ کر دوں گا“..... منوہر نے لڑکی پر دھب ڈالتے ہوئے کہا اور

بڑی ہوں گی۔ بہر حال کہاں دیکھا تھا تم نے انہیں۔ میرے ساتھ آؤ اور
وہ جگہ دکھاؤ۔۔۔۔۔ منوہر نے کہا۔

”یہ فوجی نہ ہی۔ عام آدمی ہی بہر حال وہ آئے اسی طرف ہیں۔۔۔۔۔“
منوہر نے کہا۔

”نہیں جناب ادھر کوئی نہیں آیا۔ اگر آتا تو ہمیں لازماً معلوم ہو جاتا۔
اس بوڑھے نے کہا۔

”تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ مجھے جہاز ابند و بست کرنا ہی پڑے گا۔“
منوہر نے غصے سے ہیں کھینچے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے صابرہ تم کہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔۔۔ اسی لمحے ایک
آدمی جس نے مقامی چادر لپیٹی ہوئی تھی، قریب آکر پوچھا۔

”رحمت علی۔۔۔۔۔ یہ صاحب کہاں آئے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ
کہاں چھ فوجی تو نہیں آئے۔ ہم نے انہیں بتایا ہے کہ کہاں کوئی فوجی

نہیں آئے۔“ بوڑھے نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”فوجی تو نہیں جناب اللہ چھ آدمیوں کو میں نے راہولی جاتے ہوئے

دیکھا ہے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لباس تھے۔“ رحمت علی
نے کہا تو منوہر چونک بڑا

”سیاہ لباس۔ کیسی شکلیں تھیں ان کی۔“ منوہر نے پوچھا۔
”جناب میں نے دور سے انہیں دیکھا ہے۔ اس لئے شکلیں تو نہیں

سنا اللہ وہ راہولی جا رہے تھے۔ ان کے جسموں پر سیاہ لباس تھے۔“
رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ یقیناً وہی ہوں گے۔ انہوں نے شناخت سے پہچنے کے لئے کوئی نشانہ
نہیں لگایا تھا۔“ رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

جہاں سے نیچے گرا۔ اور پھر اس کی چیخ بھرائی ہوئی نیچے گہرائی میں گم ہوتی چلی گئی۔ منوہر نے ہوسٹل پھینچنے اور آگے بڑھ کر اس نے نیچے ٹھک کر دیکھا تو کافی گہرائی میں رحمت علی کی کبھی پھٹی لاش پڑی ہوئی اسے صاف دکھائی دی۔

”ہوسٹل مجھے مارنا پاتا تھا..... تانفس..... منوہر نے نیچے پٹنے ہوئے کہا اور پھر وہ جتان کی دوسری طرف سے نیچے اتر کر اکیلا ہی راہولی کی طرف بڑھنے لگا۔ رحمت علی کی اس حرکت نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کیونکہ اس کا لب تک تجربہ تھا کہ کوئی مقامی مصلحاری کسی فوج کے آدمی پر اس طرح حملہ نہیں کرتا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ رحمت علی کا تعلق یقیناً عربیت پسندوں سے ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ہجمنٹوں کو اسی نے راہولی میں اپنے پیچھے آصف کے پاس پہنچایا ہو۔ اسے شک تو اس وقت ہی پڑ گیا تھا جب رحمت علی نے اسے بتایا تھا کہ اس نے فلاں جگہ سے ان چھ سیاہ پوشوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا، لیکن منوہر نے دیکھا تھا کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان اسفا فاصلہ نہ تھا کہ ایک دوسرے کی خشکیں بھی نہ دیکھی جاسکیں جبکہ بستی میں رحمت علی نے یہی بتایا تھا کہ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ ان چھ افراد کی خشکیں نہ دیکھ سکا تھا۔ اس شک کی بناء پر رحمت علی کو ساتھ راہولی لے جا رہا تھا تاکہ اس کے پیچھے سے مل کر یہ اندازہ لگائے کہ یہ لوگ کس لائپ کے ہیں۔ اب رحمت علی نے اس پر اپنا تک حملہ کر کے اس کے شک پر تصدیق کی ہر ثبت کر دی تھی۔

علی نے جواب دیا۔
”جہاں سے پیچھے کا کیا نام ہے اور اس کا گھر کس طرف ہے۔“

منوہر نے پوچھا۔
”میرے پیچھے کا نام آصف ہے جناب وہ راہولی میں کپڑے کا تاجر ہے اور اس کا گھر راہولی کے مغرب میں ہے۔“..... رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جلو میرے ساتھ اور مجھے اپنے پیچھے کا گھر دکھاؤ اور اس سے ملو“..... منوہر نے جلد لے سوچنے کے بعد کہا۔

”مگر جناب.....“ رحمت علی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے رحمت علی چٹکن ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ منوہر نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا تھا۔

”حرام زادے میرے سہلے اگر مگر کرتے ہو۔“ جلو آگے بڑھو ورنہ گولی مار دوں گا.....“ منوہر نے قہقہے سے چٹکنے ہوئے کہا۔

”بیج جناب ہمیں.....“ رحمت علی نے کہا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اس گال پر رکھا ہوا تھا جس پر منوہر کی انگلیوں کے ٹھکانات ابھر آئے تھے۔ وہ دونوں آگے نیچے پٹتے ہوئے راہولی کی طرف بڑھنے لگے۔ منوہر اس سے اوپر اوپر دیکھ رہا تھا کہ ایک اونچی چٹان پر چڑھتے ہی رحمت علی اپنا تک گھوما اور اس نے پوری قوت سے منوہر کو دھکا دے کر چٹان سے نیچے گراتا پایا، لیکن منوہر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ دوسرے لمحے اس کی جگہ رحمت علی منوہر کی لات کھا کر چٹان ہو اچھل کر

اولیٰ کو مردہ تصور کر لیا جاتا ہے، لیکن دراصل وہ مردہ نہیں ہوتا اگر اس کے دل کی مخصوص انداز میں مالش کر دی جائے تو وہ چلو ہی دوبارہ کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ درندہ سری صورت میں جب خون رواں نہ ہونے کی وجہ سے جھنے لگتا ہے تو اس کے اندر ایک مخصوص کیمیائی تبدیلی پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے خود بخود دل کو پکے پکے جھٹکے لگنے لگ جاتے ہیں اگر ان جھٹکوں کی وجہ سے دل دوبارہ کام کرنے لگے تو آدی زندہ بچ جاتا ہے درندہ ہمیشہ کے لئے فتم ہو جاتا ہے۔ میری خوش قسمتی کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ اس آدی نے جب اپنا تک جھے اٹھا کر دوبارہ کے ساتھ بٹھا تو زوردار جھٹکا لگنے سے میرا دل بند ہو گیا اور وہ جھے مردہ کچھ کر چھوڑ گئے لیکن پھر کیمیائی تبدیلی کی وجہ سے دل کو جھٹکے لگے تو دل کام کرنے لگ گیا اور اس طرح میں ایک لحاظ سے مر کر دوبارہ زندہ ہو گیا..... منوہر نے جواب دیا اور کو رو نے حیرت کا ایک طویل سانس لیا۔

”حیرت انگیز بیماری ہے یہ.....“ کو رو نے کہا اور منوہر مسکرا دیا۔
 ”میری اس بیماری کی تحقیقاتیں ابھی کی گئی ہیں۔ وہاں تربیت کے دوران بھی میرے ساتھ ایسا ہی حادثہ پیش آیا تھا، چنانچہ ڈاکٹروں نے جھے مردہ قرار دے دیا۔ پھر میری لاش واپس کافرستان بھجوائے جانے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ میں زندہ ہو گیا۔ اس پر ڈاکٹر بے حد حیران ہوئے اور پھر میرے خون کا تفصیلی تجربہ کیا گیا اور اس طرح انہوں نے اس بیماری کو تحقیقات کیا۔ یہ بیماری کروڑوں افراد میں سے کسی ایک کو ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے جھے اس سے بچنے کے لئے پرمیز بھی بتایا لیکن وہ

راہوں میں سیکشن فور کا خطیہ اڈہ موجود تھا اور منوہر اب اس اڈے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ اس کے پاس نہ ہی کوئی ہتھیار تھا اور نہ کوئی ٹرانسمیٹر۔ جو سپیشل ٹرانسمیٹر اس کی جیب میں تھا، اس سے صرف ایک ہوائی ڈسکریٹ سے ہی بات چیت کی جاسکتی تھی اور فی الحال وہ چیف کو یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ چند پاکیشیائی ہتھیاروں نے اسے شکست دے دی ہے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد وہ سیکشن فور کے خطیہ اڈے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس اڈے کا انچارج کو رو تھا۔ کو رو چیف منوہر کو اس طرح اپنے سلسلے پا کر بے حد حیران ہوا۔

”آپ اور جہاں اپنا تک اور اس انداز میں.....“ کو رو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور منوہر مسکرا دیا۔

”ہاں.....“ کچھ حالات ہی ایسے ہو گئے تھے..... منوہر نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ان پاکیشیائی ہتھیاروں کے ساتھ ہونے والے مقابلے اور پھر غار میں ہوش میں آنے سے لے کر کہاں پہنچنے تک کے واقعات بتا دیئے۔

”مگر ان لوگوں نے آپ کو وہاں زندہ کیسے چھوڑ دیا.....“ کو رو نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ بھلا جھے زندہ کیسے چھوڑ سکتے تھے۔ انہوں نے تو مجھے مردہ کچھ کر ہی چھوڑا ہوگا۔“ ب۔ یہ اور بات ہے کہ میں مرا نہیں تھا۔ زندہ تھا۔ جھے دل کی ایک خاص بیماری ہے جس میں زوردار جھٹکا لگنے سے دل رک جاتا ہے اور

اس قدر سخت تھا کہ میں اس پر قائم نہ رہ سکا۔ بہر حال اب اس بات کو چھوڑو اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے فوری طور پر ان چھ پاکیشٹائیوں کو نہیں کر کے ہلاک کرنا ہے۔..... منوہر نے کہا۔

”میرا خیال ہے اس کے رخصت علی کے بارے میں آپ کا خیال درست ہے۔ پہلے اس کے بچے آصف کو کیوں نہ ٹولا جائے۔.....“ کو روکنے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے..... اسے بلاؤ اور پھر اس سے اصل صورت حال انگوٹھ..... منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ آرام کریں میں ابھی بندوبست کرتا ہوں۔“ کو روکنے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور منوہر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

بڑی فوجی جیپ خاص تیز رفتاری سے راہوئی کی اونچی نیچی پہاڑی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جب کہ اس کے ساتھ عمران بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر کیپٹن ہشیل صفدر۔ نعمانی اور صدیقی موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر فوجی پرمیٹار مز تھی۔ عمران کے کاندھوں پر میجر کے ستار موجود تھے جب کہ باقی سب کے کاندھوں پر کیپٹن کے ستار موجود تھے۔ تنویری در بعد جیپ نے ایک موڑ کاٹا اور دور چھاؤنی کا مین گیٹ نظر آنے لگا جہاں باقاعدہ فوجی گارد موجود تھی۔ وہ سب ہونک کر سیدھے ہو گئے تنویر نے گیٹ پر موجود راڈ کے قریب جا کر جیپ روکی تو عمران اچھل کر نیچے اترا اور فوجی انداز میں چلتا ہوا سائیڈ پر بنے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں موجود کیپٹن نے اسے دیکھتے ہی اٹھ کر باقاعدہ فوجی انداز میں سلاٹ مارا۔

”کیپٹن.....“ عمران نے سخت فوجی لہجے میں کہا۔

”کیپٹن نارنگ جناب..... کیپٹن نے لیٹا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن نارنگ میرا نام میجر کنڈن ہے اور میرا تعلق کافرستان ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ تم میری بات کرنا درگاہ رام سے کراؤ۔“

”اوه یس سر..... کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران میری دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ کیپٹن نارنگ نے جلدی سے میرا سوچا و انٹرکام اٹھایا اور اس کے چین میں دبا دیئے۔

”ہیں..... دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔“

”جیک پوسٹ نمبروں سے سیکورٹی آفیسر کیپٹن نارنگ بول رہا ہوں جناب۔ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے میجر کنڈن جیب پر تشریف لائے ہیں اور آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ کیپٹن نارنگ نے اجنبی موہا نہ لگے میں کہا۔

”میجر کنڈن۔ ملٹری انٹیلی جنس۔ ٹھیک ہے بات کراؤ۔“

دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”یہ لیجئے جناب بات کریجئے کرنا صاحب سے..... کیپٹن نارنگ نے ریسور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو..... میجر کنڈن آف ملٹری انٹیلی جنس سیکشن ہماری سپیشل کوڈ ایکس دن ایکس ڈیٹ بول رہا ہوں۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوه یس میجر کنڈن۔ فرمائیے..... دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا

”قپ سے فوری ملاقات چاہیے کرنا۔ ٹاپ سیکرٹ اور.....“

ان نے جواب دیا۔

”آپ اکیلے ہیں یا.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میرے ساتھ پانچ کیپٹن بھی ہیں۔“ عمران نے جواب دیتے

دئے کہا۔

”او۔“ قپ اپنے ساتھیوں کو وہیں جمود کر تشریف لے آئیں۔“

رٹل درگاہ رام نے کہا۔

”دوسری کرنا ان کی موجودگی بھی بات ہیئت کے دوران ضروری ہے

”وئکہ سپیشل ایڈیشن سے ہی متعلق ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اوه اچھا ٹھیک ہے۔“ ریسور کیپٹن نارنگ کو دیکھتے..... دوسری

رف سے کہا گیا اور عمران نے ریسور کیپٹن نارنگ کی طرف بڑھا دیا۔

کیپٹن نارنگ دوسری طرف سے آنے والی بات سن رہا۔

”ہیں سر.....“ آخر کیپٹن نارنگ نے کہا اور ریسور دک کر اٹھ کھڑا

ہوا۔

”کرنا صاحب اس وقت مارجر سیل بلاک میں ہیں۔ اور انہوں نے

مکرم دیا ہے کہ آپ کو وہیں لے آیا جائے وہ وہیں آپ سے گفتگو فرمائیں گے

آئیے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔“ کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران

نے انہما میں سر ہلادیا۔ تو دوسری در بعد کیپٹن نارنگ اپنی جیب میں پینٹا

ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ چھاؤنی کچھ زیادہ بڑی تھی۔ صرف چار بیر کوں پر

نارنگ دارگام نے خشکس لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا۔ یہ دیکھو کارڈ“..... عمران نے جیب سے

ایک کارڈ نکال کر کرل کے سامنے پیش کیجئے ہوئے کہا۔

”جنرل اودہ۔ اودہ تو آپ جنرل ہیں۔ اودہ۔ آئی۔ ایم۔ سوری“.....

کرل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا

ہوا اور اس نے باقاعدہ عمران کو فوجی سیلٹ کر دیا۔

”چلیے جاؤ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو شاید اس بات کو

اوپن بھی نہ کرتا لیکن جہارے پوچھنے پر مجھے اوپن کرنا پڑا“..... عمران

نے مدبرانہ سے لہجے میں کہا۔

”میں سر“..... کرل نے واپس کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اب میری بات غور سے سنو۔ انٹیلی جنس کو ایک مصدقہ خبر ملی ہے

کہ یہاں راہولی میں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی ایسا غدار موجود

ہے جو بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں اطلاعات آزاد مشہار بھیجتا رہتا ہے۔

حکومت آزاد مشہار بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس

کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اگر ان کی یہ کوشش

کامیاب ہو گئی تو نتیجہ یہ کہ اس خبر کے ذریعے وہ بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیں گے اس لئے ہم اس خبر کی گرفتاری کے لئے آئے

ہیں لیکن مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ جناب سین نے

اپنے ہیڈ کوارٹر کو انٹیلی جنس پر اوپن کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے

ہمیں یہ خفیہ مشن سونپا گیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر اس ہیڈ کوارٹر

میں شہنشاہ قہر۔ ایک ہرک کے سامنے کمپین نارنگ کی جیب دکی تو حور

نے بھی اپنی جیب روک دی اور چورو سب نیچے اتر آئے اور چور کمپین

نارنگ کی رہنمائی میں وہ ایک راہداری میں پہنچے ہوئے نیچے باقی سیڑھیوں

سے اتر کر ایک بڑے ہال ٹاکرے میں پہنچ گئے جسے دفتر کے انداز میں سجایا

گیا تھا۔ وہاں کرل درگام رام موجود تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھر

غیر آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی موٹھیں اور آنکھیں میں اس طرح سرخی تھی

جیسے آنکھوں میں باقاعدہ الاؤ بھل رہا ہو

”میر کڈن“..... عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھانے

ہوئے کہا۔

”کرل درگام“..... کرل درگام نے ہوسٹ کیجئے ہوئے کہا اور

اس طرح عمران سے مصافحہ کیا جیسے وہ جبراً ایسا کر رہا ہو۔

کمپین نارنگ واپس چلا گیا تھا اس لئے اب وہ اس دفتر میں اکیلے تھے۔

کرل نے صرف عمران سے مصافحہ کیا تھا باقی کسی سے مصافحہ نہ کیا تھا۔

”یہ ہنٹو“..... کرل درگام نے خست لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ

ہی وہ خود بھی بڑی سی وٹری میز کے نیچے بیٹھ گیا۔ اس نے میز کے کنارے

پر موجود دیوں و بانے تو دور دازے کے اوپر سیاہ رنگ کی کسی دھات کی چادر

آگئی۔

”ہاں اب تم مکمل کر بات کر سکتے ہو۔ لیکن جلدی تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم

نے مجھے سیلٹ کیوں نہیں کیا جب کہ فوجی ضابطے کے مطابق سیلٹ

کرنا چاہیے تھا اور جہارے ساتھیوں نے بھی سیلٹ نہیں کیا“.....

دیا ہے اس وقت بھی چھائی کے ٹارجر سیل میں چار ایسے آدمی ہیں جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ ان کا تعلق حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے۔ ہم ان سے ان کے ساتھیوں کے نام وغیرہ انگوڑا ہے ہیں اس لئے میں نے آپ سے ملاقات بھی نہیں کی ہے۔..... کر تل درگاہ نام نے کہا۔

”کہاں ہیں وہ چار آدمی؟“..... عمران نے کہا۔
 ”ساتھ ہی ٹارجر سیل ہے۔ آپ انہیں دیکھنا چاہتے ہیں آئیے میرے ساتھ۔“..... کر تل درگاہ نام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود بٹن دلیا تو دروازے پر موجود سیاہ رنگ کی چادر سر اسٹ کی تیز آواز کے ساتھ غائب ہو گئی۔

”آئیے میرے ساتھ۔“..... کر تل درگاہ نام نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ایک طرف کھڑے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکلے اور پھر ایک راداری سے گزر کر وہ ایک بڑے سے دروازے پر پہنچے جس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کر تل درگاہ نام نے دروازے کی دلیز میں ایک جگہ مخصوص انداز میں پیرا تو سرخ بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی خود بخود کھلتا چلا گیا اور دروازہ کھلتے ہی ان کے کانوں سے اجنبانی کرناک انسانی چیخیں نکرائیں اور وہ سب بے اختیار ٹوکے بڑے دوسرے لمحے وہ اندر داخل ہوئے تو انہوں نے چار مقامی آدمیوں کو ایک دیوار کے ساتھ دو زنجیروں سے بندھے لٹکے ہوئے دیکھا اور چار دیونا آدمی چلتی ہوئی مشطیں اٹھائے ان کے شکم کے حصوں کو جگہ جگہ سے دھنسنے

میں اس خبر کو خود تلاش کر کے اس کا خاتمہ کریں۔ اب آپ بتائیں کہ آپ اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟..... عمران نے کہا۔

”بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر اور جہاں راہولی میں۔ نہیں جناب ان کا ہیڈ کوارٹر تو جہاں سرے سے ہے ہی نہیں۔ آپ کی سروس کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ ان کا ایک اڈہ البتہ جہاں ضرور موجود ہے اور اس کا انچارج کرو ہے۔ کو رو میرا دوست ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا تو کسی کو علم نہیں ہے۔ البتہ اسے اسے علم ضرور ہے کہ وہ دھگام میں ہے سہاں نہیں ہے۔“..... کر تل درگاہ نام نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”کو رو کا اڈہ کہاں ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ راجہ ہٹ بازار کے آخری سرے پر ایک خاکی رنگ کی عمارت ہے بظاہر وہ ایک رہائشی مکان ہے اور کو رو اس کا مالک ہے لیکن وہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کا اڈہ ہے۔“..... کر تل درگاہ نام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فہمیک ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں واقعی غلط اطلاع ملی ہے۔ فکریہ چلیں یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ آپ بتائیں آج کل جہاں تحریک کی کیا پوزیشن ہے؟“..... عمران نے کہا۔

”تحریک کو ہم لوگ سختی سے کھیل رہے ہیں پہلے جہاں راہولی میں تحریک کا خاصا زور تھا لیکن اب ہماری سخت کاروائیوں کی وجہ سے جہاں تحریک کا زور ٹوٹ گیا ہے کو رو نے جہاں کے چار لیڈروں کو ہلاک کر دیا ہے جب کہ ہم نے جہاں کے مسلمانوں پر بے حد ظلم و ستم کر کے ان کو

میں مصروف تھے۔
 "مرک جاؤ"..... اچانک عمران نے جھنجھے ہوئے کہا اور چاروں دیو

آدی تلکھٹ مڑے اور پھر کرئل درگادام کا اشارہ دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گئے۔
 عمران ان لنگے ہوئے افراد کی طرف بڑھا۔ ان چاروں کے جسم بنگہ بنگہ سے

ہٹے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے جسموں پر کئی بنگہ ڈھم تھے جن میں
 ٹنک بھرا گیا تھا۔ پیروں پر تیراب ڈالا گیا تھا۔ ان کے ہجرے بھی پھٹے

ہوئے تھے اور وہ اچھائی کر بناک حالت سے دوچار مسلسل کرا رہے تھے
 لیکن ان کی حالت نیم بے ہوشی کی سی تھی۔

"اس قدر تشدد یہ برداشت کیسے کر رہے ہیں۔ انہیں تو مر جانا چاہیے
 تھا"..... عمران نے کہا۔

"یہ ہماری خاص ترکیب ہے جناب۔ ہم پہلے انہیں ایک مخصوص
 انکشن لگاتے ہیں جس سے ان کی جسمانی قوت مدافعت کئی گنا بڑھ جاتی

ہیں اس کے بعد ان پر تشدد کرتے ہیں"..... کرئل درگادام نے بڑے
 فخریہ لہجے میں کہا۔

"یہ کون لوگ ہیں؟"..... عمران نے پوچھا۔

"یہ چاروں مقامی لوگ ہیں اور ان کے مشتعل خیمروں نے اطلاع دی
 ہے کہ ان کا تعلق عربت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے، لیکن ابھی تک

انہوں نے زبان نہیں کھولی۔ لیکن کب تک مدد کھولیں گے۔ میں ان کی
 روح سے بھی اصل ہلت اگھالوں گا اور اگر یہ زیادہ بہادر بنے تو پھر ان کے

سلنے ان کی بیٹیوں اور بیویوں کو بے ڈر کیا جائے گا"..... کرئل درگ

ام نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا بہت شاندار کارنامہ بیان کر رہا ہو۔

"کرئل یہاں چھاننی میں کھٹے فوقی ہیں"..... اچانک عمران نے
 پوچھا۔

"سو کے قریب نفزی ہوگی کیوں؟"..... کرئل نے چونک کر حیرت
 برے لہجے میں جواب دیا۔

"او۔ کے..... کھولو انہیں اور ان کی بیٹریج کرلو"..... عمران نے
 سخت خشک لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں"..... کرئل درگادام نے حیرت سے
 بچتے ہوئے کہا، لیکن دوسرے لمحے وہ بھیاٹک انداز میں جھٹکتا ہوا اچھل کر

اور جاگرا۔ عمران کا بازو پھٹکی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اس کا پھر پور قبضہ
 کرئل درگادام کے ہجرے پر اس طرح پڑا تھا کہ فحس جسم دکنے کے باوجود

وہ کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا دو فٹ دور جاگرا تھا اور اس کے ساتھ ہی
 کرہ مشین پشتر کے مخصوص دھماکوں اور کمرے میں موجود ان چاروں دیو

کامت جلاؤں کی بیٹیوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ حتمی اور صدیقی کی
 طرف سے ہوتی تھی۔ کرئل درگادام نیچے گرتے ہی پھٹکی کی سی تیزی سے

اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور کرئل درگادام
 بازو دھپکنے کی کوشش کے عمران کے قبضہ کی ضرب سے نہ بچا۔ اور ایک

بار پھر جھٹکا ہوا اچھل کر نیچے جاگرا۔ مگر دوسرے لمحے کرہ ایک بار پھر مشین
 بھل کی آواز سے گونجا اور نیچے گر کر فھٹنے کی کوشش کرتا ہوا کرئل درگ

ادام ایک بار پھر دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کی کھوپڑی سینکڑوں حصوں

ہاں اس دفتر میں میز پر چھوڑ آیا تھا۔..... عمران نے کہا اور کمپینٹن ہٹیل نے اشیات میں سر ملادیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ کرنل درگا رام کی یونیفارم پہن چکا تھا۔ عمران نے جیب سے ایک پیسٹا سا باکس نکالا اور اسے کھول کر اس نے کمپینٹن ہٹیل کے چہرے پر میک اپ شروع کر دیا۔ اس دوران باقی ساتھیوں نے ان چاروں کو ان کے لباس پہنا دیئے۔

”چلو اب ان فرنیچوں کو اٹھاؤ اور اس دفتر میں لے چلو۔.....“ عمران نے میک اپ سے فارغ ہو کر کہا۔ صفدر اس دوران ایک جھوٹا لیکن انتہائی طاقتور وائرلیس چارجر بم اس ٹارجر سیل میں ایک مناسب جگہ پر فٹ کر کے اسے آن کر چکا تھا، اس لئے وہ بھی ان کے ساتھ ہی اس ٹارجر سیل سے باہر آگیا۔ دفتر میں پہنچ کر کمپینٹن ہٹیل نے میز پر موجود کرنل کی کیپ اٹھا کر سر پر رکھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے بائیں کنارے پر لگی ہوئی گھنٹی کے مخصوص بٹن کو پریس کر دیا۔ سچو لٹھوں بعد دروازہ کھلا اور ایک فوقی اندر داخل ہوا۔ اس نے جیسے تو حیرت سے دروازے کی سائٹ پر ہڑے کر رہے ہوئے ان چاروں مقامی افراد کو دیکھا اور پھر امن شن کھرا ہو گیا۔

”ان چاروں کی سینڈیج کرنی ہے۔ جاؤ بندوبست کرو۔.....“ کمپینٹن ہٹیل کے بولنے سے جیسے ہی عمران نے اس آنے والے فوقی سے مخاطب ہو کر کہا اور کمپینٹن ہٹیل نے صرف اشیات میں سر ملادیا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ میا ڈاکٹر بھیم کو بلاتا ہوں سر۔.....“ فوقی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں ہٹ کر فرش پر پھیل گئی تھی۔

اس بھڑیے کو اتنی آسان موت کیوں مارا ہے تم نے۔.....“ عمران نے مڑ کر انتہائی سخت لہجے میں حور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں اس بھڑیے کو مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔.....“ حور نے بھی خراستے ہوئے جواب دیا۔

”بہر حال اب ان چاروں کو نیچے اتار دو اور صفدر تم ایسا کرو کہ اس ٹارجر سیل میں چارجر بم لگا دو۔.....“ عمران نے کہا اور دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے ان چاروں مظلوم افراد کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی آگے بڑھے اور ہاتھ لٹھوں بعد انہیں اتار کر نیچے لٹا دیا گیا۔

”ان لوگوں کے لباس ادھر کونے میں پڑے ہیں وہ انہیں پہنا دو۔ ویسے اگر تم کرنل درگا رام کو نہ مارتے تو میں پہلے ان کی سینڈیج وغیرہ کرانا لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے اس لئے ہمیں انہیں ساتھ لے کر بلانا ہو گا۔.....“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب باہر فوقی موجود ہیں وہ ہمیں ان کے ساتھ کیسے جانے دیں گے۔.....“ صفدر نے کہا۔

”ارے ہاں کمپینٹن ہٹیل جہاد اقد و قاست اس کرنل سے ملتا ہے۔“ حور نے عقل مند کی ہے کہ اس کی کھوپڑی اڑا دی ہے اس لئے اس کی یونیفارم محفوظ ہے۔ تم کرنل درگا رام بن سکتے ہو۔ میک اپ باکس میرے پاس موجود ہے۔ میں جہاد اچھرہ تبدیل کرتا ہوں بالوں کا رنگ اور سٹائل بدلنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سر پر کیپ آجائے گی جو یہ

ٹھیکلے نے کہا۔

”یہ سر..... اس فوجی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا اور واقعی پانچ منٹ بعد وہ چاروں پوری طرح ہوش میں آکر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے، لیکن ان کے جھروں پر تکلیف اور خوف کے اثرات جیسے بچہ ہونے نظر آ رہے تھے وہ بچپن کی آٹکھوں سے سب کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے پہلی بار انہیں کچھ نظر آنے لگا ہو۔

”کھڑے ہو جاؤ..... کیپٹن ٹھیکلے نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ چاروں لڑکھواتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”اپنے نام بتاؤ..... کیپٹن ٹھیکلے نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”میرا نام عاصم ہے۔ اور یہ نادر ہے۔ یہ سکندر اور یہ الفت دین ہے۔ ہم بے قصور ہیں جناب ہمارا بچاؤ دین سے کوئی تعلق نہیں ہے..... ایک آدمی نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

”ہمیں یقین آ گیا ہے۔ لیکن ابھی ہم نے مزید تحقیق کرنی ہے اس لئے تم ہمارے ساتھ جاؤ گے اور سنو۔ اگر تم نے راستے میں کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف تم بلکہ تمہارے پورے خاندانوں کو جلا کر رکھ دیا جائے گا..... کیپٹن ٹھیکلے نے اجنبی فوجیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم کوئی حرکت نہیں کریں گے جناب..... عاصم نے کہا اور کیپٹن ٹھیکلے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وہی فوجی اندر داخل ہوا۔

”تم کرنل کے لہجے میں بولو..... عمران نے فوجی کے جاتے ہی کیپٹن ٹھیکلے سے کہا۔

”مجھے اس درندے کے روپ میں بھی اپنے آپ سے شرم آ رہی ہے..... کیپٹن ٹھیکلے نے کرنل درگادام کے لہجے میں بت کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے سمجھانا شروع کر دیا اور کیپٹن ٹھیکلے نے تھوڑی سی پریکٹس کے بعد کرنل درگادام سے ملتا جلتا لہجہ اور آواز بنائی تو عمران مطمئن ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک فوجی ڈاکٹر اور اس کے پیچھے اس کے دو انٹرنٹ اندر داخل ہوئے۔

”ڈاکٹر ان کی بیٹھک کر دو۔ میں نے انہیں فوری طور پر ساتھ لے جانا ہے..... کیپٹن ٹھیکلے نے کہا۔

”یہ سر..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے بیگ کھولا اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس نے بیٹے انہیں کئی آنکھیں لگائے پھر اس نے ان کے لباس اتارے۔ ان کے زخموں پر ادویات لگا کر باقاعدہ بیٹھک کی اور ایک بار پھر ان کو لباس پہنا دیا۔

”سر پانچ منٹ بعد یہ پوری طرح ہوش میں آجائیں گے..... ڈاکٹر نے بیگ بند کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے..... کیپٹن ٹھیکلے نے مختصر سے الفاظ میں کہا اور ڈاکٹر اور اس کے انٹرنٹ دفتر کے باہر جانے کے بعد اس نے ایک بار پھر گھنٹی کا بزن بدایا۔ دروازہ کھلا اور وہی فوجی دوبارہ اندر داخل ہوا۔

”جیب تیار کر آؤ مجھے ان لوگوں کے ساتھ جانا ہے..... کیپٹن

”جیپ تیار ہے جناب“..... اس نے سوہانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں میجر.....“ کپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے سامنے بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں علی“..... عمران نے کہا۔

”انہیں ساتھ لے چلو اور جیپ میں بٹھاؤ۔“ کپٹن شکیل نے اس فوجی سے کہا اور وہ ان لوگوں کی طرف مڑ گیا۔

”چلو.....“ اس فوجی کا لہجہ ان مقامی افراد سے مخاطب ہوتے ہی بدل گیا تھا۔ اب وہ کسی بھیدیتے کی طرح غرا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دو جیپیں آگے بڑھتی ہوئیں اس چھاؤنی سے باہر آگئیں..... پہلی جیپ کو کپٹن شکیل بطور کرنل درگا رام بذات خود چلا رہا تھا اور چاروں زخمی اسی جیپ میں تھے۔ البتہ سائیلی سیٹ پر عمران بٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر حور اور سائیلی پر صفدر تھا جب کہ باقی ساٹھی عقبی سیٹوں پر سوہوہو تھے۔ کرنل درگا رام کا رعب دو دہہ ایسا تھا کہ کسی نے بھی راستے میں کوئی اشارہ کرنے یا روکنے کی جرأت تک نہ کی تھی۔

”اب کہاں جانا ہے“..... کپٹن شکیل نے چھاؤنی سے باہر نکلتے ہی عمران سے پوچھا۔ لہجہ وہی درگا رام جیسا ہی تھا۔

”فی الحال تو شہر سے باہر نکلو۔ کسی بھاڑی علاقے میں ور نہ کرنل درگا رام کی جیپ کی فوراً ٹھہری ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور کپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہٹا دیا۔ دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھتی دوڑتی

ہوئیں شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ شہر سے کافی دور نکل آنے کے بعد عمران کے اشارے پر کپٹن شکیل نے سڑک سے جیپ نیچے اتاری اور بھاڑی راستے پر اسے ڈال دیا۔ پیچھے آنے والی جیپ بھی ان کی پیروی کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک دران بھاڑی علاقے میں پہنچ کر انہوں نے جیپیں روکیں اور پھر وہ سب جیپوں سے نیچے اتر آئے ان چاروں مقامی افراد کو بھی نیچے اتار دیا گیا۔ وہ ابھی تک کہے ہوئے اور انتہائی شوخ و دھوا تھے اور سارے راستے آہستہ آہستہ کر رہے ہوئے آئے تھے۔

”اب وہ ہم ڈی چارج کر دو تاکہ ہمارے مشن کا باقاعدہ افتتاح تو ہو سکے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے مقامی زبان میں صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ سے ایک جھوٹا ساریوٹ کنٹرول آلہ نکالا۔

یہ نیچے دو..... میں مشکباری ہوں اس لئے اس مشن کا افتتاح کرنا میرا حق ہے.....“ حور نے کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے آلہ حور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حور کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے آلے پر سوہوہو ایک بٹن دبایا تو آلے پر سوہوہو سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور حور نے دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ سبز رنگ کا بلب ایک جھماکے سے سرخ ہوا اور پھر بجھ گیا اور حور نے بے اختیار آلے کو چوم کر ایک طرف گھبراتے ہوئے بھاگ دیا۔ دوسرے لہجے دور سے انتہائی ہولناک دھماکوں اور گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پورا راجہوٹی شہر اچانک کسی فحشہ آتش فشاں کی طرح اچانک

پھٹ پڑا ہو۔

”اوہ تو اس جھڑائی میں اسلحہ کا ذخیرہ بھی تھا“..... عمران نے کہا اور سب نے اذیت میں سر ہلا دیے۔

”اب یہ نیثار مزار اور انہیں جیسوں میں ڈال کر جیسیں گہرائی میں دھکیل دو۔ ان جیسوں کی تلاش ابھی شروع ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی یہ نیثار مزار بھی امانی شروع کر دی۔

”آپ۔ آپ کون ہیں“..... ان مقامی افراد نے جو اچھائی حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ ایسے لگے میں پوچھا جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہمہاں مجاہدین کی امداد کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے یہ فوجی جھڑائی بھی الڑدی ہے اور اس سفاک دعوے کر تل درگاہرام کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ہم جنہیں اس جھڑائی سے نکال لائے ہیں اب تم لپٹے لپٹے گھروں کو جا سکتے ہو بلکہ بہتر یہی ہے تم راہولی سے کسی اور شہر کی طرف نکل جاؤ“..... عمران نے کہا۔

”مگر کمر کر تل“..... عاصم نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کیپٹن فٹیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ کمر تل کے میک اپ میں ہے۔ اور یہ میک اپ ہمیں اس لئے کرنا پڑا ہے تاکہ تم چاروں کو وہاں سے نکالا جاسکے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ باکس کیپٹن فٹیل کی طرف بڑھا دیا تاکہ وہ اس کی مدد سے کمر تل درگاہرام کا میک اپ امانہ سکے۔ عمران کے سب

ساتھیوں نے یہ نیثار مزاریں انہیں جیسوں میں ڈالا اور پھر مل کر انہیں نے جیسوں کو گہرائی میں دھکیل دیا۔ دھماکوں کے ساتھ دونوں جیسیں گہرائی میں گر کر پھٹیں اور پھر دھوا دھڑکنے لگ گئیں۔

”سنیں اب ہمیں یقین آ گیا ہے آپ واقعی کافرستانی فوجی نہیں ہیں۔ آپ میرے ساتھ پٹلیں میرا تعلق واقعی مجاہدین کے ایک گوربلا گروپ ار حمت سے ہے۔ ہمارا سردار علی شاہ آپ کو جہاں ہر ممکن مدد دے سکتا ہے“..... عاصم نے آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”نہیں فی الحال ہمارے پاس کہیں جانے کا وقت نہیں ہے ہم نے ایک اور مشن مکمل کرنا ہے تم مجھے اپنے سردار کا پتہ بتا دو ہم فارغ ہوتے ہی اس سے مل لیں گے“..... عمران نے کہا۔

”جہاں سے قریب ہی ہمارا اڈہ ہے جہاں آپ ہمارے ساتھ پٹلیں۔ اب آپ کا شہر جانا انتہائی خطرناک ہو گا۔ وہاں موجود فوج اور پولیس اب پاگل ہو چکی ہوگی اور ہر اس آدمی کو گولی مار دیں گے جو انہیں سڑک پر نظر آئے گا“..... عاصم نے جواب دیا۔

”یہ درست کہہ رہا ہے فوجی جھڑائی کی اس طرح جابجا واقعی ان لوگوں کو پاگل کر دے گی“..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے چلو“..... عمران نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔ باقی تینوں عام لوگ تھے اس لئے عاصم کے کہنے پر وہ واپس چلے گئے جب کہ عاصم انہیں ساتھ لے ہوئے جہازوں کے اندر آگے بڑھنے لگا۔ عاصم سے جو تھک پوری طرح چلائے جا رہا تھا اور ان چاروں میں سے وہی سب سے زیادہ

میں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں..... آپ نے واقعی ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس فوجی جھاذی کی جہابی سے تحریک کو چھپانے کا عہد قوت ملے گی۔ لیکن آپ پاکیشیا سے یہاں پہنچے ہیں اور آپ نے یہاں کارنامہ بھی سرانجام دے دیا جبکہ ہمیں اس کی خبر تک نہ ہو سکی۔ ویسے مجھے علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا انتظار تھا میں نے اپنی پوری ضخیم کواکب رکھا ہے کہ جیسے ہی علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا چہ چلے مجھے فوراً اطلاع دیں۔ کیا آپ کا تعلق بھی علی عمران صاحب اور اس کے ساتھیوں سے ہے یا آپ کا علیحدہ گروپ ہے؟..... علی شاہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ علی عمران سے واقف ہیں؟..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کاش میں ان جیسے عظیم انسان سے واقف ہوتا تو مجھے یقیناً اپنے آپ پر فخر ہوتا۔ کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹارنہ لاجبٹ فیصل جان میرا دوست ہے میں اسلحہ کے حصول کے لئے شفیق طور پر کافرستان جاتا رہتا ہوں اور فیصل جان کی مدد سے جی ایم ایتھانی خطرناک اسلحہ سسٹم داموں خرید کر لے آتے ہیں فیصل جان نے مجھے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ بلیک ہاؤسز کے خاتمے کے لئے مشابہت رکھتے ہوئے ہیں اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے پاس نے انہیں نادر گروپ کی فہ دی ہوئی ہے۔ میں نے نادر گروپ کے چیف یعقوب کو بھی کہا ہوا ہے کہ

”جی بھی تھا اس لئے مسفر نے اسے سہارا دے رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ویران پہاڑی میں پہنچے تو عاصم رک گیا اور پھر اس نے منہ میں دو انگلیاں ڈال کر مخصوص انداز میں سینی بھائی تو دور سے اسی طرح سینی پچنے کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آواز پہاڑی کے ہر پتھر سے نکل رہی ہو۔ عاصم نے دوبارہ سینی بھائی لیکن اس بار آواز مختلف تھی اور چند لمحوں بعد ایک پتھان کی اوٹ سے ایک آدمی ہاتھ میں مٹین گن اٹھائے کود کر سلسلے آیا اور پھر تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم۔ تم عاصم۔ تمہیں تو وہ کرل پکڑ کر لے گیا تھا..... اس آدمی نے قریب آکر حیرت سے عاصم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں..... مگر دیکھ لو اس کے باوجود ہم یہاں زندہ سلامت کھڑے ہیں اور فوجی جھاذی بھی تباہ ہو چکی ہے اور خونی بھیڑیا بھی ہلاک ہو چکا ہے یہ ہمارے پاکیشیا سہمان ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا ہے میں انہیں سردار سے ملانے لے آیا ہوں“..... عاصم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر تو یہ ہمارے محسن ہوئے..... آؤ..... اس آدمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک زر زمین اڈے میں پہنچے تھے۔ یہ اڈہ خاصا وسیع و عریض تھا اور جہاں چار آدمی موجود تھے جن میں سے ایک لمبا لٹکا اور بڑی بڑی موٹھوں والا سردار علی شاہ تھا۔ عاصم نے جب سردار علی شاہ کو پورا حال سنایا تو وہ ایتھانی خلوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملا۔

ہوئے کہا۔

”ذیل۔ میں نے جہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوج اس کی دکان سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اچانک فوجی چھاؤنی خوفناک دھماکوں سے جہاں ہو گئی۔ ہاں خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ چھاؤنی میں موجود تقریباً نصف دو سو فوجی ہلاک ہو گئے ہیں جو چند زخمی حالت میں ملے ہیں۔ انہوں نے پولیس کو بتایا ہے کہ تباہی سے قبل کرنل درگزارام چار مقامی افراد پر نارجر سیل میں تار پھنگ کر رہا تھا کہ ایک فوجی جیب میں پانچ سچے فوجی افسر وہاں پہنچے اور پھر انہیں کرنل کے پاس لے جایا گیا۔ اس کے بعد کرنل درگزارام نے ان چاروں آدمیوں کی پینڈنگ کرنل کی اور انہیں جیب میں بٹھا کر اپنے ساتھ چھاؤنی سے باہر لے گیا۔ وہ فوجی جو آئے تھے وہ بھی اس کے ساتھ دوسری جیب میں چلے گئے اس کے بعد اچانک چھاؤنی میں خوفناک دھماکا ہوا اور پھر یہ دھماکے بڑھتے چلے گئے کیونکہ وہاں اسلحے کا ایک خفیہ ڈپو بھی تھا۔ بہر حال سب کچھ تباہ ہو گیا ہے اور شہر میں کر فیو لگا دیا گیا ہے۔ سیری حیثیت کا جہیں علم ہے اس لئے میں نے بہر حال معلومات حاصل کر لی ہیں کہ وہ چار آدمی جو نارجر سیل میں تھے ان میں سے ایک عاصم تھا جس کا تعلق تم سے ہے۔ میں نے جہیں کال اس لئے کیا ہے کہ شاید جہیں معلوم ہو کہ کرنل درگزارام عاصم کو لے کر کہاں گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عاصم کو کرنل وہیں لے گیا ہو گا جہاں انہوں نے اسے کور کیا ہو گا اور“

..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

جیسے ہی یہ لوگ ان سے رابطہ کریں مجھے ان کے متعلق ضرور بتایا جائے۔ ویسے فیصل جان نے پہلے عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے ان سے بے پناہ عقیدت ہو گئی ہے لیکن ابھی تک ان کے متعلق کہیں سے بھی کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ اب آپ نے کہا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور عاصم نے جس طرح قہر کے کارنامے کے متعلق بتایا ہے تو مجھے عمران صاحب اور ان کے ساتھی یاد آ گئے ہیں۔ علی شاہ نے اچھائی عقیدت مجھ سے کیے میں کہا۔

تم تو عمران کے متعلق ایسے بات کر رہے ہو جیسے وہ جہاں رہے ہو..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب تو بہت عظیم انسان ہیں۔ معتقدیوں کی مدد کے لئے اگر کوئی چھوٹا آدمی بھی کوئی کام کرے تو میں اس کے ہر دھوکہ پر پنا اپنے لئے فخر محسوس کروں گا“..... علی شاہ نے اچھائی جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک اڑے کے ایک کونے سے ٹرانسمیٹر کی تیز آواز سنائی دی اور علی شاہ چونک کر مڑ اور تیزی سے اس کونے کی طرف بڑھ گیا عمران بھی ادھر متوجہ ہو گیا۔ وہاں کونے میں واقعی ایک جدید قسم کا ٹانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا علی شاہ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔

”ہیلو ہیلو اے۔ اے۔ ٹو کالنگ ذیل اور“..... بٹن دباتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

”ہیس..... ذیل ٹانگ یو اور“..... علی شاہ نے جواب دیتے

منع کرتے ہوئے خود بین دبا کر بات کی۔

”ہیلو میں وہی پاکہیشانی مہکنت بول رہا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس وقت ڈیل کے ایک خفیہ اڈے میں موجود ہوں۔ چھانڈنی کو ہم نے جہاد کیا ہے اور عاصم اور اس کے ساتھ تین دوسرے افراد کو بھی ہم چھانڈنی سے نکال لائے ہیں۔ کرنل درگہ رام کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جو کرنل درگہ رام چھانڈنی سے باہر گیا تھا وہ ہمارا ساتھی تھا جس پر ہم نے کرنل درگہ رام کا میک اپ کیا ہوا تھا۔ میں تمہیں یہ باتیں اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہم کافرستانی فوج کے مہکنت نہیں ہیں اگر چہارا مطلب اے سے آصف ہے تو پھر واقعی یہ حیران کن بات ہے کہ آصف کو کیوں اغوا کیا گیا ہے اور کس نے کیا ہے۔ تم ہمیں بتاؤ کیا آئیڈیا ہے کہ آصف کہاں ہو سکتا ہے۔ اسے چھانڈنا ضروری ہے اور“.....

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اوہ سر..... چھو تو واقعی جو کچھ میں سوچ رہا تھا وہ غلط تھا۔ آصف صاحب کے اغوا کے بعد ایک اور بات کا مجھی پتہ چلا ہے کہ راہولی شہر کے محققین طرف بہاولپور میں آصف کے چھارہ مت علی کی لاش بھی دستیاب ہوئی ہے۔ وہ کھائی میں گر کر ہلاک ہوا ہے۔ اس کے جسم پر کسی گولی کا نشان نہیں ہے، لیکن میری کچھ میں یہ بات نہیں آئی کہ رحمت علی کہاں کا قیدی پاشدہ ہے۔ اس آدمی کا کھائی میں گرنے کا حیرت انگیز ہی کہا جاسکتا ہے میں نے اپنے ایک آدمی کو رحمت علی کی ہستی میں بھیجا تو وہاں سے ایک نئی اطلاع ملی ہے کہ وہاں ایک آدمی پہنچا جس نے اپنے آپ کو کافرستانی

”اے پر تو آج تک کسی کو شک ہی نہ ہو سکا تھا اور بڑے بڑے فوجی افسر اس کے دوست تھے۔ پھر اپنا تک یہ کہنے ہو گیا اور“..... علی شاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں چھانڈنی بات درست ہے، لیکن دراصل ایک اور پیکر چل گیا ہے جس کی وجہ سے مجھے زیادہ فکر لاحق ہو گئی ہے۔ اے۔ اے۔ سے اپنا تک چند پاکہیشانی مہکنت ملے۔ اور حریف نے دھکم سے ان کی خبر پورہ کر کے کی بدانت کروی اور۔ اے نے انہیں اپنے ایک خاص اڈے میں رکھا اور۔ اے کے کہنے پر میں نے ایک فوجی جیپ بھی اڑا کر اس اڈے پر پہنچائی اور فوجی یونیفارمز بھی مہیا کر دیں اور میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق چھانڈنی میں جانے والی جیپ وہی تھی جو میں نے حاصل کی تھی لیکن بعد کی جو رپورٹ ملی اس کے مطابق تو ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ یہ لوگ دراصل کافرستانی فوجی ہی تھے۔ تبھی تو کرنل درگہ رام ان سے ملا بھی اور پھر ان کے ساتھ چھانڈنی سے باہر گیا، اور ان کے چھانڈنی سے باہر جانے کے بعد ہی۔ اے کو بھی فوجی اٹھا کر لے گئے ہیں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پاکہیشانی مہکنت..... چھانڈنی نے بھی ان سے تعاون کیا بدانت کی تھی کیا تم درست کہہ رہے ہو اور“..... علی شاہ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ اسی لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر علی شاہ کو بولنے سے

گاہ اور اس نے یقیناً رحمت علی کو ہلاک کیا ہوگا اور رحمت علی نے ہی ہمیں آصف سے ملوایا تھا اس لئے اس نے رحمت علی سے اس بارے میں معلوم کر لیا ہوگا۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ اگر آصف زندہ ہے تو ہم جلد ہی اسے برآمد کر لیں گے اور..... عمران نے کہا۔

”میں خود بھی کوشش کر رہا ہوں، جناب۔ اگر مجھے آصف صاحب کے متعلق معلوم ہو تو میں یہاں اطلاع کر دوں گا۔ اور اگر آپ کو اس کا پتہ چل جائے تو آپ پلیز ذوالفقار کو بتا دیں وہ مجھے کال کر دیں گے اور پھر میں انہیں چھوڑنے کی کوشش کروں گا اور ایڈڈ آف..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ شتم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آپ کا نام ذوالفقار ہے..... عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے علی شاہ سے پوچھا۔

”جی ہاں میرا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ ویسے عام طور پر میں علی شاہ کے نام سے مشہور ہوں تو کیا آپ..... علی شاہ نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ہاں..... میرا ہی نام علی عمران ہے..... عمران نے کہا تو علی شاہ بے اختیار اچھل پڑا..... اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

”اودہ وہ مجھے پہلے ہی شک ہو رہا تھا ورنہ کوئی عام بکثرت کبھی بھی اس طرح اس چھادنی کو تباہ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ہمارا ساتھی ماسم ان کی قیدی

فور کا افسر بتایا۔ رحمت علی کی بیٹی مبارہ اور بستی کے لوگوں سے اس نے پوچھا کہ چھ فوجی ادھر آئے ہیں اور بستی والوں نے انہیں چھپا رکھا ہے لیکن جب بستی والوں نے انکار کیا تو اس نے پوری بستی کو جلاسنے کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس وقت رحمت علی وہاں پہنچ گیا اور رحمت علی نے اسے بتایا کہ اس نے چھ سیارہ بٹوں کو دور سے پہاڑوں کے اندر راہولی کی طرف جاتے دیکھا ہے جس پر وہ افسر رحمت علی کو ساتھ لے کر راہولی کی طرف چل پڑا اور اس کے بعد آصف صاحب بھی اسوا ہو گئے اور رحمت علی کی تلاش بھی ملی اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران یہ بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

”اس افسر کا کوئی حلیہ و فیروہ معلوم ہوا ہے اور..... عمران نے پوچھا اور جب جواب میں دوسری طرف سے علیہ بتایا گیا تو عمران کے ہونٹ بے اختیار ہلچلے کیونکہ یہ صورتحال منور کا حلیہ تھا جسے وہ غار میں مردہ چھوڑ آئے تھے۔

”جہاں انام کیا ہے اور..... عمران نے پتہ لھوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”میرا نام عابد ہے جناب میں آصف صاحب کا اسسٹنٹ ہوں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر سنو وہ افسر ہیک باؤڈز کے سیکشن فور کا چیف منوہر ہے۔ ہم اسے ایک غار میں مردہ کچھ کر چھوڑ آئے تھے وہ ہمارے متعلق ہی پوچھ رہا تھا۔ یقیناً ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے اسے مردہ کچھ لیا تھا، وہ زندہ ہو

”کرفیو کے دوران چیکنگ فوج کر رہی ہوگی یا پولیس“..... عمران نے پوچھا۔

”دونوں“..... علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”عمران یہ وقت سوچنے کا اور پلاننگ کا نہیں ہے۔ اگر ہم نے آصف کو واقعی چھوڑنا ہے تو ہمیں اس کے لئے کوئی اندھا اقدام کرنا ہوگا“..... یکتا حور نے کہا۔

”علی شاہ تم ہمیں پولیس یو نیفارمز میا کر سکتے ہو“..... عمران نے علی شاہ سے پوچھا۔
 ”اس وقت تو ممکن نہیں ہے“..... علی شاہ نے جواب دیا۔

”او۔۔۔۔۔ کے پیر ایسا کرو کہ ہمیں وہاں تک پہنچا دو جہاں سے چیکنگ شروع ہوتی ہے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے۔ اسے ہاں عابد کہہ رہا تھا کہ اس کی کوئی خاص حیثیت ہے۔ کیا حیثیت ہے اس کی“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ فوجی خبر ہے اور بظاہر ہندو بنا رہتا ہے“..... علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہاں آسکے گا“..... عمران نے پوچھا۔
 ”نہیں اس وقت اس کا ہاں آنا خطرناک ہوگا۔ البتہ میں آپ کو اس کے ایک خاص اڈے تک پہنچا سکتا ہوں“..... علی شاہ نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ چلو ہمیں اسے تو نکلیں اور ہمیں اسلحہ بھی چاہیے“..... عمران نے کہا۔

میں تھا اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ لوگ سفاک درندے ہیں لیکن ہم میں بھی جرئت نہ تھی کہ ہم اس جھاد فی سبیلہ کر سکتے“..... علی شاہ نے کہا۔
 ”باتیں بعد میں ہوں گی پہلے آصف کی برآمدگی ضروری ہے ورنہ نادر گروپ کا خاتمہ ہو جائے گا“..... عمران نے اچھائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”اس کی آپ فکر نہ کریں آصف کی چاہ ہے وہ لوگ ایک ایک یونیٹ علیحدہ کر دیں اس کی زبان نہ کھلے گی لیکن اس کے باوجود آصف کی برآمدگی ضروری ہے کیونکہ اس کی وجہ سے مجاہدین کی تحریک کو بے حد قوت حاصل ہے اور اس مسئلے میں آپ جو بھی پلاننگ بنائیں، میں اور میرا پورا گروپ غلاموں کی طرح آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا“..... علی شاہ نے کہا۔

”اب منہر کے سامنے آنے کے بعد یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ آصف کو بلیک باؤنڈز نے اغوا کیا ہے۔ میں نے کرنل روگرا م سے ان کا مقامی اڈہ معلوم کر لیا ہے۔ یہ اڈہ راجہ ہٹ بازار کے آخری سرے پر خاکی رنگ کی عمارت ہے۔ آصف کو قید خانہ میں رکھا گیا ہوگا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ شہر میں کرفیو نافذ ہے اس لئے ہمارا وہاں تک پہنچنا ہی اصل مسئلہ ہوگا۔ کیا تم کوئی ایسا راستہ بتا سکتے ہو جس سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں تک پہنچ سکیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ راجہ ہٹ بازار تو شہر کے وسط میں ہے۔ وہاں تک پہنچنے پہنچنے ہمیں سینکڑوں جگہ پر چیک کیا جائے گا“..... علی شاہ نے اچھائی یاوہ سانس لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسلحہ مل جائے گا۔ اس کی آپ فکر نہ کریں۔“..... علی فہام نے کہا
اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جسہ فہام آصف کی کر بناک چیتوں سے گونج رہا تھا۔ آصف کی حالت
اجنبائی و گڑگوں ہو رہی تھی اس کا پورا جسم ڈھموں سے پر تھا۔ سہرہ اس قدر
سوچ گیا تھا کہ اس کی آنکھیں بھی غائب ہو گئی تھیں۔ اس کے جسم پر جگہ
جگہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ کمرے کے درمیان ڈھیریوں سے ہوا میں لٹکا
ہوا پانی سے نکلنے والی پھلی کی طرح چپ رہا تھا۔ اس کے سلسلے سنوہر اور
گود روکھڑے تھے۔ سنوہر کے ہاتھ میں ایک خاردار کوڑا تھا۔ جب کہ گود
کے ہاتھ میں ایک خون آلود شہر تھا۔

’یوہو..... کہاں ہیں وہ پاکیشیائی لٹننٹ کہاں چھپا یا ہے تم نے
انہیں۔‘..... سنوہر نے عیسے سے پچھتے ہوئے کہا۔
’مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔‘..... آصف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

’تم کیا جہادی روح بھی بنائے گی۔‘..... سنوہر نے پچھتے ہوئے کہا۔

سے اڑ گئی ہے۔..... کو رو نے اجنبائی دہشت زدہ لہجے میں کہا تو منوہر
جی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“
..... منوہر نے حیرت سے پچھتے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب شہر پر قیامت گزر گئی ہے۔ نہ صرف
جھاڑنی بلکہ فوج کے ڈیڑھ دو سو سپاہی بھی مر گئے ہیں اور یہاں موجود فوج
اور پولیس اس وقت اجنبائی خوفزدہ نظر آ رہی ہے، لیکن سب سے حیرت
انگیز بات یہ ہے کہ کرنل دوگرا رام اس جگہ سے بچے جھاڑنی سے باہر چلا
گیا اور اب تک اسے تلاش نہیں کیا جاسکا۔..... کو رو نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وری دیڈ یہ سلاش ہے۔ کوئی بہت بڑی سازش۔ تجھے یقین
ہے کہ یہ ان پاکستانی سپاہیوں کا ہی کیا دھرا ہوگا۔ آؤ میرے ساتھ ہمیں
فوراً وہاں پہنچ کر ان کو تلاش کرنا ہے۔ منوہر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم
اٹھاتا چہرہ خانے سے نکل کر رابدری میں سے گزرنا ہوا اور بھاتی ہونی
سیڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ چکا تھا۔

”جناب جناب..... ہم نے ایک ٹرانسمیٹر کال کچ کی ہے۔ جناب اس
میں جھاڑنی کی جگہ کا ذکر موجود ہے۔..... ایک آدمی نے تیزی سے اس
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کو رو اور منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ اوہ..... کہاں ہے اس کی پیپ..... تجھے سفاقت..... منوہر نے
پچھ کر کہا اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ کو رو بھی اس کے ساتھ تھا اور

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر پاگوں اور وحشیوں کی طرح
آصف پر کوڑے برسائے شروع کر دیے اور آصف کی اجنبائی کی بناک
جنتوں سے کرہ لڑنے لگا وہ بار بار بے ہوش ہوتا۔ پھر کوڑے کی ضربوں
سے ہوش میں آکر پچھتے لگ جاتا۔

”اس کے پیروں کے نیچے آگ جلاؤ کو رو۔ اس کے پورے جسم کا
گوشت جلا ڈالو میں دیکھتا ہوں یہ کب تک برداشت کر سکتا ہے۔“
منوہر نے پچھتے ہوئے کہا اور پھر نیچے ہٹ کر وہ پاپٹے لگا۔
”باس اگر آپ کہیں تو میں اس کے دشمنوں میں مر رہیں اور ملک بھر
دوں۔“ کو رو نے کہا۔

”ہاں..... ٹھیک ہے..... لے آؤ مر رہیں اور ملک لے آؤ۔“
منوہر نے پچھتے ہوئے کہا اور کو رو تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔

”تم بتاؤ گے۔ ضرور بتاؤ گے۔“ منوہر نے زنجیروں سے لٹکے
ہوئے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کچھ نہیں جانتا۔..... آصف کے منہ سے آہستہ آہستہ
الفاظ نکلے اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”نجانے یہ لوگ کسی مٹی کے بنے ہوئے ہیں..... زبان ہی نہیں
کھولتے۔“ منوہر نے ہنست ہنست پچھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک
دھماکے سے کھلا اور کو رو بھاگتا ہوا اندر آیا۔

”جناب جناب غضب ہو گیا۔ پوری جھاڑنی اسلحہ ڈاؤ سمیت دھماکے

تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور جھوٹے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں دیوار کے ساتھ ایک بڑی مٹین نصب تھی اور دو آدمی اسے آپسٹ کر رہے تھے۔
 ”لگاؤ وہ سیپ“..... کورونے کہا۔ اور ان میں سے ایک نے سر ہلاتے ہوئے یٹن دبا دیا۔

”ایلو ایلو اے۔ اے۔ نو کالنگ ڈیٹ اوور“..... ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

”یہ تو واقعی پراسرار کال ہے جو اکثر سنائی دیتی رہتی ہے لیکن قریب تک ٹریس نہیں ہو سکی“..... کورونے ہوش بیچتے ہوئے کہا۔

”یس ڈیڈ انڈرلنگ یو اوور“..... چند لمحوں کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

”ڈیڈ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوجی اس کی دکان سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اچانک فوجی جھڑائی خوفناک دھماکوں سے جلا ہو گئی..... اے۔ اے۔ نو اس طرح بات کر رہا تھا جیسے وہ کسی کو تفصیلی رپورٹ دے رہا ہو۔ منوہر کے ہونٹ بھیج گئے تھے اور جبرہ مست گیا تھا لیکن وہ خاموشی سے سیپ سننا رہا اور پھر جب درمیان میں اس پاکیشیائی مینٹ کی آواز ابھری تو منوہر بے اختیار اچھل پڑا۔ کورونے جبرے پر بھی حیرت تھی کیونکہ وہ تفصیل بتاتی جا رہی تھی اس سے اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ قریب درگاہ کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور جھڑائی بھی ان پاکیشیائی مینٹوں نے ہی جہاد کی ہے۔

”ہو نہہ..... تو میرا خیال درست لگا یہ کارروائی پاکیشیائی مینٹ نے کی ہے اور یہ آصف جو کچھ نہیں بتا رہا۔ اب اس کا نام بھی سانسے آگیا ہے۔ یہ گروپ لیڈر ہے اور اس کی وجہ سے ان پاکیشیائی مینٹوں کو جھڑائی جہاد کرنے کا موقع ملا ہے“..... منوہر نے دامت پیسے ہونے کہا۔
 ”اے گولیوں سے جھلنی نہ کر دیا جائے“..... کورونے کہا۔

”نہیں یہ ہمارے پاس قریب کا پتہ ہے۔ اب اس کے ذریعے ہم ان پاکیشیائی مینٹوں کا سرخ رنگ لیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس کے جسم میں ایس۔ ایس ڈی کا فون لگا دو اور اسے اس کی دکان پر پہنچا دو۔ لازماً یہ پاکیشیائی مینٹ اس سے ملے گی اور اس طرح ہم انہیں آسانی سے ٹریس کر لیں گے“..... منوہر نے کہا۔

”اوہ یس ہاس..... یہ بہترین ترکیب ہے“..... کورونے مسرت جبرے لگے میں کہا اور منوہر نے سر ہلا دیا۔

”اس کی پیروی بھی کرنا۔ کہیں وہ مری نہ جائے اب اس کی زندگی ہمارے لئے اس کی موت سے زیادہ قیمتی ہے اور جلد از جلد یہ سارے کام کر ڈالو۔ اس کے علاوہ گنگو میں ذوالفقار نامی آدمی کو بھی ٹریس کرنا پڑے گا۔ جسے ڈیڈ کیا گیا ہے۔ یہ بھی اہم آدمی ہے اور پاکیشیائی مینٹ اس کی پناہ میں ہیں۔ کیا یہاں جہاد کوئی ایسا خبر ہے جس سے اس بارے میں کوئی گیوٹل ملے“..... منوہر نے کہا۔

”یس ہاس جمال پورہ کے علاقے میں جو شہر کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ ایک ہوٹل کا مالک موہن میرا خاص خبر ہے۔ وہ یہاں کا قدرتی

”نہیں سر..... ہو لڑا آن کریں..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے

میں کہا گیا۔

”اولیٰ پولیس کشفز آئند بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک آواز

سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ مجھائی کی جہابی کے بعد اب فوج کا انچارج

کون ہے..... کو روئے سرو لہجے میں پوچھا۔

”جناب کرنل دو گرام تو اب تک دستیاب نہیں ہو سکے۔ ویسے باقی

ماندہ فوج کا سربراہ ان کی عدم موجودگی میں۔ پھر دسے ہیں۔ سائمن نے دگام

سے مزید فوج بھی طلب کر لی ہے..... پولیس کشفز نے مودبانہ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر دسے اس وقت کہاں ہیں..... کو روئے پوچھا۔

”انہوں نے اپنی کوشش کو ہی عارضی طور پر اپنا دفتر بنایا ہے.....“

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ان کا فون نمبر کیا ہے..... کو روئے پوچھا اور دوسری طرف سے

فون نمبر بتا دیا گیا۔ کو روئے لو۔ کے کہہ کر کر بیڈل دبا دیا۔ اور پھر ہاتھ

اٹھا کر اس نے پولیس کشفز کے بتاتے ہوئے نمبر داخل کرنے شروع کر

دیے۔

”نہیں..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی

دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ پھر دسے سے بات کرائیں..... کو روئے

میں کہا۔

باغیہ ہے اور ایک ایک آدمی کے بارے میں جانتا ہے۔ اگر آپ حکم دیں

تو اسے یہاں بلوایا جائے..... کو روئے کہا۔

”نہیں میں خود وہیں جاؤں گا۔ اس طرح بات جیت زیادہ اچھے ماحول

میں ہو سکے گی۔ تم ایسا کرو ٹیپ مجھے دے دو ہو سکتا ہے موبن آواز سن کر

پہچان جائے اور لپٹے کسی ایسے آدمی کو میرے ساتھ بھیج دو جو اس علاقے

اور موبن کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم سپیشل پاس بھی

ملٹری سے حاصل کر لو تاکہ ہمیں راستے میں روکا نہ جائے..... منوہر

نے کہا۔

”میں ساجن کو آپ کے ساتھ بھیج رہا ہوں..... وہ اسے جانتا بھی

ہے اور بہترین ڈرائیور بھی ہے۔ پاس کے لئے مجھے کرنل دو گرام کی جگہ

ملٹری انچارج کا معلوم کرنا ہو گا۔ پولیس کشفز کو معلوم ہو گا۔ میں اسے

فون کرتا ہوں..... کو روئے کہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے

ٹرانسمیٹر چیکنگ روم سے نکل کر دوبارہ اسی پینل والے دفتر تک آ کرے میں

پہنچ گئے تھے۔ کو روئے آگے بڑھ کر میز پر موجود فون کا رسورڈ اٹھایا اور تیزی

سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیے جب کہ منوہر دفتر سے ملتا ہوا روم کی

طرف بڑھ گیا۔

”پولیس کشفز آفس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

آواز سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ کشفز سے بات کرنا..... کو روئے تیز لہجے

میں کہا۔

اسی طرح سروسچے میں کہا۔
 "میں سہولتاً ان کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلو..... میجر دے بال دہاؤں۔..... جتنے لمحوں بعد ایک اور آواز
 سنائی دی۔

"میجر دے..... میں بی۔ ایچ بول دہاؤں۔ مجھے چھاننی کی جباہی کا
 اطلاع مل چکی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اس جباہی کا ذمہ دار
 کون ہے اور یہ بھی بتاؤں کہ کرنل درگہ رام کو چھاننی کے اندر تار مار
 سیل میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ فوجی جو جیب میں آئے تھے وہ غیر ملکی
 مہجنت تھے اور جو کرنل درگہ رام ان کے ساتھ باہر گیا تھا وہ ان کا ہی ساتھی
 تھا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر کرنل درگہ رام کا میک اپ کر دیا تھا۔ ہم
 اب ان غیر ملکی مہجنتوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم
 اپنی مخصوص یونیفارمز استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح وہ مہجنت
 ہمیں فوراً پہچان لیں گے اور عام لباس میں ہم باہر نہیں نکل سکتے کہ باہر
 آپ حضرات نے کر فیونگا کہا ہے اس لئے آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر
 سپیشل پاس ہمیں بھجوا دیں اور اپنے تمام فوجیوں کو مطلع کر دیں کہ وہ
 اس سپیشل پاس کو دیکھ کر ہمارے آدمیوں سے کوئی بات نہ کریں۔
 کو روئے تھما نہ لے میں کہا۔

"میں سر۔ مگر کیا آپ ہمیں بتائیں گے کہ یہ غیر ملکی مہجنت کون ہیں
 آپ اگر ان کی تفصیل ہمیں بتا دیں تو ہم خود بھی انہیں پکڑنے کی کوشش
 کر سکتے ہیں۔..... میجر دے نے کہا۔

"میں نے جہادی گنگو سن لی ہے۔ اب میں ساجن کے ساتھ جا کر
 پولیس کھنڈر سے پاس لے لوں گا۔ تم جا کر اس نصف کے بارے میں
 میری ہدایت پر عمل کرو۔..... منوہر نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا ہوا دنی
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جیب میں بیٹھا اس
 عمارت سے باہر نکلا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کو رو کا آدمی ساجن تھا۔ ٹرانسمیٹر
 گنگو کی جیب منوہر کی جیب میں تھی اور منوہر نے ساجن کو پولیس کھنڈر
 سے پاس حاصل کرنے اور اس کے بعد جمال پورہ پہنچ کر موہن سے ملنے کے
 بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔ اور جیب تھوڑی دیر بعد قریب واقع
 پولیس کھنڈر کے دفتر پہنچ گئی۔ بی۔ ایچ کا نام سننے ہی منوہر کو پولیس کھنڈر
 کے دفتر میں پہنچا دیا گیا۔ پولیس کھنڈر نے اگلے کوارٹر منوہر کو سیلوٹ
 کیا۔

رک گئی۔ ہوٹل کا دروازہ آدھا بند تھا اور ہوٹل کا بال بائکل نظر آ رہا تھا۔

”جی، بلا لاؤں موہن کو“..... صاحب نے جیب روکنے ہی پر ہنسا۔
 ”نہیں..... اندر چل کر اس سے بات کرتے ہیں“..... منوہر نے کہا
 اور پھر وہ صاحب کے ساتھ چلتا ہوا ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد
 موہن ان کے سامنے تھا۔ وہ درمیانے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا
 لیکن چہرے سے ہی شیطان صفت آدمی لگتا تھا صاحب کو دیکھ کر وہ چونک
 پڑا۔

”موہن یہ سیشن چیف ہیں“..... صاحب نے منوہر کا تعارف کراتے
 ہوئے کہا۔

”اوہ میں سر..... میں سر..... مجھے کور و صاحب نے فون پر آپ کی
 آدمی اطلاع دے دی ہے“..... موہن نے بڑے مودبانہ انداز میں منوہر
 کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

”صاحب تم باہر جاؤ مجھے موہن سے ضروری باتیں کرنی ہیں“.....
 منوہر نے ڈرائیو سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیو سر ملانا ہوا خاموشی سے
 مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”آئیے جناب ادھر دفتر میں بیٹھتے ہیں جناب“..... موہن نے ایک
 دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور منوہر سر ملانا ہوا اس کے
 پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک صاف ستھرے کمرے میں پہنچ گئے۔
 ”کیا سیوا کروں جناب“..... موہن نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”آپ بی۔ ایچ سیشن چیف ہیں۔ مجھے ابھی بی۔ ایچ نے فون کر کے
 اطلاع دی ہے کہ آپ میرے دفتر تشریف لا رہے ہیں۔ میں آپ کو اپنے
 دفتر میں خوش آمدید کہتا ہوں“..... پولیس کھڑنے انتہائی مودبانہ لہجے
 میں کہا۔

”شکریہ۔ وہ اسپیشل پاس آگیا ہے“..... منوہر نے مسکراتے ہوئے
 کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ابھی پہنچا تو نہیں لیکن بیکر دسے کا فون آیا تھا کہ وہ اسپیشل پاس بھیجا
 رہے ہیں۔ دسے جناب آپ پولیس فورس کو حکم کریں۔ پولیس فورس
 آپ کے حکم کی تعمیل میں اپنی جائیں لڑا دے گی“..... پولیس کھڑنے
 خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”جب ضرورت پڑی تو میں آپ کو کال کر دوں گا“..... منوہر نے
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر نے اندر آ کر
 کارڈ پولیس کھڑنے کو دیا تو اس نے وہ کارڈ منوہر کی طرف بڑھایا۔

”شکریہ“..... منوہر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر
 بعد اس کی جیب پولیس آفس سے نکل کر جمال پورہ کی طرف بڑھنے لگی۔
 صاحب نے اسپیشل پاس جیب کی فرمٹ سکریں پر دنگوا تھا۔ اس لئے راستے
 میں انہیں روکنے کی بجائے فورج کے سپاہی باقاعدہ سلیکٹ کرتے جا رہے
 تھے۔

”تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جیب ایک قدیم ٹائپ کے علاقے میں
 داخل ہو کر کلاسی کے بنے ہوئے ایک بڑے سے ہوٹل کے سامنے پہنچ کر

ہی کہا۔

”ایک منٹ جناب بات چیت آگے چلنے دیجئے“..... موہن نے کہا اور منوہر خاموش ہو گیا۔ موہن بڑے غور سے گفتگو سن رہا تھا۔

”میں سر میں کچھ گیا ہوں یہ علی شاہ کی آواز ہے۔ اس کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ ویسے یہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے“..... موہن نے تھوڑی دیر بعد بڑے حتیٰ لجز میں کہا تو منوہر نے پیپ دیکارڈر تک کر دیا۔

”کون ہے یہ آدمی اور کہاں رہتا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... منوہر نے سرست بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ علی شاہ فروٹ مرچنٹ ہے جناب۔ پہلے یہ کافرستان میں کسی سرکاری محکمے میں ملازم تھا۔ پھر وہاں سے نوکری چھوڑ کر جہاں آگیا اور اس نے فحش فروٹ کا قحوق کا کام شروع کر دیا۔ اس کی دکان کٹوہ بازار میں ہے۔ میں اسے اس لئے پہچانتا ہوں کہ اس کا ملازم میرا دوست ہے اور جہاں ہو عل میں اکثر آتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی علی شاہ بھی اس کے ساتھ جہاں آجاتا ہے“..... موہن نے جواب دیا۔

”اس کی رہائش کہاں ہے“..... منوہر نے پوچھا۔

”رہائش کا تو میں نے کبھی پوچھا نہیں۔ ویسے میں معلوم کر سکتا ہوں“..... موہن نے کہا۔

”کیسے معلوم کرو گے“..... منوہر نے پوچھا۔

”اس کا ملازم اس محلے میں رہتا ہے۔ اس کا نام جابر ہے۔ میں اسے بلا

یہ بشر موہن حالات انتہائی مخدوش ہیں اور مجھے اس وقت جہادی ضرورت ہے۔ گورنر نے مجھے بتایا ہے کہ تم انتہائی ہوشیار نمبر ہو“..... منوہر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ ان کی سہرا بانی ہے جناب کہ وہ مجھے ایسا سمجھتے ہیں..... ویسے آپ حکم فرمائیں۔ مجھ سے جو سوا بھی ہو سکے گی میں اس میں دریغ نہ کروں گا“..... موہن نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کسی ذوالفقار نامی آدمی کو بلائے ہو“..... منوہر نے پوچھا۔

”ذوالفقار..... اس نام کے چار پانچ آدمیوں کو تو جانتا ہوں..... موہن نے کہا تو منوہر ہلکے پڑا۔

”جہاں سے پاس پیپ دیکارڈر ہے“..... منوہر نے پوچھا۔

”جلی ہاں ہے“..... موہن نے جواب دیا۔

”لے آؤ میں تمہیں ایک کیسٹ سناتا ہوں۔ اس میں ایک آدمی کا نام ذوالفقار لیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے تم اسے آواز سے پہچان جاؤ“..... منوہر نے کہا اور موہن اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ منوہر نے عجب سے وہ کیسٹ نکال کر وہ آئے سے پہلے وہاں سے ساتھ لے آیا تھا جس میں ٹرانسمیٹر مرنے والی گفتگو موجود تھی۔

موہن نے الماری سے ایک پیپ دیکارڈر نکال کر میز پر رکھی تو منوہر نے اس میں ٹیپ لگا۔ اور پھر پیپ دیکارڈر آن کر دیا۔

”یہ سیہ۔ آؤں تو اپنے آپ کو پتہ نہ رہا ہے۔ اس کا آخر میں اس کا نام ذوالفقار بتایا گیا ہے“..... منوہر نے ایک آواز کے برآمد ہوتے ہوئے

”جواب آخر میں نے کیا قصور کیا ہے۔ آپ مجھے کیوں یہ سزا دے رہے ہیں.....“ جابر نے روتے ہوئے سچے میں کہا۔ وہ واقعی خوف سے تھر تھر کاٹ رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر منہر کچھ گھبرا گیا کہ یہ شخص ایک عام سادہ لوح ہے۔ اس کا تعلق کسی گوریلٹا تنظیم سے نہیں ہو سکتا۔

”تم نے مجھ سے غلط بیانی ہے کہ علی شاہ کا فرسان گیا ہوا ہے جب کہ آج ہی اس کی گفتگو ہم نے ایک جگہ سنی ہے۔ اگر تم سچ بتاؤ کہ علی شاہ کہاں ہے تو میں جہیں زندہ چھوڑوں گا اور نہ جہادی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی.....“ منہر نے کشت سچے میں کہا۔ اسی لمحے مسلح آدمی نے کوڑا لاکر منہر کے ہاتھ میں دے دیا۔

”سچ.....“ جواب..... میں جاکر رہا ہوں۔ انہوں نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہ کا فرستان جابر ہے ہیں اور وہ اکثر وہاں کاروبار کے سلسلے میں جاتے رہتے ہیں.....“ جابر نے جواب دیتے ہوئے کہا، لیکن دوسرے لمحے شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی جابر کے حلق سے انتہائی کڑوا جھنجھکی اور اس کا بدن جا بوا جسم بری طرح پھونکنے لگا۔ منہر نے پوری قوت سے پہلا کوڑا رسیہ کر دیا تھا۔

”مم۔ مم۔ مم میں کچھ کہہ رہا ہوں میں کچھ کہہ رہا ہوں جواب.....“ جابر نے بری طرح کراہتے اور میٹھے ہوئے کہا لیکن اس کا جواب سنتے ہی منہر پر جیسے دیوانگی سی سوار ہو گئی۔ اس نے مشین کی طرح جابر کے جسم پر کوڑے برسائے شروع کر دیے۔ جابر تکلیف کی شدت سے دوبارہ ہوش میں بھی ہو گیا لیکن منہر کے خوفناک کوڑوں کی ضربیں اسے دوبارہ ہوش میں

”یہ جار ہے۔۔۔ علی شاہ کا شیجر۔ اسے مارجر سیل میں لے جاؤ۔“

منہر نے سر ملاتے ہوئے کور سے کہا۔

”علی شاہ.....“ کور نے پوچھ کر پوچھا۔

”ذوالفقار کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ دیکھو وہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے۔“ منہر نے جواب دیا۔ اور کور نے اثبات میں سر ملایا۔ اور پھر اس نے دو مسلح آدمیوں کو اشارے سے بلایا۔

”اسے مارجر سیل میں لے جاؤ اور نکلس کر دو۔“ کور نے ان دونوں سے کہا۔

”جلو.....“ ان دونوں نے جابر کا ایک ایک بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم مگر.....“ جابر نے احتجاج کرنا چاہا لیکن وہ دونوں اسے اس طرح پکڑے۔ کھینچتے ہوئے نیچے تہ خانے کی طرف لے گئے۔

”تم نے اب ایس۔ ایس ڈی ڈکلا فون کو ہر لمحے چیک کرتا ہے۔ خاص طور پر کاشن کا محل وقوع۔“ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ان یا کیشیانی بھائیوں کا پتہ چل جائے گا۔ میں اس دوران اس جابر کی زبان کھلوں گا ہوں.....“

منہر نے کہا اور کور کے سر ملاتے پردہ مڑ کر تیزی سے راہداری میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس تہ خانے میں پہنچ گیا جیسے مارجر سیل کہا جاتا تھا۔ جابر کو ایک دروازے کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔

”یہ بہت شور مچا رہا ہے جواب.....“ منہر کے اندر داخل ہوتے ہی اسے لے آنے والے دونوں مسلح افراد میں سے ایک نے کہا۔

اس جواب پر غصے سے پاگل ہو گیا اور دوسرے لمحے کمرے میں کوڑوں کی شراب شراب کی آوازوں کے ساتھ ہی جہاز کی کربناک بیچوں کا جیسے طوفان سا اٹھ گیا۔ پھر یہ چھین چھین ڈوبتی چلی گئیں لیکن منور اسی طرح پاگوں کے سے انداز میں مسلسل کوڑے برساتے چلا رہا تھا۔

”جناب..... یہ آدمی مر چکا ہے“..... ایک مسلح آدمی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”اوہ مر گیا۔ اتنی جلدی اس قدر بزدل اور کمزور آدمی تھا۔ ہوش.....“ منور نے ہاتھ روک کر پانچے ہوئے کہا۔ مسلسل کوڑے برساتے کی وجہ سے وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

”جناب یہ آدمی جسمانی طور پر کمزور تھا لیکن آپ انتہائی طاقت ور ہیں آپ کی طاقت کی وجہ سے یہ مر گیا ہے“..... اس آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور منور کا ہجرہ مسرت سے جھک اٹھا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ جاؤ کو رو کو بلاؤ اب میں اس کی لاش سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں“..... منور نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ آدمی تیزی سے دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ گورو اندر داخل ہوا۔ اس کا ہجرہ جوش سے سرخ ہلا رہا تھا۔

”جناب ان پاکیشیائی ہتھیاروں کا بپہ چل گیا ہے وہ سونا نا می پہاڑی علاقے میں موجود ہیں“..... گورو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ کیسے..... کیسے بپہ چلا“..... منور نے چونک کر پوچھا۔

”جناب ٹرانسمیر پر پھر لنگھو ہوئی جس میں اس اے۔ اے ٹو نے ڈیپ

لے آئیں۔ اس کا جسم زخموں سے بھر گیا تھا۔

”اس کے زخموں میں ملک اور سرخ مرہیں بھر دو“..... منور نے ہاتھ روکے ہوئے جج کر کہا۔

”مت مارو مجھے مت مارو۔ وہ پہاڑی اڈے میں ہے۔ وہ پہاڑی اڈے میں ہے“..... جہاز نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے الفاظ خود بخود اس کی زبان سے پھسلے ہوئے باہر آرہے ہوں اور پھر اس کی گردن اٹھک گئی۔

”اسے پانی پلو“..... منور نے ایک آدمی سے کہا اور وہ آدمی دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا جگ ہو جو تھا۔ منور کے اشارے پر اس نے جہاز کے جیزے بھیج کر اور اس کا منہ اونچا کر کے تھوڑا سا پانی اس کے حلق میں اندر پلا اور باقی پانی اس کے جسم پر بھیسک دیا اور چند لمحوں بعد جہاز کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

”یو لو کہاں ہے وہ پہاڑی اڈہ ورنہ اس بار میرا ہاتھ نہ رکے گا۔ یو لو۔ اگر تم سب کچھ بچ چکے ہو تو میرا وعدہ کہ جہازا علاج بھی کرواؤ گا اور جس بے شمار انعام و اکرام بھی دوں گا“..... منور نے کہا۔

”پہاڑی اڈہ..... کون سا پہاڑی اڈہ.....“ مجھے کیا معلوم تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ جب میں اور کچھ جانتا ہی نہیں تو بتاؤں گا کیا“..... جہاز نے ہوسٹ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

”تم۔ جہاز یہ جرات کہ اس طرح انکار کرو“..... منور جہاز کے

آصف اڈے میں پہنچے گا ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور سٹوہم نے انہیں اس بار کوئی مہلت نہیں دی۔ اس پورے اڈے کو بموں سے اڑا دینا ہے۔ تجھے..... منوہرنے تیرے لیے میں کہا۔

”یہیں سر ایسے ہی ہو گا۔ میں انتظار کرتا ہوں۔“..... گورو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”اس کی لاش کو باہر لے جا کر کسی کھائی میں پھینکوا دو، اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔“..... منوہرنے ان دو مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا گورو کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے لٹاڑ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

کو اطلاع دی کہ اے زخمی حالت میں واپس دکان پر پہنچا دیا گیا ہے جس پر اس پاکیشٹائی فلیٹ نے کہا کہ کیا وہ اے کو زیل کے پاس اس طرح بھگا سکتا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ لیکن اسے۔ اے۔ نو نے کہا کہ اسے زیل کے اڈے کا علم نہیں ہے چنانچہ اس زیل نے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اڈہ سوناہہاڑی علاقے میں ہے۔ وہ اسے کو سوناہہاڑی علاقے کے درمیان واقع دو کونوں والی پٹان پر پہنچا دے۔ وہاں سے اس کے آدمی اسے اڈے میں لے جائیں گے۔..... اس پر اے۔ اے، نو نے دشا مندی ظاہر کر دی ہے۔ یہ چنانچہ جناب اس طرح یہ اڈہ سامنے آ گیا ہے؟..... گورو نے کہا۔

”اوہ تمہیں فوراً اپنے آدمی اس علاقے میں بھیج دینے چاہئیں۔“.....

منوہرنے تیرے لیے میں کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں جناب۔..... آصف کے جسم میں ایس۔ ایس ڈکالون موجود ہے۔ جیسے ہی وہ اس اڈے میں پہنچے گا ہمیں اس کا درست محل وقوع ہمیں بتائے۔ بتائے معلوم ہو جائے گا اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی پھر ہم اس اڈے کو فوج کی مدد سے گھیر لیں گے۔“..... گورو نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں تجھے اس کا تو خیال ہی نہ آیا تھا یہ زیادہ اچھا ہے کہ جب آصف وہاں پہنچے تو وہاں ہمارا کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ تاکہ انہیں کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے۔ ویسے تم اس پھر دیکھو کہ کب کب فوج کا ایک دستہ جس کے پاس انتہائی طاقتور میزائل بم۔ گھنٹیں اور دوسرا اسلحہ ہو یہاں منگوانو۔ جیسے ہی

پرچھا۔

”اس کا نام منوہر لیا گیا تھا۔ مجھے عابد نے تفصیل بتا دی ہے۔ اس منوہر نے میرے بچاؤ و رحمت ملی کو ہلاک کیا ہے اور اس نے مجھ پر یہ ہولناک اور غیر انسانی تشدد کیا ہے۔ کو رو اس کا ماتحت ہے۔ بہر حال اب یہ منوہر کو رو اور اس کے ساتھی میرے انتقام سے بچ سکیں گے۔ ویسے آپ نے جس طرح یہاں کی چھاؤنی کو تباہ کیا ہے میں اس پر بے حد خوش ہوں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے وطن کے لئے ایک یادگار کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“ آصف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر جہارے ساتھی کی فرانسسز کال ہینڈ منٹ مزید آتی تو ہم اس اڈے پر بیٹھنے کی پوری تیاری کر چکے تھے، کیونکہ میں نے کرنل درگا رام سے اس اڈے کی تفصیلات معلوم کر لی تھی، لیکن اب جہاری باتوں سے یہ بات کسٹرم ہو گئی ہے۔ میں نے جس جہاں اس لئے بلوایا ہے کہ تم ہمیں اس اڈے کی اندرونی تفصیلات بتا دو۔ میں اس منوہر کو دراصل زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر اور دوسرے سیکشنز کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں۔ ہمارا اصل مشن بلیک ہاؤنڈز کی پوری تنظیم کا تباہ ہے۔ اس اڈے کی اندرونی تفصیلات معلوم ہو جانے سے ہم اسے زندہ پکڑ سکتے۔ ورنہ ہمیں لا محالہ پورا اڈہ تباہ کرنا پڑتا اور اس طرح یہ منوہر بھی مر جاتا۔“ عمران نے کہا۔

”میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ ویسے بھی میں ایک بار بیٹھنے بھی اس

عمران کی نظریں آصف پر جمی ہوئی تھیں، جس کا پورا جسم ہڈیوں میں پٹنا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی دشمن تھے، لیکن اس کی آنکھوں میں نقصدی کے چراغ روشن تھے۔

”بے پناہ درندگی سے کام لیا گیا ہے۔“ عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”وہ ہیں ہی ایسے جناب لیکن مجھے لپٹنے دشمن کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مادر وطن کے لئے میں اس سے دو گئے دشمن کھانے کے لئے تیار ہوں اصل خوشی مجھے اس بات پر ہے کہ میں نے انہیں آپ کے متعلق کچھ نہیں بتایا اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان کا وہ اڈہ بھی چھپک کر لیا ہے۔ اب میں اس اڈے کو کسی بھی کئے تباہ کر سکتا ہوں۔“ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس نے تم پر تشدد کیا ہے اس کا نام اور حلیہ۔“ عمران نے

عمارت میں جا چکا ہوں۔ پہلے اس عمارت میں اس کا مالک رہتا تھا۔ وہ میرا دوست تھا پھر وہ کافرستان شہنشاہ ہو گیا اور سنا گیا کہ کوہِ نوام کے آدمی نے یہ عمارت کرایے پر لی ہے لیکن چونکہ کوہِ نوام کی سلاسل نے آیا تھا اس لئے ہمیں اس عمارت پر اور اس کو درپر شک نہ ہوا تھا۔..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اجازت میں سر ہٹا دیا اور آصف نے اسے تفصیل سے اس عمارت کے اندرونی محل وقوع کے متعلق بتانا شروع کر دیا لیکن اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

’ہاں ہاں فوجی آ رہے ہیں۔ بے شمار فوجی۔ وہ اس علاقے کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کے پاس میزائل گھنٹیں بھی ہیں۔ ان کے ساتھ دو سو یلین لباس میں افراد بھی ہیں۔.....‘ اس آدمی نے تیز لہجے میں علی شاہ سے کہا تو غار میں موجود سب افراد بڑی طرح چونک بڑے۔

’اس کا مطلب ہے کہ آصف کو یہاں آتے ہوئے چیک کر لیا گیا ہے ہمیں فوری جہاں سے نکلتا ہوں گا۔.....‘ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

’نہیں آصف کو یہاں آتے چیک نہیں کیا گیا۔ میرے آدمی اوپر چوٹی پر موجود تھے اور دور تک کوئی آدمی نہ تھا۔ اگر ہوتا تو میرے آدمیوں کی نظروں سے نہ بچ سکتا۔ یہ کوئی اور پر اسرار چکر ہے۔.....‘ علی شاہ نے ہنست ہنچتے ہوئے کہا۔

چکر اور..... اور..... ایک منٹ۔ اور..... ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ آصف تم نے اب بالکل زبان سے کوئی بات نہیں نکالی اور نہ کوئی دوسرا آدمی بولے گا۔ جب تک ہم کسی خاص پتہ کا شک نہ کھنچ جائیں

اگر یوں ناگزیر ہو تو دوسرے کے کان کے قریب سرگوشی کے انداز میں بات کی جائے۔.....‘ عمران نے سنجیدہ لہجے میں لیکن سرگوشیاں لہجے میں کہا تو علی شاہ اور آصف دونوں حیرت سے منہ پھاڑے عمران کو دیکھنے لگ گئے۔

’کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی فلفلہ راستہ ہے۔.....‘ عمران نے علی شاہ کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشیاں لہجے میں پوچھا۔

’یہاں ایسے کئی راستے ہیں۔ اور ہمیں نہ پاسکیں گے۔.....‘ علی شاہ نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔ اور عمران نے اس انداز میں سر ہٹا یا جیسے اسے اب سمجھ آئی ہو کہ علی شاہ فوج کی آمد کی اطلاع کے باوجود مطمئن کیوں تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد علی شاہ اپنے سب ساتھیوں سمیت اڈے کا سارا سامان سمیٹ کر ایک غفیہ سرنگ کنارے میں داخل ہو گیا۔ صفدر نے آصف کو کاندھے پر لاوا اور وہ سب بھی علی شاہ کے ساتھ اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل اور تیز سفر کے بعد وہ ایک اور بڑی سی غار میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ غار عالی بڑی ہوتی تھی۔ علی شاہ نے اس غار کے ایک کونے میں موجود پتھر کو زور سے دیا تو سرنگ میں ایک اور راستہ نمودار ہو گیا اور وہ ایک بار پھر سرنگ میں داخل ہو گئے۔ یہ سرنگ پہلے کی نسبت کافی کشادہ اور بڑی تھی۔ لیکن یہ سب تھیں قدرتی۔ پہاڑوں میں ایسی غاریں اور سرنگیں چونکہ عام ہوتی ہیں اس لئے ان میں سے کسی کو بھی اس پر حیرت نہ ہوتی تھی۔ ابھی وہ سرنگ میں کچھ دور ہی

کے ساتھ ہی اس نے اس کی گردن کے گرد لپیٹ ہوئی پشیاں انارنی شروع کر دیں۔

”یہ۔۔۔۔۔ آصف نے حیران ہو کر کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے ہونٹوں پر اٹکی رکھ کر اسے خاموش کرا دیا۔ گردن کے عقبی حصے پر ہاتھ بھرتے ہی عمران کے لبوں پر طنز مسکراہٹ پھیل گئی اس نے عیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور دوسرے لمحے آصف کے حلق سے بے اختیار اٹکی سی جمع نکلی لیکن وہ چرچا نہ تھا۔ کھنکھوں بعد عمران کے ہاتھ ایک جھوٹا سا خون آلود بن تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مہرنے کے پانی سے اسے صاف کیا اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی۔ اس نے بن کو ایک ہتھ پر رکھا اور ایک بڑا سا ہتھ اٹھا کر اس نے پوری قوت سے بن پر مارا اور بن کے پرزے اڑ گئے۔

”یہ ایس۔ ایس ڈاکٹافون تھا۔ اس کی مدد سے انہوں نے اڈے کا کھوج لگایا ہے۔“ کیپٹن خلیل آصف کی میڈیکل کروہ۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ اس بن کی وجہ سے آصف زندہ ہے۔ ورنہ کس صورت میں اسے زندہ واپس نہ بھیجتے؟“ عمران نے اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایس۔ ایس ڈاکٹافون۔“ یہ کیا ہوتا ہے عمران صاحب؟“ علی شاہ نے حیران ہو کر پوچھا اور عمران اسے تفصیل بتانے لگا۔

”اوہ یہ تو انتہائی خطرناک چیز ہے۔“ علی شاہ نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عابد کے ساتھ ہماری ٹرانسمیٹر ٹاک باقاعدہ سنی گئی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”گئے تھے کہ انہیں دور سے دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی زمین اس طرح ہلنے لگی جیسے دزلے کے پلکے سے جھٹکے لگ رہے ہوں۔“

”اڈے پر میڈائل فائر کیے جا رہے ہیں۔“ عمران نے آہستہ سے کہا اور علی شاہ نے اچھلت میں سر ہلادیا۔ باقی لوگ خاموش رہے، لیکن ان کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ سرنگ کا اختتام ایک اور غار میں ہوا جس کے دہانے سے روشنی نکل رہی تھی۔

”اب ہم یہاں پوری طرح محفوظ ہیں۔“ علی شاہ نے عمران کی بدانت کے مطابق اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”جب انہیں وہاں لاشیں نہیں ملیں گی تو وہ اس سارے علاقے کو چیک کریں گے اس لئے ہمیں اس علاقے سے کافی دور نکل جانا چاہئے۔“ عمران نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تیس۔۔۔۔۔ پھر یہاں سے بھی نکلے ہیں، لیکن اب ہمیں باہر کا سفر کرنا ہوگا۔“ علی شاہ نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور پھر وہ سب اس غار سے باہر نکلے اور تیزی سے چلتے ہوئے علی شاہ کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی جنگل میں داخل ہو گئے۔ جنگل میں ایک پہاڑی مہرنے کے قریب پہنچ کر وہ سارے تھک کر بیٹھ گئے۔

”آصف تم خاموش رہو گے۔“ عمران نے آہستہ سے کہا اور اس

”ہاں ہے سبھاں سے کچھ دور ہے“..... علی شاہ نے جواب دیا۔
 ”او۔ کے تم لیٹے ساتھیوں کے ساتھ وہاں چلے جاؤ۔ آصف کو بھی
 ساتھ لے جاؤ۔ میں لیٹے ساتھیوں کے ساتھ اب اس اڈے کی طرف جا رہا
 ہوں۔ تم صرف اتنا کرو کہ اپنا ایک ایسا آدمی ہمارے ساتھ بھیج دو جو
 ہماری وہاں تک رہنمائی کر سکے“..... عمران نے کہا

”لیکن جناب وہاں شہر میں تو کرفیو نافذ ہے اور ہر جگہ پولیس اور فوج
 پھیلی ہوئی ہے اور اب تو فوج قطعی طرف بہاریوں میں بھی موجود ہے۔
 ایسی صورت میں تو آپ کا باہر نکلنا انتہائی خطرناک ہوگا“..... علی شاہ نے
 قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں سیاحت کرنے نہیں کہ خطرے کو دیکھ
 کر غاروں میں چھپ کر بیٹھے رہیں“..... عمران کے بولنے سے پہلے ہی
 حور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بہاؤی علاقہ ہے علی شاہ۔ اس نے یہاں موجود فوج کی نظروں سے
 چھپ کر شہر میں داخل ہوا جاسکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب..... جیسے آپ کی مرضی۔ میرا آدمی آپ کے ساتھ
 رہے گا اور جب آپ وہاں آنا چاہیں گے تو یہ آپ کو میرے دوسرے اڈے
 تک بھی لے آئے گا“..... علی شاہ نے کہا اور پھر اس نے لیٹے ایک
 نوجوان ساتھی کو اشارے سے بلایا۔

”حسن..... تم عمران صاحب کے ساتھ جاؤ گے اور ان کے حکم کی
 تعمیل تمہیں اپنی جان دے کر بھی کرنی پڑے تو دریغ نہ کرنا“..... علی

”ٹرانسمیٹر ناک ادا پھر تو ہم سب شدید خطرے میں رہے ہیں۔ ہمارا
 خیال تھا کہ ٹرانسمیٹر ہونے والی بات حجت نہیں کئی جاسکتی تھی مگر اب ہم
 بات حجت کرتے رہے ہیں لیکن اس سے پہلے تو کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا“.....
 علی شاہ نے کہا۔

”ان کے پاس صرف گنگو سننے والی مشین ہے ایسی مشین نہیں ہے
 کہ جس سے وہ اس جگہ کا کھوج نکال سکیں جہاں ٹرانسمیٹر موجود ہوتا ہے
 لیکن اس بار مسلسل ہماری گنگو کھل کر ہوئی ہے اس لئے انہوں نے
 اس کا فائدہ یہ اٹھایا کہ آصف کے جسم میں ایس۔ ایس ڈکٹافون لگا کر اسے
 وہاں بھجوا دیا اور جب دوسری گنگو میں ہم نے عابد کو کہا کہ وہ آصف کو
 جہاں بھجوا دے تو اس ڈکٹافون کی وجہ سے انہوں نے ہمارے اڈے کا
 کھوج لگا لیا۔ بہر حال اب یہ آنکھ بھری ختم ہوئی چاہئے۔ سنوہر کو زندہ
 پکڑنے کے چکر میں ہمارا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اب مزید وقت ضائع
 نہیں ہونا چاہئے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اگر ہم اس طرح چھپ چھپ کر بھاگتے رہے اور سوچ بچار کرتے
 رہے تو پھر اسی طرح وقت ضائع ہوتا رہے گا۔ جب ان کے اڈے کا ہمیں
 علم ہے تو ہمیں اس پر فوری ریز کرنا ہوگا۔ جب ہی بات بن سکے گی۔
 حور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو حور واقعی اب ڈائریکٹ ایکشن سے ہی کام چلے
 گا۔ علی شاہ ہمارے پاس کوئی دوسرا اڈہ تو ہوگا“..... عمران نے حور
 کو جواب دیتے ہوئے علی شاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

شاہ نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بالکل باس ایسے ہی ہوگا۔۔۔۔۔۔ حسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیں کسی ایسے راستے سے شہر کے قریب لے جاؤ کہ راستے میں ہمارا فوج یا پولیس سے کم سے کم ٹکراؤ ہو سکے اور دوسری بات یہ کہ تم نے ہماری رہنمائی پولیس کی کسی ایک چمیک پوسٹ تک کرنی ہے۔ جہاں ہمیں پولیس کی یونیفارمز اور ان کی چمیک وغیرہ مل سکے۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اوہ۔۔۔۔۔۔ پھر تو ہمیں راگوری چمیک پوسٹ پر جانا ہوگا۔ وہاں دس بارہ پولیس والے ہر وقت رہتے ہیں اور ایک چمپ بھی موجود ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔ حسن نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ چمیک پوسٹ۔۔۔۔۔۔ کیا شہر میں ہے۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں عمران صاحب یہ چمیک پوسٹ قریب شہر آغا نگر سے راہولی آنے والی سڑک پر واقع ہے۔ ان کا کام آنے جانے والوں کو چمیک کرنا ہے۔۔۔۔۔۔ علی شاہ نے جواب دیا۔

”اوہ گڈ یہ بہتر رہے گا۔ چلو پھر۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور علی شاہ اور آصف سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور حسن کی رہنمائی میں ایک طرف کو بڑھ گیا۔ جب کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔

بھاڑی علاقے میں تقریباً لٹھہ ٹھننے کے سفر کے بعد وہ ایک ایسی

بھاڑی پر پہنچ گئے جہاں سے وہ سڑک اور چمیک پوسٹ صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں ایک پولیس چمپ بھی کڑی نظر آرہی تھی اور چار پانچ مسلح پولیس والے بھی موجود تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک بڑا سا گھر تھا۔ جس کے بڑے سے دروازے سے روشنی باہر آرہی تھی۔ بجلی کا بول بھی وہاں موجود تھا۔

”چمیک ہے۔۔۔۔۔۔ تم لوگ جہیں رکو۔ صرف حضور میرے ساتھ جائے گا۔۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر حضور کو اشارہ کر کے وہ بڑے بڑے پتروں کی اوٹ لیتا ہوا نیچے اترا چلا گیا۔ حضور بھی اس کے ساتھ تھا۔ جو کے سے حضور اکیلے بھاڑی ختم ہو رہی تھی اور اس کے بعد جو کی چمک صاف قطعہ تھا۔ لیکن چونکہ وہ کمرہ کی عقبی طرف پر تھی اس لئے اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ساٹنسر گے ہوئے ریوالور موجود تھے۔ جو کی کے قریب پہنچ کر وہ جھٹکوں تک رک کر حالات کا جائزہ لیتے رہے۔

”ہم نے ان کی یونیفارمز حاصل کرنی ہیں اس لئے گولی چلاتے وقت خیال رکھنا کہ صرف کھمبڑی اڑے۔ دوسری غراب نہ ہو۔۔۔۔۔۔ عمران نے سرگوشیاں لگتے میں حضور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ بڑا مشکل کام ہے۔۔۔۔۔۔ ایک دوہوں تو چلے آدمی احتیاط کر لے یہاں تو دس بارہ ہوں گے۔ سوری میں اس قدر احتیاط کا طوطا نہیں پال سکتا۔۔۔۔۔۔ حضور نے منہ بناتے ہوئے صاف جواب دے دیا۔

”ایک چٹا ہی کافی ہے۔ دوسری پالنے کے چکر میں بڑگئے تو سر پر ہاتھ

میں گفتگو میں مصروف تھے۔ جب کہ عمران نے پہلے پانچ افراد کو چمک کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو دوہٹ کر کھڑے تھے یا پھر وہ کہیں کے اندر چلے گئے تھے۔ عمران نے ربوہ اور سیدھا کیا اور دوسرے لمبے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ان میں سے ایک جس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ اچھل کر اوندھے منہ نیچے گر اور سانسیں پر کھڑے ہوئے دونوں آدمی جو ٹھک کر بیچھے بیٹھے تھے کہ عمران نے ایک بار پھر ٹیگر دبا دیا اور اس بار ٹھک ٹھک کی آوازیں دوبارہ ابھریں اور وہ دونوں بھی اچھل کر پہلو کے بل نیچے گرے اور پھر سیدھے ہو کر ساکت ہو گئے۔ گولیوں نے واقعاً ان جانوں کی کھوپڑیاں اڑا دی تھیں۔ عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سانسیں کی دیوار سے اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو دو آدمی کمرے کے سلسٹے گرے پڑے تھے۔ انہیں یقیناً ستور نے ہٹ کیا تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔

”آجہا ستور میدان صاف ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اسی لمحے ستور بھی دوسری طرف بے سلسلے آگیا اور وہ دونوں کمرے کے کھلے دروازے کی طرف بڑھے تو وہاں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چار آدمی موجود تھے جن ان کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں وہ کیپول سے ٹٹکنے والی گیس کی وجہ سے بے ہوش تھے۔

”اپنے ساتھیوں کو بلاؤ کم نے ان کی یو میٹار مڑانا کی پہنچی ہیں جلدی کرو۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے ایک کرسی پر بے ہوش پڑے آدمی کی طرف بڑھا کیونکہ اس کا قد وقامت ایسا تھا کہ عمران کو یقین تھا کہ اس

رک کر دوڑے اس نے مجبوری ہے ستور ڈیزاب طوطا پانا ہی ہوگا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے تو محاورہ مانگا تھا۔“ یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔“ ستور نے مٹھائے ہوئے لچے میں کہا۔

”سوچ لو۔ پھر جینا کے سلسٹے مکنے جانا۔ تم اسے بکواس کہہ رہے ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جینا کے سلسٹے۔ کون جیتا۔“ ستور نے اور زیادہ مٹھائے ہوئے لچے میں کہا۔

”واہ اسے کہتے ہیں بے نیازی۔ رہا بیٹا کا مطلب تو وہ تم خوب جانتے ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ پتھر کی اوٹ سے نکل کر مٹھوں کے بل دوڑتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ کمرے کی عقبی دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ ستور بھی اس کے پیچھے

دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا اور عمران نے جیب سے ایک چھوٹی ایک ڈیبا نکالی۔ اس کا ڈھانپنا کر اس نے اس میں سے ایک سرخ رنگ کا کیپول نکالا اور ڈیبا کا ڈھانپنا بند کر کے اس نے ڈیبا کو جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا

پازو گھوما اور سرخ رنگ کا کیپول بڑے روشندان سے اندر جا گرا۔

”اب کھل کر کاٹ رنگ کرو۔“ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دائیں طرف کو مڑ گیا۔ جب کہ ستور سر ملاتا ہوا

بائیں طرف کو مڑا۔ کمرے کی عقبی دیوار کے اختتام پر عمران دکا اور اس نے سر آگے کر کے سانپ پر دیکھا۔ تین سپاہی وہاں موجود تھے۔ وہ آپس

اور ساتھ ہی بڑھے ہوئے لپٹے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 - اچھ کر کھڑے ہو جاؤ..... عمران نے سائنس رٹکے رہو اور کارخ
 اس کی طرف کرتے ہوئے سرو لکے میں کہا اور وہ آدنی ایک جھٹکے سے اٹھ
 کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے جسم پر صرف بنیان اور مٹلون کے نیچے بچنے جانے
 والا آدنی پاپا۔ تھا

”کیا نام ہے جہاد؟“..... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔
 ”شیام۔“ میرا نام شیام ہے۔ مگر تم کون ہو۔ اور یہ میری یو نیفارم اور
 یہ..... شیام نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اس کا ذہن ابھی پوری
 طرح منجھل۔ یا با تھا۔

”عہدہ کیا ہے جہاد؟“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔
 ”کیپٹن۔“ میں پولیس کیپٹن ہوں مگر..... شیام نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”او۔“ کے دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بھلی کرو در نہ گولی
 مار دوں گا..... عمران نے سرو لکے میں کہا اور کیپٹن شیام تیزی سے سزا
 اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو حرکت میں آیا اور سزی ہوئی انگلی کا ایک
 کنکری پر کھاکر وہ ٹھٹکا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات چلی اور کیپٹن
 شیام ایک جھٹکے کا کھاکر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی اندر داخل
 ہوئے۔

”قام لاشیں ٹھکانے لگا دی ہیں“..... صفدر نے کہا۔
 ”ان چاروں کے ہاتھ پیر باندھ کر اور منہ میں کپڑے ٹھونس کر انہیں

کی یو نیفارم اس کے لباس کے اوپر فٹ آجائے گی ویسے اس کے کانحوں
 پر موجود سنار بٹا رہے تھے کہ وہ انہماج ہے۔ عمران نے اسے گھسیٹ کر
 کرسی سے نیچے گرا یا اور پھر برقی رفتار سے اس کی یو نیفارم اتار فی شروع
 کر دی۔ سجدہ کھوں بعد عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

”ایسی یو نیفارم منتخب کرنا جو جہاد سے لباسوں کے اوپر فٹ آسکیں۔“
 عمران نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوئے معروف ہو گئے۔
 حسن۔ صفدر اور صدیقی نے باہر موجود افراد کی یو نیفارمز کا پانی تھیں جب
 کہ تنور نعمانی اور کیپٹن شکیل کو کمرے کے اندر موجود یو نیفارمز فٹ آ
 گئی تھیں۔

”باہر موجود دلاشوں کو اٹھا کر حقیقی طرف کسی کھائی میں ڈال دو اور
 اس کے ساتھ ہی باہر کا خیال رکھو میں اس افسر صاحب کا انٹرویو لے لوں۔“
 عمران نے کہا اور اس افسر پر جھٹک گیا جس کی یو نیفارم اس نے
 پہنی ہوئی تھی۔ اس نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا
 تھا۔ چند لمحوں بعد اس کو ہوش آنے لگ گیا تو عمران سیدھا ہو گیا۔
 کیپٹن میں موجود گیس ایسی نوعیت کی تھی کہ اس کے اثرات زیادہ
 در رنگ انسانی جسم پر نہ رہتے تھے اس نے اس کے شکار کو عام طریقے سے
 ہوش میں لایا جا سکتا تھا اور اگر نہ بھی لایا جائے تو وہ گھنٹوں بعد وہ خود بخود
 ہوش میں آجاتا تھا۔

”م۔ م۔ م۔ یہ۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ۔“..... اس آدمی نے ہوش میں
 آتے ہی پوچھا۔ ہوئے انداز میں اٹھ کر بیٹھے ہوئے سسٹے کھڑے عمران

بلیک ہاؤنڈز حصہ دوم

مصنف - مظہر کلیم ایم اے

○ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بلیک ہاؤنڈز کے خلاف جدوجہد اپنے حراج پر پہنچ گئی۔

○ بلیک ہاؤنڈز کے چاروں سیکشنز جب مکمل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف میدان میں اترے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو قدم قدم پر موت سے دوئلہ دار جنگ کرنی پڑی۔ اس جنگ کا نتیجہ کیا نکلا؟

○ کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاؤنڈز کے ظالم طاقتور اور انتہائی حریت یافتہ سیکشنز کا خاتمہ کر سکے یا خود اپنے انہم کو پہنچ گئے؟

○ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ کی تلاش میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک ناقابلِ تسخیر فوجی جھانڈی کو تسخیر کرنا پڑا۔ ایک ایسی جھانڈی جس پر قدم قدم پر موت اپنے جڑے کھمبے موجود تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

○ بلیک ہاؤنڈز اور پاک فیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی ایسی شدید تیز رفتار اور خونریز جنگ جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔ مسلسل اور تیز رفتار ایکشن لمحہ بہ لمحہ بدلنے والے جان لیوا اعمالات۔ احساس کو ہمو کر دینے والا سپنس۔ ایک ایسا مشن جو یقیناً یادگار حیثیت رکھتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

بھی دور ڈال گاؤ جلدی کر دہمارے جہاں زیادہ در در کنا خطرناک پہنچی ہو سکتا ہے۔
..... عمران نے مڑ کر ساتھیوں سے کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔
”حسن اب تم نے ڈرائیونگ کرنی ہے۔ ہم نے راجہ بہت بازار کے آفری کوٹنے میں موجود عمارت پر جانا ہے۔ راستے میں کسی نے کوئی بات نہیں کرنی۔ میں خود بات کروں گا۔“ عمران نے جیب کی طرف بڑھتے ہوئے حسن اور اپنے ساتھیوں سے کہا اور تھوڑی دیر بعد جیب انہیں اٹھائے تیزی سے راہولی شہر کی طرف بڑھی جلی جا رہی تھی۔

ختم شد

شہرہ آفاق مُصنّف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ٹماپ راک ————— دوم	نقدار جولیا ————— مکمل
جولیا فاسٹ گروپ — اول	کاروانِ درہشت ————— اول
جولیا فاسٹ گروپ — دوم	کاروانِ درہشت ————— دوم
پاور لینڈ ————— اول	جیل کے جاسوس ————— اول
پاور لینڈ ————— دوم	جیل کے جاسوس ————— دوم
جوانا ان ایکشن ————— اول	یکمپ ریکیز ————— اول
جوانا ان ایکشن ————— دوم	یکمپ بلاسٹ ————— دوم
اسٹار ٹریک ————— اول	وائلڈ ٹائیگر ————— مکمل
اسٹار ٹریک ————— دوم	اوہورا فاد سولا ————— اول
بٹل ٹورنٹ ————— مکمل	سوت کا دائرہ ————— دوم
فیس آف ڈیوٹی ————— اول	راین پڈ ————— اول
فیس آف ڈیوٹی ————— دوم	راین پڈ ————— دوم
بلیک ڈیوٹی ————— اول	بانکے مجرم ————— مکمل
بلیک ڈیوٹی ————— دوم	ڈائمنڈ آف ڈیوٹی ————— مکمل
بٹ ناٹ، اول، بٹ ناٹ، دوم	ٹماپ راک ————— اول

یوسف برادر۔ پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

اس ناول کے تمام حقوق محفوظ رکھنا، واعدات اور پیش کردہ پیرائے قلمی فرضی ہیں کسی قسم کی تجویز یا تنقید یا مخالفت انتقاد یا برکتی جس کے لئے پبلشرز مسئف نہ ہو نہ قلمی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین - سلام مسنون..... "بلیک ہاونڈز" کا دوسرا اور غری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے کے لئے اچھا لے جائیں گے۔ کیونکہ کہانی اب اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے آپ اپنے چند غلطو بھی ملاحظہ کر لیتے کیونکہ یہ بھی دلچسپی میں کسی سے کم نہیں ہیں۔

شہر کا نام لکھے بغیر محترم محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں..... "آپ اپنے ہر ناول کو جاسوسی ادب میں ایک نیا ناول کہتے ہیں حالانکہ آپ کے ناول ایک جیسے ہوتے ہیں سب میں جاسوسی موندو دھوتی ہے۔ عمران کا کردار عمرو عیار جیسا ہے جس طرح عمرو عیار کی وینیل سے سب کچھ نکل آتا ہے اسی طرح عمران کی جیب سے بھی سب کچھ نکلتا ہے دوسرے قارئین نہانے کیوں آپ کو عظیم جاسوسی ادب سمجھتے ہیں۔ میں تو ہرگز ایسا نہیں سمجھتا اس لئے آپ میرا قیمتی مشورہ مانیں اور جاسوسی ادب لکھنا چھوڑ دیں۔

محترم محمد ابراہیم صاحب - خط لکھنے اور قیمتی مشورے کا یہ حد شکریہ۔ واقعی یہ بات قابل غور ہے کہ جاسوسی ادب کے ہر ناول میں جاسوسی کیوں ہوتی ہے لیکن آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ جاسوسی

ناشران - اشرف قریشی

مستوفی قریشی

پرچہ - محمد عارف



ادب میں جاسوسی کی بجائے کیا شامل ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ اپنے آئندہ خط میں ضرور اس کی وضاحت کریں گے۔ جہاں تک عمران اور عمرو عیار کے کرداروں میں یکسانیت کا تعلق ہے۔ تو ان دونوں کرداروں کے تو نام تک ملتے ہیں اگر آپ کو عمرو عیار کی کہانیاں پسند ہیں تو آپ عمران کو بعد یہ دور کا عمرو عیار سمجھ کر کتب پڑھ لیا کریں تو یقیناً آپ زیادہ محفوظ ہوا کریں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ مجھے عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتے تو یہ آپ کی مہربانی ہے میں خود اپنے آپ کو عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتا آپ دوسروں کی فکر ہرگز نہ کریں دوسرے سمجھتے ہیں تو سمجھنے دیں آپ کا اور میرا کیا بگڑتا ہے باقی رہا آپ کا قیمتی مشورہ تو واقعی یہ انتہائی قیمتی ہے اور میں یقیناً اس قیمتی مشورہ قبول کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ مجبوری ہے امید ہے آپ آئندہ خط لکھتے وقت شہر کا نام ضرور لکھا کریں گے۔

قادر پور اس سے غصنفر عباس صاحب لکھتے ہیں..... "وہیے تو آپ کا ہر ناول شاپکار کہلائے جانے کا حقدار ہے لیکن "مٹائی ویا" پڑھنے کے بعد ہمیں آپ کی قلم کی عظمت کا صحیح معنوں میں اور آگ بھڑک ہے جاسوسی ادب میں ایسے بے مثال ناول لکھنے پر ہماری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ ایک شکایت آپ کی وساخت سے دکاندار اور لائبریرین حضرات تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے نام کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ہم قارئین سے قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں۔ آپ ان کو روکیئے ورنہ ہم تو بہر حال آپ کے ناول پڑھنے کے لئے مجبور

ہیں۔

مترم غصنفر عباس صاحب..... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو اگر واقعی دکاندار صاحبان اور لائبریرین حضرات قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کو اسلام میں بخنی سے منع کیا گیا ہے اور ہم سب الحمد للہ مسلمان ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ کو ایسی شکایت نہ ہوگی۔

زورہ غازی خان سے نام لکھے بغیر ایک مترم لکھتی ہیں..... آپ کی کتب میری پسندیدہ کتب ہیں اور میں انتہائی شوق سے آپ کی کتب پڑھتی ہوں۔ آپ کے ناولوں میں اکثر عمران اور اس کے ساتھی میک اپ استعمال کر کے اپنی شکلیں تبدیل کر لیتے ہیں میرے ساتھ بھی ایک ایسی مشکل پیش آئی ہے کہ میں بھی کچھ عرصہ کے لئے اپنی شکل تبدیل کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے ان دکانوں یا کینوں کا نام لکھ کر بھیجیں جہاں سے ماسک وغیرہ ملتے ہوں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے۔

مترم غصنفر اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ ماسک یا میک اپ سے شکل تبدیل کر لینا ایک فن ہے جسے باقاعدہ طریق سے سیکھنا پڑتا ہے۔ جہاں تک آپ کے ساتھ کسی مشکل پیش آنے کا تعلق ہے تو مشکل کا مقابلہ شکل تبدیل کر لینے سے نہیں کیا جا

مکمل مشکل کا مقابلہ ہمت حاصل اور جدوجہد سے کیا جاتا ہے اس لئے آپ بھی اپنی مشکل کا مقابلہ ہمت حاصل اور جدوجہد سے کریں تو آپ کو مشکل جدید مل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ امید ہے بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔

میلنگ سے شیخ عفر وحید صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناولوں کا خاموش قاری ہوں۔ آپ کے تمام ناول میری ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ کے ایک ناول "حضرات الارض" میں ایک خط سائبریا کی عالیہ سسرز کی طرف سے شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے سائنس لائبریری کے قیام کا مشورہ دیا تھا مجھے یہ مشورہ بے حد پسند آیا ہے میں سائنس لائبریری میلنگ میں بنانے کا خواہش مند ہوں۔ آپ عالیہ سسرز کا مکمل پتہ مجھے روانہ کر دیں تاکہ میں ان سے مشورہ کر سکوں محترم شیخ عفر وحید صاحب..... خط لکھئے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکر ہے۔ سائنس لائبریری کا قیام واقعی ایک احسن اقدام ہے تاکہ ہمارے ملک میں سائنس کو زیادہ سے زیادہ فروغ مل سکے۔ لیکن اس کے لئے کسی مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ سائنس کے موضوعات پر کتابیں بازار سے ملتی ہیں ان سے آسانی سے آپ سائنس لائبریری بن سکتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

منوہر کا چہرہ غصے سے لمبے کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔ منوہر کے حکم پر فوجیوں نے اس پورے علاقے پر قیامت خیز بمباری کی لیکن اس ساری بمباری کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہوا تھا۔ ایک خفیہ اڈے کا کچھ حصہ سائنس ضرور آیا تھا جس میں کبل اور خوراک کے ٹوٹے ہوئے ڈبے موجود تھے لیکن اس پورے اڈے پر موجود ہتھیار بنانے کے باوجود وہاں سے ایک لاش بھی نہ ملتی تھی۔ اڈے کی پوزیشن بہر حال متاثر ہی تھی کہ یہ وہی اڈہ ہے جس کی تلاش میں وہ آئے تھے لیکن پاکیشیائی دہشت اور اس کے ساتھی سب جہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ منوہر کے کہنے پر فوج نے دور دور ملک کے علاقے کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا لیکن وہ سمجھنے نہ گزرنے کے باوجود ابھی تک سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔

"یہاں یقیناً خفیہ دہشتہوں گے اور ان کو گھونے پہرے داری کا انتظام بھی کیا ہوا ہو گا اس لئے دور سے ہی وہ فوج کو آتے دیکھ کر ان خفیہ

کے بارے میں علم ہی نہیں ہو سکتا۔ چلو اب واپس چلیں۔ اب ہمیں کوئی اور پلاٹنگ کرنی ہوگی..... منوہرنے ہوٹ پہنچتے ہوئے کہا تو کورو نے اور ایڈنڈل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور فوجیوں کو واپس کی ہدایات دیتے میں مصروف ہو گیا اور وہ سب واپس راہوٹی کی طرف چلنے لگے۔ چونکہ ان کی جیب کافی دور موجود تھی اس لئے انہیں جیب تک پہنچتے پہنچتے کافی دقت لگ گیا۔ اب کہاں جانا ہے پاس..... کورو نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”واپس چلو اور کیا کرتا ہے..... ایک اجماع موقع ملا تھا وہ بھی ضائع ہو گیا۔ بہر حال ہمیں دوبارہ اس آصف کو تلاش کرنا پڑے گا۔ وہ ڈنکی ہے اس لئے وہ زیادہ دور نہ جاسکے گا“..... منوہرنے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے پاس..... پورے راہوٹی شہر کے ایک ایک گھر کی باقاعدہ فوج اور پولیس کے ذریعے تلاش لی جائے وہ زیادہ عرصے تک غاروں میں چھپے نہیں رہ سکتے..... کورو نے جیب سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے میجر دے کو تفصیلی ہدایات دینی ہوں گی اس پورے علاقے کی تاکہ بندی سرورڈی ہے تاکہ وہ راہوٹی سے باہر نہ جاسکیں۔ اس کے بعد واقعی ایک ایک گھر کی تلاش بھی لی جائے گی“..... منوہرنے ہوٹ پہنچتے ہوئے کہا۔

”سر..... آپ نے بتایا تھا کہ وہ بلک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو آرڈر کی تلاش

راستوں سے ٹک لگے ہوں گے لیکن آپ بے فکر رہیں آصف کے جسم میں ڈکٹافون کی موجودگی سے یہ فک کر نہ جاسکیں گے.....“ منوہرنے کے ساتھ کمرے کو روئے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی تک اس ڈکٹافون نے بھی کوئی گفتگو ریکارڈ نہیں کی.....“ منوہرنے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کورو کوئی جواب دیتا۔ اس کے ہاتھ میں موجود چھوٹے سے ٹرانسمیٹر پر کال آتی شروع ہو گئی یہ فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔

”ہیلو ہیلو دوشا کالنگ اور.....“ کورو کے بشن دباتے ہی ٹرانسمیٹر سے آواز نکلی۔ دوشا ٹرانسمیٹر مشینری کا انہاراج تھا۔

”ہیں..... کورو انڈنگ یو۔ کوئی خاص کاشن ملا اور.....“ کورو نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں سر..... بلکہ ڈکٹافون ہی آف ہو چکا ہے اور.....“ دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آف ہو گیا..... کیا مطلب اور.....“ کورو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا رابطہ ختم ہو گیا ہے جناب وہی صورتیں ہو سکتی ہے یا تو وہ غراب ہو گیا ہے یا پھر اسے علیحدہ کر کے توڑ دیا گیا ہے اور.....“ دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے یقیناً اسے چیک کر لیا ہوگا اس لئے آف کر دیا۔ اس کا مطلب ہے وہ اجنبی تربیت یافتہ لوگ ہیں دور نہ عام بھینٹوں کو تو اس

گفتی پولیس میم وہاں پہنچی تو جو کی غالی پڑی تھی۔ جیب بھی غائب تھی اور سپاہی بھی۔ اللہ وہاں خون کے نشانات بھی موجود ہیں اور انسانی کھوپڑیوں کے ٹکڑے بھی..... ہوس لگتا ہے جیسے وہاں کوئی خوفناک واردات ہوئی ہے افسیر نے مجھے ڈراکسیٹر پر اطلاع دی ہے میں وہیں جا رہا تھا کہ آپ کی جیب نظر آگئی۔ آئندہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ..... ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ چلو آگے.....“ سنوہر نے ہوش بچھنے ہوئے کہا اور آئندہ نے اجابت میں سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے اس کی جیب آگے بڑھ گئی اور کو رو نے اپنی جیب اس کے پیچھے لگا دی۔

یہ حملہ ضرور ان پاکستانیوں کے لیے ہو گا۔ کو رو نے کہا۔
”ہو سکتا ہے لیکن سپاہیوں کو وہ اغوا کر کے کیوں لے گئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ انہیں ہلاک کر دیتے.....“ سنوہر نے کہا اور کو رو خاموش رہا اس نے سنوہر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ دونوں جیسے آگے پیچھے دوڑتی ہوئی تھوڑی دیر بعد پولیس چوکی پر پہنچ گئیں۔ وہاں پولیس کی ایک جیب اور چھ سپاہی موجود تھے آئندہ نے نیچے اترتے ہی انہوں نے باقاعدہ سلسلہ شکنے۔

”انسپکٹر..... تم نے ارد گرد کا علاقہ چیک کیا ہے.....“ آئندہ نے ایک انسپکٹر سے مخاطب ہو کر سخت اور حکمتانہ لہجے میں کہا۔

”ارد گرد کا علاقہ مگر جناب وہ عربت پسند اغوا کے بعد جہاں کیوں رکیں گے.....“ انسپکٹر نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے آئندہ نے اس سے کوئی بچکانہ بات کر دی ہے۔

میں جہاں آئے ہیں تو وہ لازماً اسے تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اور لئے ایسی تمام عمارتیں جن پر انہیں ہیڈ کوارٹر کا شک گزرے کی پورا طرح نگرانی کرنی چاہئے.....“ کو رو نے جواب دیا۔

اوہ ہاں..... گلا آئیڈیا۔ واقعی اس طرح وہ آسانی سے پکڑے جاسکے گے ٹھیک ہے میں مجبور ہے کہ اس کی بھی ہدایت کر دوں گا..... سنوہر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جیب ابھی شہر کے اندر داخل ہو کر تھوڑا سا آگے بڑھی تھی کہ یکٹھن ایک پولیس جیب ایک سائیل روڈ سے نکلی اور ان کی جیب کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگی۔ پولیس جیب پر کشٹر آئندہ موجود تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر سنوہر کو سلام کرنے کے ساتھ ساتھ جیب روکنے کا اشارہ کیا اور کو رو۔ اس کا اشارہ دیکھ کر جیب روک دی۔

”جناب آغا نگر جانے والی سڑک پر واقع پولیس چیک پوسٹ پر حرج و مرج بندوں نے بد اخونا فک حملہ کیا ہے۔ وہاں سے سارے پولیس والوں پولیس جیب سمیت اغوا کر لیا گیا ہے میں دوسری جا رہا ہوں۔“ سرائے واقعات جہاں پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ میری کچھ میں نہیں آ رہا کہ اچانک جہاں یہ سب کچھ کیسے ہوئے لگ گیا ہے۔ پہلے فوجی جمادی جہاں ہوئی اب پولیس چوکی پر یہ واردات ہوئی ہے۔ پولیس کشٹر آئندہ نے گھبراہٹ سے لہجے میں کہا۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے.....“ سنوہر نے چونک کر پوچھا۔

”اوہ تم احمق آدمی..... بھادو اور دگر کا علاقہ چیک کرو۔ بھلی کرو
 آئندے فصلے لیے جس خوب دیتے ہوئے کہا اور انسپکٹر سلطانا ہوا
 اپنے ساتھیوں سمیت بھاڑی علاقے کی طرف بڑھ گیا۔ منوہر اور کورا
 جیپ سے اترتے ہی کمرے میں داخل ہو گئے تھے۔

”مہاں تو خون کے دھبے نظر نہیں آ رہے۔“ منوہر نے پولیس
 کسٹرن آئندے کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”مجھے تو انسپکٹر نے رپورٹ دی تھی۔ شاید باہر ہوں۔“ آئندے نے
 اصرار دیکھتے ہوئے کہا اور منوہر کمرے سے باہر کی طرف چل پڑا۔ اسی
 لمحے دوسرے کسی کی جھنجھکی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ سب اصرار متوجہ ہو گئے
 ایک سپاہی جھنگا ہوا اور دوڑتا ہوا لوہے کی طرف ہی آ رہا تھا۔

”جنتاب جنتاب..... اصرار باغ لاشیں بھی پڑی ہیں اور چار آدمی زندہ
 بھی موجود ہیں ان کے ہاتھ اور پیر بھی بندھے ہوئے ہیں اور منہ میں
 کپڑے ٹھیسے ہوئے ہیں وہ بے ہوش ہیں۔“ سپاہی نے قریب آ کر تیر
 تیر سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ سب اصرار کو دوڑ پڑے۔ سپاہی نے ہر کچھ بتایا
 تھا واقعی وہاں یہ سب کچھ موجود تھا۔ البتہ منوہر نے دیکھا کہ ان میں سے
 سات افراد کی بے میثاق مرغاب تھیں۔

”اوہ اوہ..... یہ حملہ یقیناً پاکستانی یا بھنگنوں نے کیا ہے۔ ان کی
 بے میثاق مرغاب حاصل کرنے کے لئے۔ اوہ۔ اوہ۔ فوراً اپنی پوری فورس کو
 الرٹ کر دو کہ انہی پولیس افسروں کو گرفتار کر لیا جائے یا کوئی ماردی
 جائے اور سناو اصرار فائرنگ میں بھی اطلاع کر دو جو سکتا ہے وہ جیپ لے کر

اور کو ٹھیل گئے ہوں۔ بھلی کرو۔“ منوہر نے جھنجھتے ہوئے کہا۔
 ”مگر۔ مگر جنتاب..... پولیس کسٹرن آئندے نے حیرت بھرے لہجے میں
 کچھ کہنا چاہا۔

”میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ بھلی کرو۔ وہ انتہائی خطرناک
 لوگ ہیں۔ کہیں فرار نہ ہو جائیں۔“ منوہر نے اس کی بات کا لہجہ
 ہونے کہا۔ اور آئندے تیزی سے سڑ اور دوڑتا ہوا لوہے کی طرف جانے لگا۔
 ٹرانسمیٹر شاید اس کی جیپ میں تھا اس لئے وہ اصرار ہی چاہا تھا۔ اس
 دور ان ان بے ہوش افراد کو نہ صرف کھول دیا گیا تھا بلکہ انہیں ہوش میں
 لانے کی کوشش بھی کی جا رہی تھی اور پھر ایک ایک کر کے چاروں افراد
 ہوش میں آ گئے۔

”کیا ہوا کیپٹن شام یہاں کیا ہوا تھا۔“ انسپکٹر نے ایک آدمی کے
 ہوش میں آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
 ”اوہ اوہ..... تم انسپکٹر..... اوہ وہ لوگ چلے گئے۔“ اس آدمی
 جسے کیپٹن شام کہہ کر پکارا گیا تھا، اصرار کر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے
 میں کہا۔

”کون لوگ۔ تم کن..... کی بات کر رہے ہو۔“ منوہر نے آ
 گئے بڑھ کر اس سے پوچھا۔
 ”آپ۔ آپ کون ہیں۔“ کیپٹن شام نے اصرار کر کمرے ہوتے
 ہوئے حیرت سے کہا۔
 ”یہ کسٹرن صاحب کے ساتھ آئے ہیں۔“ انسپکٹر نے کیپٹن شام

سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہمارا تعلق لی۔ آج سے ہے۔“..... منوہر نے خشک لہجے میں کہا۔

”اوہ یس سر..... میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو کی کے اندر موجود“

تھا کہ اپنا تک پہنچی ہی کلک کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میرے جسم پر یونیفارم موجود تھا۔ جب کہ ایک مقامی آدمی میرے سامنے میری یونیفارم پہنے ہوئے کھڑا تھا۔ میرے ساتھ ہی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس آدمی کے ہاتھ میں سائیکس برگ ریولور تھا۔ اس نے مجھ سے سیرنام اور عہدہ کو چاہور پھر مجھے مرنے کے لئے کہا، جیسے ہی میں مڑا میری گھٹنی پر ضرب لگی میں چیخ کر اٹھ کر دوسری ضرب لگی اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو اب سامنے موجود ہیں..... کمپنشن شام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے آپ کی دولت پر عمل کر دیا ہے جناب..... ہاں کمیشن شام کیا ہوا کون لوگ سہاں آئے تھے..... اس دوران آتے نہ وہاں آ کر بچے منور سے بات کی اور پھر وہ کمیشن شام سے مخاطب ہو گیا لیکن کمیشن شام کے بولنے سے بچے منور نے کمیشن شام کی بات دہرا دی۔“

آپ واقعی بے حد عقلمند ہیں چنانچہ آپ کا ذہن انتہائی تیز رفتاری سے درست نتیجہ نکالتا ہے۔ اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ آپ کے جو کچھ کہا ہے وہی ہوا ہو گا۔ بہر حال اب فکر کی کوئی بات نہیں وہ لوگ کہیں چھپ نہیں سکتے۔ پولیس کھنڈنے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا اور منوہر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اشارت میں سر ہلادیا اور واپس چوگا،

نام اور مہذبہ پوچھنے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی اور میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے انہیں زندہ کیوں رہتے دیا۔ وہ آسانی سے انہیں ہلاک کر سکتے تھے..... کورونے ساتھ چلتے ہوئے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

انہی باتوں پر میں بھی خور کر رہا ہوں لیکن اس کا کوئی مثبت جواب
مجھ میں نہیں آ رہا۔ بہر حال اب ہمیں واپس چلنا ہے۔..... منوہر نے
جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد ان کی جیب تیز رفتار سے وہاں شہر کی طرف
ڑی جلی جارہی تھی۔ ابھی جیب تھوڑی ہی آگے بڑھی تھی کہ کورو کی جیب
میں موجود ٹرانسمیٹر سے کال آتی شروع ہو گئی۔ اور کورو اور منوہر دونوں
بے اختیار چونک پڑے۔ کورو نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور
منوہر نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر چھٹ لیا۔

خود کال اٹھ کر تھوڑی دیر..... منو ہرنے ٹراکسٹر چھینٹتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بین دبا دیا۔

”اسلمو اسلمو..... دوشا کاشنگ اوور“..... یمن سبے ہی دوشا کی آواز
سنائی دی۔

”میں چھٹا انگ یو اور..... منوہرن نے کہا۔“

”جسٹاب ہم نے سات پولیس والوں کو پکڑ لیا ہے وہ ہیڈ کو اسٹریپر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے ہمارے چار آدمی مار ڈالے ہیں اور.....“

دوسری طرف سے دوشانے کہا تو منوہر بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون پولیس والے۔ کیسے قبضہ کرنا چاہتے تھے پوری تفصیل بتاؤ اور.....“ منوہر نے جھنجھٹے ہوئے کہا۔

”جناب میں نیچے کنٹرول روم میں تھا اور بار بار افراد موجود تھے کہ میں نے چیکنگ مشین پر بیرونی گیٹ پر ایک پولیس جیپ کو روکے ہوئے دیکھا۔ اس میں سے ایک سپاہی نے اتر کر کال ہیل کا بن دیا یا۔ ہمارے ایک آدمی نے جب پھانک کھولا تو وہ اسے زبردستی دھکیلتے ہوئے اندر لگے اور جناب انہوں نے انتہائی برقی رفتار سے اسے اوپر موجود چاروں افراد کو سائیکسنگ کر دیا اور وہ سب بے ہوش ہو گئے اور اس میں پھیل گئے۔ میں چیکنگ مشین پر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا چونکہ اوپر ایک بھی آدمی نہ تھا۔ چاہتا تھا۔ اس لئے وہ سب جب اوپر اوپر سے گھوم کر ہال میں لگنے میں نے وہاں ان پر ریڈ فائر کر دیا۔ اور وہ سب بے ہوش ہو گئے اور اب بھی وہیں بے ہوش پڑے ہیں۔ اگر یہ پولیس والے نہ ہوتے تو میں یقیناً انہیں ہلاک کر دیتا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے بات کروں کہ اچانک پولیس والے ہمارے خلاف کیوں ایکشن میں آ گئے ہیں اور..... دوشانے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور منوہر کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ دوشانہ..... بہت بڑا کارنامہ! چھپیں اس کا انعام ملے گا جہارے تصور سے بھی زیادہ بڑا انعام۔ یہ پولیس والے نہیں ہیں پاکیشانی مینٹ ہیں انہوں نے ایک پولیس چوکی پر حملہ کر کے وہاں موجود پولیس والوں کو ہلاک کر کے ان کی یونیفارمز بھیجی

ہوتی ہیں اور یہ جیپ بھی انہوں نے وہاں سے ہی اڑائی ہے۔ اور تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور.....“ منوہر نے مسرت سے چمکتے ہوئے کہا۔

”پاکیشانی مینٹ۔ تو میں انہیں ہلاک کروں اور..... دوشانے لہجے میں بھی مسرت نمایاں تھی۔

”میں اور کو رو دیں آرہے ہیں۔ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گا ریڈ فائر کی وجہ سے یہ خود بخود ہوش میں نہیں آسکتے اس لئے اب ان کی طرف سے فوری کوئی خطرہ نہیں۔ گڈ۔ ٹھ..... دوشانے نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور رائیڈ آئل.....“ منوہر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ مسرت کی زیادتی سے اس سے صحیح طریقے سے بات بھی نہ ہو پا رہی تھی۔

”دوشانے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے جیپ ورنہ یہ خطرناک لوگ آسانی سے ہمارے اڈے پر قبضہ کر لیتے اور ہم بچے ہوئے بھلوں کی طرح ان کی بھولی میں جا گرتے.....“ کو رو نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھی مسرت کی تھمکیاں موجود تھیں۔

”ہاں..... لیکن یہ بتاؤ کہ انہیں ہمارے اس خفیہ اڈے کا کیسے علم ہو گیا کہ وہ سیدھے اس پر حملہ کر ڈالے.....“ منوہر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں اس اڈے کی متعلق میرے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ صرف کرنل درگادام کو علم تھا کیونکہ وہ مٹری کا چیف تھا۔ اسے سرکاری

طور رہتا یا گیا تھا اور تو کوئی نہ جانتا تھا۔ کورونے جواب دیا۔

”اوہ اوہ..... تو اڈے کی مشعل انہیں کر تل دو گرام سے معلوم ہوا ہو نہ..... اب ہلست کچھ میں آرہی ہے۔ سائپوں نے پولیس بھڑکی پر قبضہ کر کے وہاں سے جیپ اور یونیفارمز اس لئے حاصل کیں کہ پولیس یونیفارمز کی وجہ سے انہیں شہر میں روکا نہ جاسکے گا۔ اس طرح وہ آسانی سے اڈے تک پہنچ گئے۔ منوہر نے کہا اور کورونے بھی اہلات میں سر ہلا دیا تھوڑی دیر بعد جیپ اڈے کے پھاٹک پر پہنچ کر روک گئی۔ کورونے نیچے اتر کر کال ہیل کا بلن پریس کیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور دو شا کا چہرہ نظر آیا۔

”آپ آگئے ہاں میں پھاٹک کھول ہوں“..... دو شا نے باہر جھانکتے ہوئے کہا اور پھر مچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور کورونے جو اس دوران وہ بارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا جیپ آگے بڑھا دی۔ پوربھ میں ایک پولیس جیپ موجود تھی۔ اس کے قریب جا کر کورونے جیپ روکی تو منوہر جھٹک لگا کر نیچے اتر آیا۔

”کہاں ہیں وہ لوگ.....“ منوہر نے چیخ کر پھاٹک بند کر کے واپس آتے ہوئے دو شا سے پوچھا۔

”میں نے انہیں اٹھا کر نارمر سیل میں پہنچا دیا ہے اور ڈھیر ہوں سے بھی بیکر دیا ہے میرا خیال تھا کہ شاہد آپ ان سے حریت پسندوں کے اڈوں کے بارے میں پوچھ کر رہے گے.....“ دو شا نے قریب آتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ ہاں دیری گڈ واقعی اس سے ان حریت پسندوں کے اڈوں کے

ارے میں سلطنت حاصل کی جاسکتی ہیں۔ گڈ شو۔ تم واقعی زمین آدمی ہو.....“ منوہر نے اشدت میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جانے میں باقی تھیں جہاں نارمر سیل تھا۔ کورونے دو شا بھی اس کے پیچھے تھے۔

اندرا آگئے۔ یہاں خمین اور افراد سو جو تھے۔ سائیکسٹر گئے ریو الجوروں کی وجہ سے چند لمحوں میں ان کا خاتمہ کر دیا گیا اور پھر بھانگ کھول کر جیپ کو اندر لے آیا گیا۔ انہوں نے ساری عمارت گھوم ڈالی لیکن ان چار افراد کے علاوہ اور کوئی آدمی وہاں نظر نہ آیا اور پھر وہ ایک بڑے کمرے میں آگئے، ہوئے ہی تھے کہ اچانک کمرے کی چھت سے سرخ روشنی ان پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن تاریک ہو گیا۔ اور اب اسے اس حالت میں ہوش آیا تھا اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اب بری طرح بھٹس چکے تھے۔ لیکن عمران کو کم از کم یہ اطمینان ضرور تھا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک نہیں کیا گیا اور ہوش میں لانے کا بھی تکلف کیا گیا ہے اور منوہر کے ہاتھ میں گولے کی موجودگی بتا رہی تھی کہ وہ ان پر تشدد کر کے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے اور شاید اسے سب کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا اس لئے وہ عمران کو ہوش میں دیکھنے کے باوجود خاموش کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ اوپر اٹکی ہوئی ذمیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور دونوں پیروں کے گرد بھی ذمیریں موجود تھیں عمران نے موقع غنیمت جانا اور سراٹھا کر اس نے ہاتھوں کے گرد موجود فولادی کوڑوں کو چٹنی سے جکڑے ہوئے تھے ذمیر اوپر یو ارمین نصب فولادی کڑوں میں جا کر ختم ہو رہی تھی۔

کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم ان ذمیروں سے آزاد ہو سکو گے..... اسی لمحے منوہر کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

درو کی ایک تیز ہر جسم.... نہیں دوڑتے ہی عمران کے تاریک ذہن میں روشنی پھیلتی چلی گئی اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس کے ہونٹ بھیج گئے۔ کیونکہ ایک لمحے میں وہ ساری صورت حال کو بھانپ گیا تھا۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ فولادی ذمیروں میں جکڑا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی قطار کی صورت میں اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں موجود تھے۔ اور ایک نوجوان اس کے ساتھیوں کو انجکشن لگاتے ہیں مصروف تھا جب کہ سلسلے منوہر ہاتھ میں ایک گولہ اٹھانے بڑے جاہز انداز میں کھڑا تھا اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا اور عمران کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے سارے واقعات بے اختیار گھوم گئے۔ پولیس جیپ میں وہ آسانی سے اڑے تک پہنچ گئے تھے۔ رستے میں کسی نے انہیں نہ روکا تھا۔ کال، ہیل کے جواب میں ایک آدمی نے بھانگ کھولا تو عمران اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی

ہی ہوں گے لیکن میری اطلاع کے مطابق جہاد سیکشن ہیڈ کو آرڈر دہوئی ہیں، ہونا چاہئے..... عمران نے کہا۔

”جہیں جس نے بھی اطلاع دی ہے اس نے کسی حد تک درست اطلاع دی ہے۔ پہلے سیرا سیکشن ہیڈ کو آرڈر اس عمارت میں ہی تھا۔ کیونکہ بلیک ہاؤنڈز کے قیام کے وقت وادی کو چار دونوں میں تقسیم کر کے ایک ایک زون ایک ایک سیکشن کے ذمے لگایا گیا تھا اور سیکشن فور کے ذمے جو زون لگا تھا اس کا مرکز دہوئی ہی تھا اس لئے میں نے سیکشن ہیڈ کو آرڈر یہاں بنایا تھا، لیکن پھر اس تقسیم کو ختم کر دیا گیا اور ہر سیکشن کے ذمے مختلف کام لگا دیے گئے اور پوری وادی ان کی رینج میں دے دی گئی اور تمام سیکشنز ہیڈ کو آرڈر ڈیگم میں شفٹ کر دیئے گئے.....“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ لیکن کیا تم تفصیل بتاؤ گے کہ بلیک ہاؤنڈز کے چاروں سیکشنز کے ذمے کیا کیا کام لگائے گئے ہیں.....“ عمران نے کہا۔

”ہاں..... اب بہت باتیں بوجھتی ہیں تم نے۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ عہدہ پستندوں کے اڈے کہاں کہاں ہیں.....“ منوہر نے مضبوطی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو اٹھا کر جھٹکا دے کر اس سے شراب کی خوشنکاح آواز پھینکی۔ اور عمران نے اختیار پس پڑا۔

”تم سیکشن فور کے چیف ہو لیکن جہاد انڈا بالکل بھروسہ میں ہے۔“

کہ تم لوگ میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار۔ تیز اور عیار ثابت ہوئے ہو، لیکن بہر حال تم میرے ہاتھوں سے زندہ بچ کر رہ جاسکتے تھے.....“ منوہر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں جہاد سے سب سوالوں کے جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔“ جہیں عہدہ پستندوں کے سارے اڈوں اور سب افراد کے نام و پتہ تفصیل سے بتا سکتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کو آرڈر کہاں ہے اور اس کا محل وقوع کیا ہے.....“ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ واقعی سب کچھ بتا دو گے.....“ منوہر نے چونک کر پوچھا۔

”بالکل وعدہ.....“ عمران نے جواب دیا۔

”تو منو بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کو آرڈر ڈیگم میں ہے۔“ سین اس کا چیف ہے اور بس اس سے زیادہ اور کوئی کچھ نہیں جانتا۔ چیف سے ہماری بات چیت ایک خصوصی ٹرانسمیٹر پر ہوتی ہے۔ وہی ٹرانسمیٹر جسے تم غدار کی دیوار کے پاس جھوڑا آئے تھے۔ اور اگر کبھی چیف نے میٹنگ کرنی ہو تو وہ کسی بھی سیکشن ہیڈ کو آرڈر میں خود پہنچ کر میٹنگ کر لیتا ہے.....“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گٹ..... اس کا مطلب ہے کہ اصل اہمیت ہیڈ کو آرڈر کی نہیں ہے بلکہ سیکشن ہیڈ کو آرڈر کی ہے اور جہاد کے کہنے کے مطابق تو یہ بھی ڈیگم میں

جذب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

”کیا بکواس ہے۔ کورو مجھے جانتا ہے۔ تم اسے چکر نہیں دے سکتے۔“

..... منوہر نے فیسے سے ہرے ہوئے لٹکے میں کہا۔

”ہاں میک اپ مشین موجود ہے اور کورو اس کا استعمال بھی جانتا ہے ابھی اصلیت سامنے آئے گی۔“

..... عمران نے ٹیگٹ سرولٹے میں کہا اور دوسرے لٹکے کورو نے ٹیگٹ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ربوہ اور کارڈ منوہر کی طرف کر دیا۔

”سوری ہاں اب مجھے چینگنگ کرنی ہوگی۔ اس کی جیب سے آپ کے

خصوصی کارڈ کا برآمد ہونا اور آپ کے پہلے مجھ سے اس کا ذکر نہ کرنا یہ سب مشکوک ہے۔“

..... کورو نے تیز لٹکے میں کہا۔

”کیا..... کیا..... تم مجھ پر شک کر رہے ہو..... مجھ پر.....“

منوہر نے پیچھے پلٹے ہوئے فیسے سے چیخ کر کہا اور دوسرے لٹکے اس کا کوڑے

والا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تہہ ناز کورو کی چیخ سے

گوج اٹھا۔ منوہر نے واقعی انتہائی مہارت سے کوڑا کورو کے اس ہاتھ پر

مارا تھا جس میں اس نے ربوہ اور پکڑا ہوا تھا اور ربوہ اور اس کے ہاتھ سے

ٹکل کر ایک طرف جا گرا اور کورو ابھی ضرب کھا کر سنبھلا بھی نہ تھا کہ

منوہر نے اس طرف چملا ٹنگ لگا دی جدھر ربوہ اور پکڑا ہوا تھا اور ربوہ اور اس

کے ہاتھ سے ٹکل کر ایک طرف جا کر انکر اس سے پہلے کہ وہ ربوہ اور اٹھان

کورو نے بھی اس پر چملا ٹنگ لگا دی اور وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے

کیا جہاز خیال ہے کہ ہم کوڑوں سے ڈر کر جنہیں سب کچھ بتا دیں

منوہر ہم جہاں ایک خاص مقصد کی وجہ سے آئے ہیں اور اگر

مقصد کو واقعی جانتا چاہتے ہو تو پھر میری جیب میں سے وہ کارڈ نکال

کی میں نے اب تک اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کی ہے۔ گھبر

میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ میں جہاز کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کارڈ کیسٹا کارڈ۔ کورو جا کر اس کی تلاش کرو۔..... منوہر نے

کہا اور منوہر کے ساتھ کھڑا ہوا آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

اسی طرح اطمینان سے کھڑا ہوا۔ کورو نے عمران کے لباس کی تا

شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ واقعی اس کی جیب سے کارڈ برآ۔

میں کامیاب ہو گیا مگر کارڈ دیکھتے ہی کورو بے اختیار اچھل پڑا۔

”باس یہ تو آپ کا کارڈ ہے۔ یہ اس کی جیب میں کیسے آ گیا۔“

..... نے کارڈ لے کر دائیں مڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ مجھے اسے چنیک کرنے کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس نے پتہ

اس وقت میری جیب سے نکالا ہوگا جب یہ مجھے مردہ سمجھ کر خار میں

آئے تھے۔“

..... منوہر نے جلدی سے آگے بڑھ کر کورو کے ہاتھ

چھینتے ہوئے کہا۔

”اب کورو احمق بھی نہیں ہے کہ وہ اصلی اور نقلی پاکیشٹائی

میں پہچان نہ کر سکے۔“

..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ا

اختیار تیزی سے منوہر کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر لاشعور

تم۔ تم۔ کیا تم واقعی..... کو رو نے بری طرح پلٹتے ہوئے حور
 ۱۔ عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا پہرہ شاندار کی طرح سرخ ہوا تھا۔
 گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کو رو۔ ہا کر میک اپ واشر لے آؤ اور
 ۲۔ دونوں کے ہجرے داش کر کے دیکھ لو۔ ابھی اصلیت تمہارے سامنے
 بنائے گی..... عمران نے کہا اور کو رو چند لمحے ہونٹ چبانا ہوا کھڑا رہا
 ہر تیزی سے مڑا۔ بیرونی دروازے کی طرف دوڑنا چلا گیا۔

یہ۔ یہ کیا جکر چلا دیا ہے تم نے۔ اس کا کیا فائدہ ہوگا..... کو رو
 کے باہر جاتے ہی ستور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہنجر چلائے بغیر جہاں سے ہماری رو میں ہی نکل سکتی تھیں، لیکن تم
 ب خاموش رہو گے..... عمران نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد کو رو
 اڑتا ہوا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ترین میک اپ واشر
 جو تھا۔

چلتے سدا پہرہ چیک کر دو..... عمران نے کہا اور کو رو سر ہلاتا ہوا:
 رات کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کو نیچے زمین پر دکھا اور اس کے
 اتھ خشک کنوٹ عمران کے سر پر مٹھانے کے لئے اس کے سامنے کھڑا
 ۱۔ ہی تھا کہ ٹلٹ عمران نے سر کو جھٹکا دے کر پوری قوت سے اس کی
 ل پر دے مارا۔ کو رو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ضرب کھا کر بے اختیار
 ۲۔ شت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے حلق سے چلے سے بھی زیادہ
 ۱۔ ہناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہوا پلٹ کر وہ پہلو کے بل گرا اور چند
 لمحے چپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

گرے اور پھر اس ربو الور کے حصول کے لئے ان دونوں کے درمیان
 خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی اور وہ آدمی جس نے عمران اور اس
 ساتھیوں کو انجشن لگائے تھے، ایک طرف خاموش کھڑا انتہائی حق
 بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا:
 اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ کس کا ساتھ دے لیکن اسی لمحے دھماکہ ہوا اور
 کے ساتھ ہی بکرہ اس آدمی کی پیچ سے گونج اٹھا۔ جدوجہد کے دور
 ربو الور چل گیا تھا اور کوئی اس آدمی کے سینے میں جا لگی تھی۔ اس دھما
 اور پیچ نے منوہر اور کو رو دونوں پر مختلف رد عمل کیا اور وہ دونوں ہی
 اختیار اچھل کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ دونوں ہی بری طرح ہانپ رہے
 ربو الور چلنے کی وجہ سے جو چانکنا جھٹکا تھا اس کی وجہ ربو الور ان
 ہاتھوں سے نکل کر ایک کونے میں جا کر اٹھا۔

تم۔ جہاں یہ جرات کہ تم منوہر کے منہ آؤ..... منوہر نے ہلکا
 چپکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی مابہر انداز میں کو رو
 جھلانگ لگادی لیکن کو رو بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف گھبرا اور مز
 اس طرح جھٹکا ہوا سیہ حاسا سیڈ کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا
 دوسرے لمحے الٹ کر نیچے گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی
 کو رو نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گھنٹی پر بوٹ کی نو ما
 اور منوہر جھٹکا ہوا ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔
 ۱۔ گھنٹہ کو رو۔ تم نے واقعی میکشن فور کی لاج دکھائی ہے۔
 عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

باقی ساتھیوں کے ساتھ کر سکو..... عمران نے آزاد ہوتے ہی ساتھ کمرے صدر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”آپ کے لئے واقعی یہ چھوٹا سا کام تھا.....“ صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران ہنس پڑا۔ بعد ازاں بعد عمران نے صدر کو

نہیروں سے آزادی دلائی اور پھر وہ مڑ کر اس کو سننے کی طرف بڑھ گیا جہاں ریو الو پڑا ہوا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے منوہر اور کورو کے درمیان

تشنش ہوتی رہی تھی۔ اس نے ریو الو اٹھایا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف نکل گیا۔ مگر اس سے پہلے ہی وہاں موجود سب افراد

کو ہلاک کر چکے تھے لیکن جس طرح انہیں بے ہوش کیا گیا تھا اس سے عمران بچ گیا تھا کہ اس کے نیچے جسے خائے میں اور وہاں بیٹھنا کچھ افراد

موجود ہو سکتے ہیں۔ باہر آکر وہ مختلف کمروں میں گھومتا رہا اور ہر ایک کمرے میں اسے فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے دھکن کی طرح اٹھا ہوا

نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے بے ہوش تھا۔ لیکن نیچے سے کوئی اور آیا نا۔ عمران ریو الو رہا تھا جس میں پکڑے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے پہنچا تو وہ ایک

حصے سے کمرے میں موجود تھا۔ وہاں مشینری موجود تھی لیکن آوی کوئی نہ تھا۔ عمران نے مشینری کو ایک نظر دیکھا اور دوسرے کمرے اس کے

ریو الو نے گولیاں اگنی شروع کر دیں اور مشینری دھماکوں سے پھٹنی شروع ہو گئی جب ریو الو رخاں ہو گیا تو عمران نے اسے وہیں پیچھا کر اور پھر

اپنی مڑ کر وہ سیڑھیاں چڑھا ہوا اور پہنچ گیا۔ اس کے سب ساتھی آزاد ہو چکے تھے اور ان کی جگہ منوہر اور کورو نہیروں سے بکڑے ہوئے نظر آ رہے

تھوڑے کچلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
”عمران صاحب ان دونوں کو یا ان میں کسی کو بھی کسی وقت

سنا ہے اور ہم اسی طرح بے بس کھڑے ہیں.....“ صدر نے کہا۔
”اب سارے کام میں نے ہی کرتے ہیں۔ تم بھی کوئی چلائنگ

..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”جہاں آپ نے اس کام کو دیا ہے۔ اب یہ چھوٹا سا کام بھی کر

کر دیں۔“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
”واقعی یہ چھوٹا سا کام ہے۔ تم نے ٹھیک کہا ہے.....“

عمران نے جواب دیا۔
”جیسے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ کو اوپر اٹھا کر

کو پکڑا اور دوسرے کمرے اس کا جسم اس درخیز کے سہارے اوپر کو اٹھا گیا جہاں تک بیروں میں موجود نہیروں نے اجازت دی۔ اس کا

کمرے کو اٹھا، لیکن اب اس کے دوسرے ہاتھ کی درخیز خاصی نیچے تک نکلتی تھی اور عمران نے اپنے ہاتھ کو سوزا اور اس کی انگلیاں تیزی سے اس

پر حرکت کرنے لگیں جو اس کی کلائی میں دھوست تھا۔ جسم کے کاٹھ جانے کی وجہ سے اب وہ یہ سب کچھ آسانی سے کر سکتا تھا۔ اور وہ

لے لٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کرا کھل گیا اور عمران کا ایک ہاتھ گرفت سے آزاد ہو چکا تھا اسکے ساتھ ہی عمران ایک جھٹکے سے

زمین پر کھڑا ہوا اور اس کا آزاد ہاتھ تیزی سے دوسرے ہاتھ کے کمرے کی طرف دھکا اور چند لمحوں بعد دوسرا کمرہ بھی کھل چکا تھا۔ دوسرے کمرے نے جھٹک کر بیروں کے کمرے بھی کھول دیے۔
”آؤ اب یہ چھوٹا سا کام جہاں سے ساتھ بھی کروں تاکہ تم یہ چھوٹا

تھے۔

”گلا..... تم نے انہیں اب صحیح جگہ پر نکس کر دیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ہم جہاد انتظار کر رہے تھے ورنہ میں اب تک ان کی کھال اوجھڑا ہوتا.....“ تنویر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں یہ کام کرنے میں تم واقعی جہاد کا درجہ دیکھتے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”باہر کی کیا صورت حال ہے عمران صاحب.....“ صفدر نے شاہ موضوع پہنچنے کیلئے فوراً ہی بات کر دی۔
 ”اس سکون ہے۔ نیچے ایک تہہ خانہ ہے جس میں جدید مشینری فضا تھی اور یہ شخص یقیناً اسی تہہ خانے میں موجود تھا۔ اس نے ہمیں بے ہوش کیا تھا بہر حال میں نے تنویر والے ہاتھ دکھائے ہیں اور مشینری کی کھال اوجھڑ چکی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا ضرورت تھی اس کی.....“ غالی مشینری نے ہمارا کیا بگاڑ دینا تھا..... تنویر نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”اب یقیناً جہاد امود مخصوص کام کرنے کیلئے صحیح طور بگڑ چکا ہو گا اس لئے کوڑا اٹھاؤ اور اس منوہر کی کھال انارنا شروع کرو۔“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ کیا واقعی.....“ تنویر نے نکتہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں..... ہم نے اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں تفصیلی اس کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ویسے یہ بلیک ہاؤنڈز سے متعلق لوگ فنی ختم جان واقع ہوئے ہیں ہمیں اس کا تجربہ ہے ان کی بومیاں کیوں زادی جانتی ہیں زبان نہیں کھلتے۔ ہم نے بھی ان کے دو آدمی پکڑے اور ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن انہوں نے زبان نہ کھولی تو پھر ان پر اب طریقہ استعمال کیا گیا اور انہوں نے آسانی سے زبان کھول دی۔ یہ جیسے ہاں کا قدیم ترین طریقہ ہے۔“..... حسن نے جواب دیا۔

”مغرب طریقہ..... وہ کیا ہوتا ہے مغرب تو بھوکے کہتے ہیں کیا تم اس

ہلک رہا تھا جیسے کسی نے اس کی آنکھ میں سرخ رنگ پھیر دیا ہو۔ اور اس کی آنکھ سے تیزی سے ٹپکنے لگ گیا تھا اور کورو مسلسل اپنی آنکھ پر دبا رہا تھا۔

”بتاؤ..... ورنہ اس بار میں تجھے نہ ہٹوں گا.....“ حسن نے تیر لہجے میں کہا۔

”جہاں اڈے پر چھ افراد تھے میرے علاوہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہاں جہاد سے خبر نہیں..... کورو نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”سب خبروں کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔ ورنہ.....“ حسن نے آگے بڑھ کر کہا۔

”رک جاؤ..... خدا کیلئے رک جاؤ..... میں اسے برواشت نہیں سکتا..... رک جاؤ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں یہ تو موت سے بھی بدتر زاب ہے.....“ کورو نے گھٹکھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس خبروں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ حسن ان کے بارے میں الی کرتا رہا اور کورو اس طرح جواب دیتا رہا جیسے اس نے سب کچھ دینے کا تپ کر لیا ہو۔

”دیکھا جناب آپ نے..... یہ کس طرح ہوا ہے۔ ورنہ آپ اس کی ٹیپاں اڑا دیجئے یہ تفصیل نہ بتاتا.....“ حسن نے بڑے غمزے لہجے میں ران اور تھری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”واقعی تم نے کمال کر دیا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح کسی کی زبان کھلا دینی جاسکتا ہے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ

کو بھڑکوں کے ڈانک گواؤ گئے.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں جناب یہ تو اس کا نام ہے۔ ویسے اصل طریقہ اور ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے اس کا مظاہرہ کروں.....“ نے شعیبہ بازوں کے سے انداز میں کہا۔

”تم اس کو درپہ طریقہ آزمائے ایسا نہ ہو کہ آزمائش آزمائش کے نام منوہر سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں.....“ عمران نے کہا اور حسن سر پر کورو کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے تو اس نے اس کے چہرے پر زور دیا تو تھیں تاکہ کورو ہوش میں آئے۔ اور پھر جیسے ہی کورو ہوش میں آیا حسن ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اس نے اس کی دائیں آنکھ کے اوپر اور نچلے حصے پر رکھیں اور اس کے ساتھ کی انگلیوں نے مخصوص انداز میں حرکت کی تو کورو کے حلق سے انتہائی بھیاں تک جھج نکلی اور اس کا زنجیروں میں جکڑا ہوا جسم برقی پور کرنے لگا۔

”بتا دیکھا کتنے افراد ہیں بلیک ہاؤنڈز کے.....“ حسن نے خواتین کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی انگلیاں مخصوص انداز میں حرکت کرتی رہ کر کورو کے حلق سے ٹپکنے والی مسلسل جھجوں سے گونسنے لگا۔

”بتاؤ.....“ حسن نے انگلیوں کی حرکت روکنے ہوئے کہا۔

”بتا رہا ہوں خدا کیلئے اپنا ہاتھ بٹالو..... میں بتاتا ہوں.....“ بتاتا ہوں.....“ کورو نے انتہائی ہراساں لہجے میں کہا اور حسن یہ دیکھا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کی دائیں آنکھ شائری طرح سرخ ہو

آدی اسے استعمال نہیں کر سکتا..... حسن نے کہا۔

• نام تو اس کا صحیح رکھا گیا ہے۔ یوں گھکو کہ ان رگوں کو مخصوص انداز رکھنے میں سے انسانی ذہن کے اس حصے پر ایسا رد عمل سوتا ہے جیسے کسی گھم کے کالنے سے انسانی اعصاب اثر قبول کرتا ہے لیکن چونکہ یہ اثر براہ راست دماغ کا اندرونی حصہ قبول کرتا ہے اس لئے یوں گھکو کہ گھکو کا ذہن براہ راست انسانی دماغ کے اس حصے انجکٹ میں کر دیا جاتا ہے اور انسانی اعصاب کے ساتھ ساتھ چونکہ انسانی حیاتیات کا مرکز بھی وہیں ہوتا ہے اس لئے انسانی جسم پر اس کاری ایکشن ناقابل برداشت حد تک پڑتا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

• اب آپ اجازت دیں تو اس منور پر بھی اسے آزمائیں..... حسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

• نہیں اس پر یہ طریقہ میں آزمائیں گا..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بیٹے کو منور کا ناکا اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب منور کو ہوش آنے لگا تو عمران بیچے ہٹ گیا۔

• یہ..... یہ..... یہ سب کیا ہے..... اودہ..... اودہ..... سب تم نے کیسے کر دیا..... منور نے ہوش میں آتے ہی اودہ اور دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

• یہ سب پانچک کا نتیجہ ہے اور اس کی تفصیل میں بچلے ہی طور کو بتا چکا ہوں۔ دوبارہ اسے دہرانے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ دیکھ میں بلیک ہاؤنڈ کے سیکشن ہینڈ کو انہر کہاں کہاں ہیں اور ان کی کیا تفصیلات ہیں..... عمران نے سپاٹ لے میں جواب دیتے

طریقہ سب سے آسان اور انتہائی نتیجہ خیز ہے..... عمران نے طویل سانس لیچے ہوئے کہا۔

• یہ آخر طریقہ کیا ہے۔ سیری کچھ میں تو نہیں آیا..... حسن نے ج بھرے لے میں کہا۔

• آنکھ کی رگوں کا تعلق براہ راست دماغ سے ہوتا ہے اور دماغ جس حصے سے ان کا تعلق ہوتا ہے وہیں انسانی حیاتیات کا مرکز ہوتا ہے انسانی جسم پر موجود اعصاب کو حرکت میں لانے کے احکامات بھی وہی حصہ دیتا ہے اور ان احکامات پر عمل کرنا حرام مغز کا کام ہوتا ہے اعصاب کا عملی کنٹرول ہوتا ہے اگر ان رگوں کو جو آنکھ سے دماغ کی طاقت جاتی ہیں مخصوص انداز میں رکھ دیا جائے تو اس کے اثرات دماغ کے حصے پر انتہائی شدت سے پڑتے ہیں اور انسانی حیاتیات اور انسانی اعضاء کا چونکہ مرکز بھی وہی حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے اثرات انسان صرف جسم بلکہ دماغ تک قبول کرتی ہے اور یہ اثرات اس قدر سخت ہو ہیں کہ انسانی اعصاب اور حیاتیات انہیں برداشت نہیں کر سکتے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

• کمال ہے۔ کیا تم انسانی ذہن کی ساتیس جانتے ہو..... حسن حیرت بھرے لے میں حسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

• مجھے تو حجاب یہ سب کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہمارے اس علاقے قدیم زمانے سے انسانوں سے راز اگوانے کیلئے اس طریقے کو استعمال جاتا تھا اور اسے مغرب طریقہ کہتے ہیں البتہ اسے باقاعدہ سیکھنا پڑتا ہے

دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں ہوں۔ فارگاڈسک اپٹ جاؤ بتانا ہوں۔ تم۔ تم۔ یہ کیا عذاب ہے۔ رک جاؤ۔ پلیرک جاؤ۔ مجھے مار ڈالو۔ میری بومیاں اڑا دو مگر یہ عذاب دودھ اپٹ جاؤ۔۔۔۔۔۔ اپنا تک منوہر نے گھگھکیاتے ہوئے گلے میں کہا اور عمران بچے اپٹ گیا۔ منوہر کی دائیں آنکھ کا بھی دہی حشر ہو رہا تھا جو اس سے بچنے کو رد کا نظر آیا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ سب کیا ہے۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ تو ناقابل برداشت عذاب ہے۔۔۔۔۔۔ منوہر نے بھڑکے ہوئے گلے میں کہا۔

”اے جہاں مقامی طور پر تو مقرب طریقہ کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ لیکن میں اس جہنم زدنی کا نام دوں گا۔ کیونکہ اس طریقے کے استعمال کے وقت کی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے اسے ضرب لگائی گئی ہو۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوه اوه یہ تم نے آخر کیا کیا ہے۔ تم ہم میں بتا نہیں سکتا کہ یہ کیسا عذاب ہے۔ اوه۔ منوہر نے مار ڈالو۔ میری بومیاں اڑا دو مگر یہ عذاب مجھے دودھ۔۔۔۔۔۔ منوہر نے لپٹے سر کو دائیں بائیں پٹختے ہوئے کہا۔

”اب ہمارے پاس اس اداقت نہیں ہے منوہر کہ یہ دیکھتے رہیں کہ ہمیں کتنی تکلیف ہوتی ہے یا کتنی بھاری ہے۔ جو کچھ میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ۔۔۔۔۔۔ عمران نے سر دھکے میں کہا۔

”مجھے کچھ نہیں معلوم۔۔۔۔۔۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔ مجھے مار ڈالو۔ مجھے مار ڈالو۔۔۔۔۔۔ بلکھت منوہر نے بذیانی انداز میں پچھتے ہوئے کہا اور عمران

ہوئے کہا۔

”جہاں کیا خیال ہے کہ میں یہ سب کچھ بتا دوں گا۔۔۔۔۔۔ منوہر نے منہ لڑانے والے انداز میں جواب دیا۔

”جلو تیرہ کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے منوہر کے سر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں موڑ کر اس نے انہیں حسن کے انداز میں منوہر کی دائیں آنکھ کے اوپر نیچے رکھ کر انہیں بالکل اسی انداز میں حرکت دینا شروع کر دی۔

”یہ کیا کر رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو۔۔۔۔۔۔ بلکھت منوہر نے جھٹکا دے کر اپنا سر چھوڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کے گلے میں کسی تکلیف کا کوئی خائبہ موجود نہ تھا۔

”صاحب آپ نے نیچے والی دوسری انگلی غلط جگہ پر رکھی ہوئی ہے۔ اسے آنکھ کے بالکل درمیان میں نیچے رکھیں۔۔۔۔۔۔ حسن نے آگے بڑھ کر کہا اور عمران نے انگلی کو حرکت دے کر حسن کے کہنے کے مطابق آنکھ کے درمیان نچلے حصے میں رکھا اور اس بار جیسے ہی اس نے انگلیوں کو دبا کر مخصوص انداز میں حرکت دی منوہر کے حلق سے اچھالی کر ہانک جھجھکی نکلی اور پھر جیسے جنوں کا ایک ہضم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس کا جسم ہری طرح پھڑکنے لگا تھا لیکن عمران نے جو تک مضبوطی سے اس کا سر پکڑ رکھا تھا اس لئے اس کا بہرہ حرکت نہ کر سکتا تھا۔

”بتاؤ۔ درہ۔۔۔۔۔۔ عمران نے انگلیوں کو اور زیادہ دبا کر حرکت

ایک بار پھر اس کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے ایک بار پھر منوہر کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

”میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ میں بتاتا ہوں۔ ڈار گاڈ سیک رک جاؤ۔ رک جاؤ میں کہتا ہوں رک جاؤ۔“ منوہر نے پاگوں کے سے انداز میں چیخ مچا کر کہنا شروع کر دیا۔

”بلو..... بلو.....“ بلو نے سرد لہجے میں کہا اور انگلیوں کا دباؤ کم کر دیا اور پھر واقعی جیسے دیکھاؤ بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح منوہر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں، لیکن کچھ دور بعد اس کی زبان رک گئی اور عمران سمجھ گیا کہ ہولناک تشکیف کی شدت ختم ہو گئی ہے۔ اس نے دوبارہ دباؤ ڈال کر انگلیوں کو حرکت دی تو منوہر کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران نے اس کے لاشعور کو اپنے تابع کر لیا ہو، اور پھر عمران سوال کرتا رہا اور منوہر اس کے جواب دیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جب عمران نے محسوس کیا کہ جو کچھ منوہر جانتا تو وہ سب کچھ بتا چکا ہے تو دو منچے ہٹ گیا۔

”حسن تم نے آج مجھے اپنا شاگرد بنا لیا ہے۔ یہ طریقہ راز اگوانے کے لئے سب سے کامیاب طریقہ ہے۔“ اجتنابی کامیاب..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے باقاعدہ حسن کے شانے پر تھپکی دی۔

”فکر یہ ویسے مجھے حیرت ہے کہ آپ نے اس قدر جلد سے سیکھ لیا اور نہ مجھے اسے سیکھنے کے لئے پورے دو ماہ محنت کرنی پڑی تھی۔“ حسن نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اب اس استاد کی شاگردی کا راز گہی الاپا جاتا رہے گا یا کوئی مزید اقدام بھی کرنا ہے۔“ حنور نے پوچھنے لگے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے صفدر اور دوسرے ساتھی اندر آ گئے۔ صفدر منوہر کے روپ میں جب کہ صدیقی کو روپ میں تھا۔ باقی ساتھی اسی پھلے والے میک اپ میں تھے۔ ان سب نے یونیفارمز اندر دی تھیں اور وہ اسی لباس میں تھے جن میں وہ علی شاہ کے اڈے سے نکلے تھے۔

”کیا ہو آپ نے ابھی تک پوچھ گچھ شروع ہی نہیں کی۔“ صفدر نے منوہر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”پوچھ گچھ مکمل بھی ہو گئی۔“ البتہ حنور کی کوڑے مارنے والی حسرت اس کے دل میں ہی رہ گئی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب کیا انہوں نے بغیر نقد کے سب کچھ بتا دیا ہے۔“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے محسوس نہیں کیا کہ ان دونوں کی دانتیں آنکھوں کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ ان پر جہنم ڈونٹی نقد ہوا ہے۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ اس نقد کا نام کس قدر درست ہے کہ چشم دوزن میں سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اود واقعی ان کی آنکھیں تو عجیب انداز میں سرخ ہو رہی ہیں اور سوتی ہوئی سی لگ رہی ہیں، لیکن اس کا نقد دے کیا تعلق۔“ صفدر نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔
 "اوه اجنبی حیرت انگیز طریقہ ہے۔ اسے تو باقاعدہ سیکھنا چاہئے۔
 بہر حال اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟" صفدر نے کہا۔
 "ہمیں اب باقی کارروائی دگام میں کرنی ہوگی۔ حسن نے کورو سے
 یہاں کے خبروں کی تفصیل حاصل کر لی ہے۔ ان لوگوں سے یہ خود
 چھٹکارا حاصل کرتے رہیں گے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور
 بروہی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ باہر آگئے
 تھے۔ جب کہ منوہر اور کورو اسی طرح ٹارچریسل میں ہی بندھے کھڑے
 رہے تھے۔

"اب دونوں کو تم نے زندہ چھوڑ دیا ہے۔ ان کی زندگی تو ہمارے
 خلاف جانے لگی۔" صفدر نے کہا۔

"انہیں زندہ چھوڑنا تو خود کشی کرنے کے برابر ہے، لیکن میں چاہتا تھا
 کہ پہلے یہاں سے نکلنے کے تمام انتظامات کر لئے جائیں اس کے بعد انہیں
 قتل کیا جائے۔ ان کی جیب سے موجود ہے اور اس کے قبضے پر لگا ہوا ایک کارڈ
 بھی میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ فوج کی طرف سے جاری کیا گیا ہے اس لئے
 اب ہمیں اس جیب میں سفر کر کے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا۔ میں
 دراصل اس پولیس جیب کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس میں ہم آئے
 تھے کہ اس کا کیا کیا جائے اس کی جہاں موجودگی پولیس والوں کو منوہر
 اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی مشکوک کر دے گی اور یہ کام
 آئندہ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور اس جیب کی تلاش

بھی پورے شہر میں ہو رہی ہو گی۔" عمران نے کہا۔
 "اسے میں نے بتا دیا تھا کہ اتنے ہونے میں نے چیک کر لیا ہے۔
 پولیس کی پہلی چیک پوسٹ سے پہلے ہی ایک راستہ الٹا ہو دے۔ جس
 طرف آگے جا کر گہری کھائیاں ہیں۔ میں جیب کو وہاں پھینک کر خود
 آگے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جاؤں گا۔" حسن نے جواب دیا۔
 "اوه پھر تو سارے سسٹم مل ہو گئے۔ اسے ہاں ایک مسٹر امی رہتا
 ہے۔ تم پہلے ہمیں بتاؤ کہ اس جیب کے ذریعے رابطہ کیسے باہر نکلنے کے
 بعد ہمیں دگام پہنچنے کے لئے کیا کرنا ہوگا۔ کیا اس جیب کے علاوہ کوئی اور
 راستہ ہے دگام پہنچنے کا؟" عمران نے چونک کر کہا۔

منوہر سڑک کا ہی راستہ ہے۔ لیکن پورے راستے میں آج کل جگہ جگہ
 اجنبی سخت چیکنگ ہوتی ہے۔ تلاش لی جاتی ہے اور ذرا کسی پر شک پڑ
 جائے تو اسے گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔" حسن نے جواب دیا۔
 "ہم منوہر اور کورو کے میک اپ میں اس کارڈ کی موجودگی میں آسانی
 سے دگام پہنچ جائیں گے۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر جہاں اور صدیقی کا یہ میک اپ صرف راہوں سے باہر
 نکلنے کے لئے ہے۔ یہ اجنبی مستطیم عظیم ہے اور اجنبی جدید ترین آلات
 استعمال کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں کسی بھی طرح سے معطوم ہو
 جانے کے اصل منوہر اور کورو کے جانچے ہیں تو ہم آسانی سے شکار کر لئے
 جائیں گے۔ میں دگام اس طرح پہنچنا چاہتا ہوں کہ کسی کو ہماری وہاں
 موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔" عمران نے کہا۔

کی اجازت دے دی۔ حسن کے جسم پر ابھی پولیس یونیفارم موجود تھی اور یہ جیب میں جانے کی حد تک سروری تھا۔ درہ ایک عام آدمی کو پولیس جیب جلاتے دیکھ کر عام آدمی بھی مشکوک ہو سکتا تھا۔ حسن نے سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ پولیس جیب کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے اٹارے پر کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر پھانگ کھول دیا اور حسن جیب جلاتا پھانگ سے باہر نکل گیا تو کیپٹن شکیل نے پھانگ بند کر دیا۔

”جواب اس کی ایک ہی صورت ہے کہ آغا نگر میں فوج کی ایک چھوٹی سی چھاؤنی ہے۔ یہ چھاؤنی دراصل وہاں موجود اسلحے کے ایک بڑے ڈپو کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے۔ وہاں ہیلی کاپٹر بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ کسی طرح کوئی فوجی ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں تو پھر بننے کسی روک ٹوک کے آپ دگام چٹکتے ہو اور وہاں پہنچ کر آپ ہیلی کاپٹر نہیں بھی چھوڑ سکتے ہیں۔“ حسن نے کہا۔

”تم تو واقعی کام کے آدمی ہو حسن۔ سارے مسئلے چٹکیوں میں حل کیے جا رہے ہو۔“ عمران نے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور حسن مسکرا دیا۔

”حسن کو ساتھ کیوں نہ لے چلیں۔ وہاں دگام میں بھی یہ ہمارے کام آ سکتا ہے۔“ حقدار نے کہا۔

”نہیں جہاں میں یہاں انتہائی اہم ڈپو ملی پر ماسور ہوں۔ مجاہدین کے بے شمار گروہوں کو سپلائی ہونے والے اسلحے کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے میں آپ کے ساتھ دگام نہیں جا سکتا۔“ حسن نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”تم ہمیں آغا نگر اور وہاں موجود چھاؤنی اور اسلحہ ڈپو کے بارے میں تو تفصیل بتا سکتے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔“ حسن نے اشیات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتاتی شروع کر دی۔ عمران نے اس سے کئی سوالات کئے اور جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے حسن کو جیب لے جانے

”کیا کیا کہہ رہے ہو ارجن پاکیشیائی بہمنوں کی گرفتاری۔ کون پاکیشیائی بہمنٹ دوسرے نے حیران ہو کر پوچھا۔

”مجھے چیف پاس نے بتایا تھا کہ جس باجو ڈاگروپ کا خاتمہ کیا گیا ہے اس کا ایک آدمی بچ نکلے میں کامیاب ہو گیا اور وہ آدمی آزاد مستحکم رہا اور پھر وہاں سے پاکیشیا چلا گیا۔ منور اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اسے اطلاع ملی کہ وہ چند پاکیشیائی بہمنوں کو ساتھ لے کر واپس آزاد مستحکم آ رہا ہے اور وہ کسی فضیہ مقام سے سرحد کراس کر کے یہاں داخل ہونا چاہتے تھے کہ منور نے انہیں سہل کرنے والے ایک آدمی کا کھوج نکال لیا اور پھر اس راستے پکٹنگ پر کروی لیکن وہ بچ کر نکل گئے اور کوئی فوقی پہلی کا پڑا خوا کر کے وہ راہوں کی طرف آئے اور حیرت انگیز بات یہ بھی پاس نے بتائی کہ انہوں نے منور کو بھی اغوا کر لیا تھا لیکن منور ان کی گرفت سے بچ نکلا اور اب ان کے پیچھے ہے۔ یہ کسی دن بیٹے کی بات ہے۔ دیکھو اب تک تو وہ ان کا خاتمہ بھی کر چکا ہو گا۔“ ارجن نے جواب دیا۔

”اگر ان پاکیشیائی بہمنوں نے منور کو بھی اغوا کر لیا تھا تو پھر یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ بہمنٹ ہوں گے اور پاکیشیا میں انتہائی خطرناک بہمنٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی ہیں۔“ دوسرے آدمی نے منہ دباتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بہمنٹ۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرشن۔“ باقی دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ ایک ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا ہوا کمرہ تھا جس میں صوفوں اس وقت تین افراد بیٹھے کھٹکھٹو میں مصروف تھے لیکن ان کی نظریں بار بار ایک طرف بند دروازے کی طرف اس طرح اٹھ رہی تھیں جیسے انہیں کسی کی آمد کا انتظار ہو۔

”منور والا مشن بھی ختم ہو گیا اور اس باجو ڈاگروپ کا بھی خاتمہ ہو گیا لیکن منور نظر نہیں آ رہا وہ کس جگہ میں لٹھا ہوا ہے۔“ ایک آدمی۔ کہا تو باقی دو میں سے ایک آدمی نے اختیار ہو کر بولا۔ جب کہ دوسرا آدمی طرح مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”ارے ہاں سورا میں بھی کل سوچ رہا تھا کہ منور سے ملاقات نہ ہوئی۔“ دوسرے نے کہا۔

”وہ پاکیشیائی بہمنوں کو گرفتار کرنے میں مصروف ہے۔“ تیسرے نے مسکراتے ہوئے کہا تو بیٹھے دونوں تقریباً اچھل سے پڑے۔

آپ کے آنے سے پہلے منوہر کی ہی بات کر رہے تھے لیکن یہ بات الٹی اب معلوم ہوئی ہے کہ منوہر کو ہلاک کیا جا چکا ہے۔..... کرشن نے کہا۔

منوہر سے میری سپیشل ٹرانسمیٹر بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ پاکیشیائی بمبھٹوں کی گرفت سے نکل آیا ہے اور اب ان کا تعاقب کر رہا ہے میں مطمئن ہو گیا کیونکہ میں منوہر کی صلاحیتوں سے واقف ہوں لیکن پھر منوہر کی طرف سے جب کوئی اطلاع نہ ملی تو میں نے اس سے سپیشل ٹرانسمیٹر بات کرنا چاہی مگر سپیشل ٹرانسمیٹر ڈیڈ ہو چکا تھا۔ اب مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ منوہر کہاں ہے۔ اس لئے ظاہر ہے میں خاموش ہو گیا اور پھر جو اطلاع ملی وہ منوہر کی ہلاکت کی تھی اور یہ اطلاع راہولی کے ٹھری اپنا راج میجر دے نے دی ہے۔..... پاس نے کہا۔

”کیا میجر دے نے آپ کو براہ راست کال کیا تھا۔ پاس۔.....“

سورنا نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں وہ مجھ سے براہ راست کال کیسے کر سکتا تھا اسے میرا نمبر ہی معلوم نہ تھا اس نے چیف کمانڈر کو اطلاع دی اور چیف کمانڈر نے مجھے اطلاع دی اور اسی کی اطلاع پر میں نے خود میجر دے سے رابطہ قائم کیا تو مجھے تفصیلات کا پتہ چلا تفصیلات کے مطابق راہولی میں ٹھری کی چھائی اور اسلئے کے چھوٹے سے ڈپو کو ڈاسٹ سے اڑا دیا گیا اور چھائی کا اپنا راج کرل درگھرام جو مہابی سے پہلے جیپ میں بیٹھ کر گیا تھا غائب ہو گیا۔ اس چھائی کی تنہائی کی وجہ سے راہولی میں کر فیو نافذ کر دیا گیا۔ پھر راہولی میں بلیک ہانڈز کے اڑنے کی طرف سے میجر دے کو فون کر کے

”ہاں۔..... میں درست کہہ رہا ہوں میرا تعلق کافرستان ٹھری ایشلی جنس سے ہے اور میں ان کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ کافرستان کی سیکرٹ سروس اور ٹھری ایشلی جنس بے شمار بارڈر سے ٹکرائی ہے اور مجھے اعتراف ہے کہ ہمیشہ کامیابی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حاصل رہی ہے۔..... کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کرشن کی بات کا جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا وہ تینوں بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”یہ ٹھری کچھ دیر ہو گئی ہے آنے میں۔ تم بوری تو نہیں ہوئے۔..... آنے والے نے کہا۔

”نہیں پاس ایسی کوئی بات نہیں۔..... ان تینوں نے خوشامد لے لیے میں کہا۔

”میں نے یہ بھی میٹنگ اس لئے کال کی ہے کہ تنظیم بلیک ہانڈز شعوبہ خطرے میں گھر چکی ہے۔ منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کے قاتل غائب ہیں۔..... پاس نے ہوش چہاتے ہوئے کہا۔

”منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے وہ کیسے۔ کس نے کیا ہے۔..... ان تینوں نے تقریباً جھگڑتے ہوئے کہا۔

”یہ سننا یہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہی کیا وعدہ ہو گا۔ میں ہمیں تفصیل بتاتا ہوں۔..... پاس نے کہا۔

”جو کچھ آپ نے مجھے بتایا تھا پاس وہ میں پہلے ہی انہیں بتا چکا ہوں ہم

ذریعے سیدھے دھکم بچکنے اور نواحی علاقے میں پہلی کا پڑھو کر وہ پیدل
جہاں داخل ہوئے اور اب جہاں کسی جگہ چھپے ہوئے ہوں گے.....
کرشن نے تفصیل سے اپنا اندازہ بتاتے ہوئے کہا۔

”یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کے
سیشن ہیڈ کو وارنڈ شدہ خطرے میں ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے ان پر ریڈ کر
کے انہیں جہاد کر سکتے ہیں۔ مین ہیڈ کو وارنڈ کر کے اس لئے نہیں کر
رہا کہ منوہر کو بھی مین ہیڈ کو وارنڈ کر کے بارے میں علم نہیں ہے اس لئے
انہیں بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا.....“ ہاس نے کہا۔

”ہاس..... یہ دنیا کا اجتنائی خطرناک ترین گروپ ہے اس لئے ان
کے مقابلے کے لئے ہمیں خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے بلکہ میرا
خیال ہے کہ آپ صدر مملکت سے بات کر کے کافرستان سے سیکرٹ
سروس یا ملٹری بیس کو جہاں طلب کر لیں تاکہ وہ ان کا صحیح طور پر مقابلہ
کر سکیں.....“ کرشن نے کہا۔

”نہیں..... میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس طرح بلیک ہاؤنڈز کی
کارکردگی اعلیٰ حکام کی نظروں میں نہرو کر دیا جائے گی۔ میں چاہتا ہوں
کہ ان کا خاتمہ بلیک ہاؤنڈز کے ہاتھوں ہی ہو۔ اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔“
..... ہاس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاس..... ہم سب مل کر آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ جہاں
دھکم میں ہماری بے حد وسیع تنظیم ہے جب کہ ان کی تعداد چار پانچ سے
بڑھ کر دس ہو گئی.....“ سو رمانے کہا۔

آدی بھی ہلاک کر دیا ہے اور ان کے قبضے سے بھی نکل آنے میں کامیاب
ہو گیا ہے تو جناب صدر نے اپنا خیال بدل دیا لیکن اب تم کہہ رہے ہو کہ
یہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں.....“ ہاس نے کہا۔

”میں سر..... جناب صدر کا خدشہ درست تھا کیونکہ وہ اس سروس کے
بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ منوہر کا ہونکہ پہلے کبھی ان سے واسطہ
نہیں پڑا تھا۔ اس لئے اسے ان کی کارکردگی کے بارے میں علم نہ تھا اور
اسی لاعلمی کی وجہ سے وہ بارہا بھی گیا۔ میرا تعلق ملٹری انٹیلیجنس سے ہے
اور انٹیلیجنس کئی بار اس میسج سے نکل چکی ہے، اس لئے مجھے معلوم ہے کہ
یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس سادے
واقعہ کا درست طور پر اندازہ لگا سکتا ہوں۔ ہوا یہ ہو گا کہ یہ گروہ راجپوت
ہونگا۔ منوہر بلیک ہاؤنڈز کے اڈے میں چھپ گیا۔ اس گروپ نے پولیس
جو کی پر حملہ کر کے وہاں سے جیپ اور پولیس یو نیفارمز اڑائیں اور اس
اڈے پر حملہ کر دیا، جہاں منوہر اور کورو کے علاوہ سب مارے گئے۔ منوہر
گئے۔ منوہر اور کورو زندہ گرفتار ہوئے ہوں گے اور ان پر تھوڑے دے کر
انہوں نے لازماً بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو وارنڈ اور سیکشن ہیڈ کو وارنڈ کے
بارے میں تفصیلات معلوم کی ہوں گی۔ اس کے بعد انہوں نے انہیں
سبے ہوش کر کے یا ہلاک کر کے جیپ میں ڈالا ہوگا اور ان دونوں کا میک
اپ کر کے وہ اس جیپ میں اور اس سیشنل کارڈ کا فائدہ اُٹا کر راجپوت
لے گئے اور آغا نگر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے اسلحہ ڈوب جہاد کیا اور پہلی کا پڑھو
کر کے جیپ منوہر اور کورو کی لاشیں وہیں چھوڑ کر وہ اس پہلی کا پڑھو

”مجھے یقین ہے کہ اصل مشن اس سٹور کا خاتمہ ہوگا اور انہوں نے پیش بندی کے طور پر پلاننگ یہ کی ہوگی کہ پہلے بلیک ہانڈز کے ایڈ کو آرڈر کو جہاز کروایا جائے اس طرح بلیک ہانڈز کا خاتمہ ہو جائے گا تو پھر اطمینان سے اسلحے کے سٹور کو جہاز کر کے کافرستانی فوج کی کمری توڑ دی جائے“..... کرشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے جہادی بات میں دزن ہے، لیکن تم دراصل کہنا کیا چاہتے ہو“..... ارجن نے کہا۔

”میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تینوں کو اپنے اپنے سیکشن ایڈ کو آرڈر نمبر ٹو میں منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس سٹور کی نگرانی کرنی چاہیے۔ یہ لوگ لازماً اس سٹور پر حملہ کریں گے اور وہاں اگر ہم پہلے سے ہوشیار ہوئے تو ہم انتہائی آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکیں گے۔ انہیں یہ توقع ہی نہ ہوگی کہ ہم وہاں ان کے استقبال کے لئے موجود ہیں“..... کرشن نے کہا تو ارجن اور سورا دونوں نے اثبات میں سر ہلادینے۔

”گھر..... تم نے درست کہا ہے۔ واقعی تم ذہین آدمی ہو“..... ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ میری پلاننگ یہ ہے کہ سورا ہمیں دھم میں تینوں سیکشنز کو کنٹرول کر کے ان لوگوں کا جہاں سراخ لگائے اور ان کے خاتمے کی کوشش کرے۔ کیونکہ سورا کے سیکشن قہری کا جہاں دھم کے مقامی افراد میں خاصا اثر و رسوخ ہے۔ ارجن اپنے سیکشن کی ایک ٹیم لے کر انجوری شہر میں ذرہ لگائے اور اگر یہ لوگ جہاں سے نکل کر راجپوری

ہے تو ہمیں بھی اس مشن کو سنبھال رکھنا ہوگا جس مشن پر پاکیشیا سیکرٹ سرس کام کر رہی ہے“..... کرشن نے کہا۔

”ہاں نے بتایا تو ہے کہ ان کا مشن بلیک ہانڈز کا خاتمہ ہے“..... سورمانے کہا۔

”مجھے اس میں شک ہے۔ میں اپنی وضاحت کرتا ہوں۔ سب سے پہلے ہاں نے سینگ کال کی۔ اس میں ہمیں بتایا گیا کہ حریت پسندوں کا ایک گروپ جسے باجوڑا گروپ کہا جاتا ہے۔ کافرستانی فوج کے وادی مشہور میں سب سے بڑے اسلحے کے سٹور کو اڑانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے اس کے لئے اس نے پاکیشیا یا دوسرے کسی اسلامی ممالک سے تربیت یافتہ افراد کی خدمات حاصل کی ہوں۔ چنانچہ تین سیکشنز کی ڈیوٹی اس سٹور پر لگائی گئی اور سیکشن فور کے ڈسے اس باجوڑا گروپ کے خاتمے کی ڈیوٹی لگادی گئی سیکشن فور کا انچارج منوہر اور گروپ کے خلاف حرکت میں آگیا۔ گروپ ختم ہو گیا مگر ایک آدمی آؤ مشہور سے ہوتا ہوا پاکیشیا پہنچا اور پھر وہ اپنے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سرور کو لے آیا۔ منوہر سے ان کا مقابلہ ہوا اور نہانے کیوں وہ دھم یا کسی علاقے کی طرف آنے کی بجائے راہپوٹی پہنچ گیا۔ بہر حال منوہر اور راہپو میں اس کے اڑنے کا خاتمہ ہو گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سرورس کا یہ گروپ دھم پہنچ گیا۔ اب آپ خود سوچیں کہ ان کا اصل مشن کیا ہوگا۔ کیا اسلحے کے سٹور کا خاتمہ یا بلیک ہانڈز کا خاتمہ“..... کرشن نے کہا۔

”دونوں بھی ہو سکتے ہیں اور ایک بھی“..... سورمانے جواب دیا

بچائیں تو ارجن وہاں آسانی سے انہیں ذیل کر لے گا کیونکہ ارجن راہوری کا رہنے والا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کے سیکشن نو میں افراد کا تعلق بھی راہوری اور اس سے ملتا جلتا ہے ہی ہے۔ اس ط راہوری میں سیکشن نو زیادہ تیز رفتاری سے کام کرے گا۔ میں اپنے گرو کے ساتھ اسلحہ ڈپو پر موجود رہوں گا۔ ہم تنہا کا آہیں میں داخل رہے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ گروپ سیکشن تھری کے ہاتھوں نہ مارا اور راہوری پہنچا تو سیکشن نو اس کا خاتمہ کر دے گا اور اگر پھر بھی وہ نہ اسلحہ ڈپو تک پہنچ جاتا ہے تو پھر میں اور میرا سیکشن اس کا خاتمہ کر دے گا مجھے یقین ہے کہ ہماری یہ پلاننگ کامیاب رہے گی۔..... کرشن نے بہت اچھی پلاننگ ہے۔ تم فکر نہ کرو میں ان کا خاتمہ ہمیں دگام ہی کر دوں گا۔..... سو رمانے کہا۔

”اوہ کے..... اب ہمیں چلنا پڑے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جہاں پہنچے ہا کرتے رہیں اور وہ لوگ اس دوران سیکشن ہینڈ کو آڑو کو ہی متاہ کر..... ارجن نے کہا اور وہ تنہا اسلحہ کھڑے ہوئے۔“

”پھر یہ پلاننگ طے ہو گئی۔..... کرشن نے کہا اور سورا اور ا دونوں نے اجابت میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تنہا تیز قدم اٹھاتے کہ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ایک بڑے سے کمرے میں عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اوصیہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر قدرے مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا ہوا ایضاً جہاد سے چہرے پر مایوسی کیوں ہے۔..... عمران نے ونک کر آنے والے سے پوچھا۔

”جن عمارتوں کا آپ نے پتہ دیا ہے۔ وہ چاروں خالی بڑی ہوئی ہیں اور دوسرا یہ کہ ان چاروں کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے میرے گروپ کے چھ افراد ان نگرانی کرنے والوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ چار بکڑے گئے ہیں اور صرف دو بچ کر واپس آئے ہیں۔ ایضاً نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب پوری تفصیل بتاؤ۔..... عمران نے ہونٹ چہاتے ہوئے کہا۔

تفصیل یہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ آپ نے چار عمارتوں کو تھیک کرنے کے لئے کہا تھا۔ میں نے اس کیلئے گروپ کے بارہ افراد اس کام پر لگایا۔ یہ انتہائی ہوشیار آدمی ہیں اور اب ان میں سے دو بچے آئے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ وہ چاروں عمارتوں میں داخل ہوئے ہیں۔ کامیاب ہو گئے تھے۔ انہوں نے جین تین کے گروپ بتائے تھے ایک دوسرے کے ساتھ پشیل ٹرانسمیشن رابطہ رکھا ہوا تھا اور چاروں نے ایک دوسرے کو بتایا کہ عمارتیں یکسر خالی پڑی ہیں لیکن دایمی وقت باہر نگرانی پر موجود افراد نے ان پر فائر کھول دیا۔ چھ افراد فائرنگ سے ہلاک ہو گئے جب کہ دو بچے گرہاں آئے ہیں کامیاب ہوئے۔ یعقوب نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جو بچے گئے ہیں۔ ان کا کیا ہو گا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”کیا کہا جاسکتا ہے۔ وہ اب کافرستانی فوج کے اذیت خانوں میں کب تک لٹریاں دگرتے رہیں گے۔“ یعقوب نے آہستہ سے جواب دیا۔

”کیا مطلب کیا تم انہیں جھڑوانے کے لئے کچے نہیں کرو گے۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”عمران صاحب۔۔۔۔۔ آپ یہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر نہیں ہیں یہاں کافرستانی فوج کا جبر اس قدر ہے کہ یہاں سانس لینا دشوار ہو رہا ہے۔ خاص طور پر دگام میں کیونکہ وہ دارالقومیت ہے اور کافرستانی فوج کی سب سے زیادہ تعداد بھی یہیں ہے یہاں جگہ جگہ کافرستانی

فوج نے بڑے بڑے اذیت خانے بنا رکھے ہیں۔ جہاں مظلوم اور بے گناہ مستحباروں پر ایسے ایسے ہولناک ظلم روا رکھے جاتے ہیں کہ اگر ان کی تفصیل بیان کی جائے تو انسانیت بھی سن چپالے اور خاص طور پر اگر یہاں میں سے کوئی آدمی پکڑا جائے تو اس کے ساتھ تو جو کچھ ہوتا ہو گا۔ اس کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان اذیت خانوں کی اس قدر کڑی نگرانی کی جاتی ہے کہ وہاں کوئی پرندہ بھی نہیں مار سکتا۔۔۔۔۔ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب یہ جہارے آدمی وہاں زبان کھول دیں گے تو پھر قسمیں اور جہارے باقی آدمیوں کو نقصان نہ پہنچے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں اس خدشے کے پیش نظر ہم نے یہاں ایسا میٹ اپ رکھا ہوا ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے واقف نہیں ہے ہر ایک کے فرضی نام ہوتے ہیں اور وہ سب علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں اور اپنا ٹک انہیں کوئی مشن سونپا جاتا ہے۔ رپورٹ لینے کے لئے بھی انتہائی پیچیدہ طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اس لئے وہ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے۔“ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس اندازہ ہے کہ جہارے ان آدمیوں کو کس اذیت خانے میں لے جایا جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہاں سب سے بڑا اذیت خانہ آرمی اور پولیس کا مشترکہ اذیت خانہ ہے اور آرمی کی سب سے بڑی اور مضبوط چھاونی رمیش پور کے درمیان واقع ہے۔ میرے اندازے کے مطابق میرے آدمیوں کو وہیں لے جایا

یا جہار سے آدمیوں کو کرنا ہوگا اور جب تک یہ تلاش نہ ہو جائیں ہم بیکار تو نہیں بیٹھ سکتے..... عمران نے کہا۔
 "اس منہر اور کورو کی لائیں وہاں آغا نگر میں رہ جانے کی وجہ سے انہیں علم ہوا ہوگا....." صفدر نے کہا۔

"ہاں اور جنہیں معلوم ہے کہ جب ہم نے ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور چھاؤنی میں ڈائنٹا سیٹ فٹ کئے تو ہماری پوزیشن کیا تھی۔ ہمارے پاس اس وقت ہی نہ تھا کہ ہم اس جیب تک پہنچ کر منہر اور کورو کی لاشوں کے چہرے بگاڑ سکتے....." عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھیوں نے اقبات میں سر ہلا دیئے۔

"اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو عمران صاحب پھر راہرونی کا اسلحہ ڈبو جہاد کرنے پر کام کریں۔ اگر یہ تباہ ہو جاتا ہے تو گھنٹے کے کافرستانی فوج کی وادی مشہد میں کر ٹوٹ جائے گی اور تحریک کو بے پناہ تھوڑے سے لے گی....." یعقوب نے کہا۔

"وہ کس طرح..... کافرستان کے پاس اسلحہ کی کیا کمی ہے۔ وہ مزید اسلحہ بھراوے گا....." عمران نے جو تک کر کہا۔

"آپ کی بات درست ہے، لیکن اس کے لئے وقت چاہئے۔ اور جتنا وقت کافرستان سے مزید اسلحہ وادی تک پہنچنے میں لگے گا اس وقت تک مجاہدین بے پناہ قوت یکڑ لیں گے....." یعقوب نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ باجوڑا گروپ نے بھی اس اسلحہ خانے کو جہاد کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی اور جیک ہاؤنڈز کے سینشن فور نے اس پر

جائے گا۔ جس آدمی پر یہ شک پڑ جائے کہ اس کا کوئی تعلق مجاہدین سے ہے اسے ریش پور ہی لے جایا جاتا ہے....." یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ریش پور چھاؤنی کے متعلق معلومات مل سکتی ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"مل تو سکتی ہیں لیکن اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ اس چھاؤنی میں جا کر آدمیوں کو واپس لاسکیں گے تو یہ ناممکن ہے۔ یہ چھاؤنی ریش پور کے قدیم لیکن انتہائی مضبوط قلعے کے اندر واقع ہے اور یہ قلعہ ریش پور جہاڑی پر بنا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد مسلح فوج کا پہرہ رہتا ہے۔ اس جانے والی اگلی سڑک پر چار فوجی چیک پوسٹیں ہیں دیکھیں بھی باقی طرف سے اس قلعے تک پہنچنا ناممکن ہے اور قلعے کے سب سے اونچے پتار باقاعدہ نگران چوکی بنی ہوئی ہے جس پر ایسے آلات فٹ ہیں جن سے کئی میل تک زمین پر رہنے والے کیڑے اور آسمان پر اڑنے والے پرندوں تک کو چیک کر لیا جاتا ہے اور قلعے کی تفصیل پر چاروں طرف انتہائی ہولناک میزائل گیس فٹ ہیں جن کی دھج بے حد وسیع ہے اس لئے صرف حمین آدمیوں کے لئے آپ کا وہاں جانا سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ہے آپ ان تین افراد کو بھول جائیں۔ وادی کی آزادی کے لئے اس سے سینکڑوں مسلمان اپنی جانوں کی قربانیاں دے چکے ہیں اور نہ جانے اور کتنے دیتے رہیں گے....." یعقوب نے کہا۔

"جب وہ بلا نگر خانی ہیں تو پھر مزید ہم کیا کریں۔ ہم یہاں اجنبی ہیں ہم انہیں فوراً ان کے سینشن ہینے کو افراتو آش نہیں کر سکتے۔ یہ کام تو جہاد

نادر بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں..... جہاں ڈائریکٹ ایکشن کام نہیں دے گا۔ یہ فوجی چھاؤنی قلعے کا ساحلہ ہے۔ ہم سب کو مل کر وہاں کام کرنا ہوگا۔“..... عمران

کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر آپ فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو میں آپ کو یقین دلانا

نہ کہ آپ میرے دے جو بھی خدمت لگائیں گے میں اور میرا گروپ اپنی اہل پر کھیل کر اسے پورا کریں گے اور اگر آپ اس اہمیت خانے کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ مجاہدین پر آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔“

..... یعقوب نے کہا وہ اب دل گرگشتی کی کیفیت سے باہر آ چکا تھا۔

”صرف اہمیت خانہ بلکہ اس پورے قلعے کو جہاد ہونا پڑے گا۔“.....

ان نے کہا اور یعقوب کی آنکھوں میں جھلک ابھرائی۔

”اگر ایسا ہو جائے عمران صاحب تو یہ راہوری کے لئے خانے سے بھی دو جگہ ہوگا کافرستانی فوج کے لئے۔“..... یعقوب نے مسرت بھرے

میں کہا۔

”اس چھاؤنی کا انچارج کون ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میکر جنرل گرونام اس کا انچارج ہے۔“..... یعقوب نے جواب دیتے

لے کہا۔

”اس چھاؤنی میں رہنے والے یا وہاں جانے والے کسی آدمی کا پتہ لگ

کا.....“ عمران نے پوچھا اور یعقوب خاموش ہو گیا۔ اس کی فراخ

انی پر چھٹیں ابھرائی تھیں۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی بات پر

عمل ہونے سے پہلے اس گروپ کا خاتمہ کر دیا اور اسی گروپ کا آدمی روٹھی پاکیشیا آیا۔ وہاں بلیک ہاؤنڈز کے دو شکار پہلے ہی مجھ سے مل چکے تھے اس لئے ہم نے بلیک ہاؤنڈز کے خاتمہ کا مشن حیار کیا اور جہاں آ گئے۔ اسلحہ خانے کی جہاز سے زیادہ اہم بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہے۔“..... عمران

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس ریشٹن پور چھاؤنی میں اسلحہ خانہ نہیں ہے۔“..... منصور

پوچھا۔

”ہے۔ اور کافی بڑا ہے۔ لیکن راہوری کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ راہوری میں حکومت کافرستان نے اس قدر اسلحہ اکٹھا کر رکھا ہے کہ آپ اسے اسلحہ کا مستودہ کہہ سکتے ہیں۔“..... یعقوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے..... آخری ترجیح اسے بھی دیں گے، لیکن فوری طور پر،

نے بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنا ہے اور تم ایسا کرو کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن ہیڈ کو اڑھ جہاں جبریل کئے گئے ہیں، انہیں کلاش کراؤ یا جو

کسی ایسے آدمی کو کلاش کرو جس کا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہو۔ باقی کام

خود کر لیں گے اور جب تک یہ کلاش نہ ہو ہم جہادے ساتھیوں کو آواز

کرانے کا مشن پورا کریں گے۔ یہ لوگ ہماری وجہ سے اہمیت خانے میں

پہنچے ہیں اس لئے ہم انہیں وہاں مجاہدینوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتے

..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”جہادی بات درست ہے۔ تم ایسا کر دو کہ مجھے یہ مشن سونپ دو دیکھو میں اس چھاؤنی کو کس طرح مبادہ کرتا ہوں۔“..... حوڑ نے اہت

خور کر رہا ہے۔

ہاں ایک ڈرامیور ایسا ہے جو وہاں سلائی لے کر جاتا ہے اس کب جانے گی اور کہاں سے ٹرک بھر لے جاتے ہیں اور کس کمپنی کے ہیں۔ بات نہ ہو سکتی ہے..... چند لمحوں بعد یعقوب نے کہا۔
 "ٹھہری کا ادھی ہے..... عمران نے پوچھا۔
 پوری تفصیلات معلوم کرو پھر کوئی پلاننگ بنائی جا سکتی ہے..... عمران نے کہا اور یعقوب سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دینی

”طرزی کا آدمی ہے.....“ عمران نے پوچھا۔

”وہ نہیں عمران صاحب..... پرائیویٹ آدمی ہے۔ سمجھو ہے۔“
بات یہ ہے کہ اس چھاننی میں خوراک کی سپلائی ہفتے میں ایک دو
ہے۔ دس ٹرک جاتے ہیں اور ان میں سے ایک کا ڈرائیور وہ ہے۔ یہ
بے زور ہیں۔ مولیٰ ان کی سائنسی آلات سے باقاعدہ چھان بین کی جاتی
اور نتیجہ انہیں زیادہ اندر تک نہ جانے دیا جاتا ہوگا.....“ یعقوب
”وہ آدمی کہاں مل سکتا ہے اور کیا وہ تعاون کرے گا.....“ عمران
نویس۔

”کچھ کہہ نہیں سکتا۔ بہر حال کوشش تو کی جاسکتی ہے۔“

’کہاں رہتا ہے یہ آدمی؟‘..... عمران نے پوچھا۔

”یہ بھی مجھے معلوم نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس ڈرائیو بھائی میرے کارخانے میں کام کرتا ہے اور یہ اپنے بھائی سے ملنے کا رہتا آتا جاتا رہتا ہے اور اس سے میری ملاقات ہے اور مجھے معلوم ہے چھائی میں سہائی پر جانے والے ٹرکوں میں سے ایک کا ڈرائیو..... لیٹوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“

۱۰۔ اچھا تم ابھا کرو اس سے معلوم کر کے ہمیں بتاؤ کہ یہ سچا ہے۔

کب جانے گی اور کہاں سے ٹرک بھرے جاتے ہیں اور کس کمپنی کے ہیں۔ پوری تفصیلات معلوم کرو پھر کوئی پلاننگ بنائی جا سکتی ہے۔.....

عمران نے کہا اور میٹھو سر ملاتا ہوا اٹھا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ہرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

..... کیا آپ واقعی اس جھگڑی پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں
..... یعقوب کے جاتے ہی صفدر نے پوچھا۔

ہاں کیوں..... مرزا نے چونک کر پوچھا۔
 "کیون اس طرح ہم لہنے مشن سے ہٹ جائیں گے۔" مصدور نے کہا۔

”نچایاں واہی میں کافرستان، فوج اور اس کے رابطوں کو کمزور کرتا ہے۔“

ہمارا مشن ہے تاکہ جہاں تحریک آزادی مزید قوت پکڑ سکے۔ تم سوچو اگر ہم یہ بھائی تیار کر دیتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہاں کافرستانی فوج کا مورال کس قدر ذوقن ہو جائے گا اور مجاہدین کا مورال کس قدر مضبوط ہو جائے گا۔ اور یہی ہمارا مشن ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کا غاصہ ہمیں ہمارا مشن ہے لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ اس کے لئے جو طریقہ کار ہم نے اختیار کیا ہے وہ طویل عرصہ چاہتا ہے اس لئے میرے ذہن میں ایک اور طریقہ آیا ہے کہ اگر کسی طرح اس کے مین ہیڈ کو اثر کر لیں کہ اس کے چیف مین کو پکڑ لیا جائے تو اس کے ذریعے پورے بلیک ہاؤنڈز کا ایک وقت غاصہ کیا جاسکتا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب متوہر جیسا آدمی بھی لکھیا کر لیں تو پھر اسے کس طرح لیں کیا جائے

ٹوک لگا کر انہیں لوڈ کیا جاتا ہے۔ وہاں فوجیوں کا ایک گروپ موجود رہتا ہے اور ایک فوجی جیب اس سپلائی کے ساتھ ساتھ چھاننی تک جاتی ہے۔
..... بیعتوب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس ڈرائیور سے کیا کہا ہے؟..... عمران نے پوچھا۔
"میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ ہمیں چھاننی اور قلعے کے اندرونی حالات کی تفصیل بتائے اور اس اذیت خانے کے بارے میں بھی بتائے۔ یہ ڈرائیور جیلے اس فوجی چھاننی میں بطور ڈرائیور کام کرتا رہا ہے۔ یہ میجر جنرل گرونام کا ذاتی ڈرائیور تھا لیکن میجر گرونام کو جب سرکاری ڈرائیور رکھنے کا حکم دیا گیا تو اس نے اسے اس کمپنی میں رکھ لیا اور اس ڈرائیور کے مطابق یہ کمپنی میجر جنرل گرونام کے بھائی اردنا سنگھ کی ہے۔..... بیعتوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ ڈرائیور؟..... عمران نے پوچھا۔
"اس نے ہمیں کمپنی کے سنور کے قریب ایک ریستوران میں ملنے کے لئے کہا ہے۔ سونک لوڈنگ میں دو تین گھنٹے لگ جاتے ہیں اس لئے وہ ان دو تین گھنٹوں میں خارج ہوتے ہیں، اس لئے تمام ڈرائیور اس ریستوران میں بیٹھ کر وقت پورا کرتے ہیں۔..... بیعتوب نے جواب دیا۔
"او۔ کے..... خشک ہے۔ ہمیں وہاں پہنچنا چاہئے۔ اسلحہ بھی لے لیا جائے اور میک اپ باکس بھی..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"باقی ساتھی بھی کرسیوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

اور دوسری بات یہ کہ یہاں دگام میں حالات میری توقع سے زیادہ ہلچل مچ رہی تھی۔ تم نے دیکھا کہ جب ہم پہلی کاپڑ نواح میں جھوڑ دگام کی حدود داخل ہونے تو بیعتوب تک پہنچنے پہنچتے نہیں کس قدر ناٹھ حالات گزرنا پڑا۔ اس لئے ہم یہاں کھل کر بھی کام نہیں کر سکتے اور جہاں بیعتوب اور اس کے گروپ کا قلعہ ہے۔ یہ لوگ اس قدر تربیت نہیں ہیں کہ ہماری مرضی کے مطابق کام کر سکیں اس لئے میں نے اور پلان بنایا ہے کہ چھاننی کی جہاز کے ساتھ ساتھ اس میجر جنرل کو پکڑ کر اس کے ذریعے اجتماعی اعلیٰ سطح پر رابطہ کر کے بلیک ہاؤس چیف کو ٹریس کیا جائے۔..... عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں ہچکے چکے اٹھے۔

"اود وری گڈ واقعی یہ بہترین پلاننگ ہے۔ اجتماعی شاندار۔ تنور نے سب سے پہلے بولتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ یہ ایک گھنٹے بعد بیعتوب کی واپسی ہوئی تو اس کے چہرے پر چٹک تھی۔
"عمران صاحب۔ قدرت شاید ہم پر بے حد مہربان ہے۔ اس سے نہ صرف ملاقات ہو گئی ہے بلکہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے پوری طرح حیار ہے مگر اس نے معاوضہ کافی بیماری طلب کیا ہے۔ چھاننی کی جہاز کے مقابلے میں اس معاوضے کی کوئی اہمیت نہیں سپلائی بھی آج شام کو جانے والی ہے۔ یہ سپلائی ایک کمپنی ایور گروڈ ہے۔ اس کمپنی کے سین سنور دگام کے نواح میں جتے ہوئے وہاں سارا وقت سپلائی کیا جائے والا سامان اکٹھا کیا جاتا ہے اور

"میں سرہو لڑاؤں کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں
بعد ایک بھاری س آواز سنا دی۔

"رام چند بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ قورے سیاہ سا
تھا۔

"رام چند۔۔۔۔۔ بھیدوں کی اون کا کاروبار کرنے والے یعقوب کو جانتے
ہو۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔

"ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں۔۔۔۔۔ رام چند نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"وہ ہمیں قوری طور پر مطلوب ہے۔ کیا تم اسے نہیں کر سکتے ہو۔
معاوضہ جو تم چاہو گے وہی ملے گا۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔

"صرف نہیں کرنا ہے۔ یا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رام چند نے
پراسرار لہجے میں کہا۔

"اگر انکار کر سکو تو زیادہ بہتر ہے ورنہ صرف یہ بتا دو کہ وہ اس وقت
کہاں ہے۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔

"دونوں کام ہو سکتے ہیں۔ جو تم کہو۔۔۔۔۔ رام چند نے بڑے با اعتماد
لہجے میں کہا۔

"تو پھر اسے اس طرح انکار کر لو کہ کسی کو اس کے اعزہ اکا علم نہ ہو سکے۔
۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔

"ٹھیک ہے معاوضہ تمہیں ملنا ہو گا۔۔۔۔۔ رام چند نے کہا۔
"مل جائے گا۔۔۔۔۔ سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لپٹے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے گیا۔ میں نے اس کی سرہم چنی کر دی اور پھر
جب میں نے اسے بتایا کہ میرا تعلق بھی حریت پسند کے ایک خفیہ گروپ
سے ہے اور میں نے اپنے طور پر اسے اس گروپ کی تفصیل بتائی تو وہ چار نام
لئے تو وہ آدمی میرے جال میں آگیا اور پھر وہ محل گیا۔ اس سے پہلے چلا کہ
یعقوب ان کا پاس ہے۔ سہانچہ میں نے اسے تو آزاد کرنے کے لئے کہا اور
خود یعقوب کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ
یعقوب کے پاس آج کل چند افراد آئے ہوئے ہیں جنہیں اس نے کسی
خفیہ مقام پر ٹھہرایا ہوا ہے۔ سہانچہ میں سمجھ گیا کہ یہی پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے لوگ ہوں گے۔ اب اگر اس یعقوب کو پکڑ لیا جائے تو ان افراد
کو آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے اور ان کا عائدہ بھی کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ اکاش
نے جواب دیا۔

"یہ یعقوب کون ہے۔ اس کی تفصیل کیا ہے۔۔۔۔۔ سورمانے پوچھ
اور اکاش نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اسے نہیں کراتا ہوں۔۔۔۔۔ سورما۔ کہا اور
میں برکے ہوئے ٹیلی فون کا سیرور اٹھا کر اس نے سہرا دل کرنے شروع
کر دیے۔

"میں رام چند کا پوریشن۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنا دی۔

"سورما بول رہا ہوں رام چند سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ سورمانے تیر
لہجے میں کہا۔

دیا۔

"اب مجھے اجازت ہے جناب۔" اکاش نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "ہاں۔۔۔۔۔ لیکن تم نے ہیڈ کوارٹر میں ہی رہنا ہے۔ میں تمہیں اس
 گروپ کے خاتمے تک ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔" سورمانے کہا۔
 "میں ہاں۔" اکاش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا
 "پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور سورمانے
 چونک کر سیور اٹھایا۔

"میں۔۔۔۔۔ سورمانے تیز لہجے میں کہا۔
 "رند حیر بول رہا ہوں ہاں۔ یعقوب نامی آدمی کو رام چند کے آدمی
 جہاں پہنچائے ہیں۔ وہ بے ہوش ہے۔" رند حیر نے کہا۔
 "گذا۔۔۔۔۔ مجھے ایسی کال کا انتظار تھا۔ اسے مارٹر سیل میں پہنچا کر اچھی
 طرح پانچہ دو می خود بھی آ رہا ہوں۔" سورمانے مسرت بھرے لہجے
 میں کہا اور سیور دکھ کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہیڈ کوارٹر سے نکل کر اس کالونی کی طرف
 بڑی چلی جا رہی تھی جس میں رند حیر کا ڈھ تھا۔ رند حیر کا تعلق بھی اس کے
 سیکشن سے تھا۔ یہ اسے اس نے مخصوص مقاصد کے لئے قائم کیا ہوا تھا۔
 کار میں اکاش بھی اس کے ساتھ ہی موجود تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار اس کو ٹھی میں پہنچ گئی۔ برآمدے میں رند حیر خود
 موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر سورمانے اور اکاش کا استقبال کیا۔

"وہ ہوش میں آ گیا ہے یا ابھی تک بے ہوش ہے۔" سورمانے

"کہاں پہنچاؤں اسے اور کس نمبر پر اطلاع دوں۔" رام چند نے
 پوچھا اور سورمانے جواب میں اسے ایک رہائشی کو ٹھی کا پتہ اور اس کالونی
 نمبر بتا دیا۔ اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سن کر سورمانے وسیور
 دکھ دیا۔

"تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اکاش۔ اب اگر یہ یعقوب مل
 جائے تو اس گروپ کا آسانی سے خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور رام چند ایسا آدمی
 ہے جو یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔" سورمانے وسیور دکھ کر اکاش
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ہاں میں جانتا ہوں اسے اس کی ضرر عظیم آگاہی کی طرح
 پورے دگام میں پھیلی ہوئی ہے۔" اکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور سورمانے ایک بار پھر وسیور اٹھا یا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔
 "میں رند حیر بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز
 بتائی دی۔

"سورمانے بول رہا ہوں۔" سورمانے تھکاتے لہجے میں کہا۔
 "میں ہاں۔" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ نیکھت مودبانہ
 ہو گیا۔

"رام چند کو میں نے ایک آدمی کو اغوا کر کے جہازے پاس پہنچانے
 کے لئے کہا ہے۔ اس لئے جیسے ہی وہ آدمی وہاں پہنچے یا رام چند کال کرے
 تم نے فوراً مجھے یہاں ہیڈ کوارٹر میں اطلاع دینی ہے۔" سورمانے کہا۔

"میں ہاں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور سورمانے وسیور دکھ

”معلوم نہیں باس میں تو اسے مارہر سیل میں کرسی پر باندھ کر قہر کے استقبال کے لئے باہر آگیا تھا.....“ دندھیر نے جواب دیا۔ اور سورما نے اذیت میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کی دیواروں کے ساتھ کولڑے۔ خنجر اور ایسے ہی دوسرے تشدد کے آلات لگے ہوئے تھے۔ کمرے کے درمیان ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ایک مقامی آدمی موجود تھا لیکن اس کی گردن ذائقہ ہوئی تھی۔ اس کے سر ابھرا ہوا گوزن ہاتھ تھا کہ اسے سر ہاتھ لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔

”اسے ہوش میں لے آؤ۔ دندھیر.....“ سورمانے کہا اور دندھیر نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس مقامی آدمی کے چہرے پر یکے بعد دیگرے قہیڑوں کی بادش کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ آدمی جھٹکا اور کراہتا ہوا ہوش میں آگیا اور دندھیر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ آدمی حیرت سے سامنے کھڑے سورما۔ اکاش اور دندھیر کے ساتھ ساتھ کمرے کے ماحول کو دیکھ رہا تھا۔

”جہار انام یعقوب ہے اور تم اون کے تاجر ہو.....“ سورمانے کہا۔
 ”ہاں مگر یہ سب کیا ہے.....“ یعقوب نے ہوش بھینچتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا نام سورما ہے اور میں بلیک ہانڈلز کے سیکشن تھری کلچیف ہوں اور تم اس وقت بلیک ہانڈلز کے اڈے میں ہو۔ یہ سب کچھ میں نے جہیں اس لئے بتا دیا ہے تاکہ جہیں اندازہ ہو سکے کہ تم کن لوگوں میں

ہو.....“ سورمانے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر تجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے۔ میں تو کافرستانی حکومت کا وفادار ہوں۔“ یحییٰ ادا کرتا ہوں.....“ یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”میں معلوم ہے.....“ بلیک ہانڈلز سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی.....“ ہمیں معلوم ہے کہ تم دگام میں حرمت پسندوں کے سب سے خطرناک گروپ نادر گروپ کے مقامی انچارج ہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ بھی جہارے پاس یہاں پہنچا ہوا ہے اور ہمیں یہاں لایا بھی اس مقصد کے لئے کیا ہے تاکہ تم اس جگہ کے بارے میں ہمیں تفصیل بتا دو جہاں تم نے اس گروپ کو رکھا ہوا ہے.....“ سورمانے نیو لہجے میں کہا۔

”یہ سب کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے، جناب۔ میرا کسی گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو سیدھا سادہ سا تاجر ہوں.....“ یعقوب نے جواب دیا۔

”کولڑے آؤ دندھیر.....“ میں دیکھتا ہوں اس میں برواشت کا مادہ کتنا ہے.....“ سورمانے غصیلے لہجے میں کہا اور دندھیر تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا ایک گولڈ ایک سے لٹکلا اور واپس آکر اسے سورما کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور دوسرے لگے کمرہ یعقوب کی جینوں اور کولڑے کی خوفناک آواز سے گونج اٹھا۔ سورما اچھائی سے درزی سے یعقوب پر کولڑے برسائے چلا جا رہا تھا۔

”یو لو کہاں ہے وہ گروپ یو لو ارد کمال انار دوں گا.....“ سورما

نے چپکے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم مجھے نہیں معلوم.....“ یعقوب نے انتہائی درد
بھرے لہجے میں کہا اور سورا کا ہاتھ پٹے سے زیادہ بھرپور انداز میں پٹنے لگ
گیا۔ یعقوب کا پورا جسم کوزوں کی خبروں سے زخمی ہو گیا تھا اور پھر اس کا
گردن اٹھک گئی۔

”اسے پانی پلاؤ.....“ سورانے ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا اور رند صیر سر ہلا کر
ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”باس! یہ لوگ! آجہائی سخت جان ہوتے ہیں اور اپنے کاز کی خاطر جان و
تک دینے سے بھی گریز نہیں کرتے اور یہ ان کا لیڈر ہے اس لئے یہ اس
طرح کے تشدد کے سامنے زبان نہیں کھولے گا.....“ اکاش نے کہا۔
”تو پھر.....“ سورانے کہا۔

”باس! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی زبان کھلوادیں.....“ اکاش
نے کہا۔

”کس طرح.....“ سورانے چونک کر پوچھا۔

”اس کی ایک بیٹی ہے۔ اس کا نام زینہ ہے۔ بے حد خوبصورت اور
نوجوان ہے۔ اگر اسے اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور پھر اسے دھمکی دیکر
جائے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بیٹی کو بے عزت کیا جائے گا تو
مجھے یقین ہے کہ یہ زبان کھول دے گا.....“ اکاش نے جواب دے
ہوئے کہا۔

”اور واقعی یہ کامیاب طریقہ ہے۔ آؤ میرے ساتھ.....“ سورانے کہا

اور کراہیں بھینک کر وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اکاش بھی اس
کے پیچھے تھا۔ رند صیر انہیں راستے میں ملا۔ اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا
جگ تھا۔

”ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے آؤ.....“ تم نے ایک اور کام کرنا ہے۔
.....“ سورانے کہا اور رند صیر سر ہلا کر ہوا ان کے پیچھے واپس چل پڑا۔ ایک
دوڑنا کرے میں پہنچ کر جب سورانے اکاش کی بات رند صیر کو بتائی تو
رند صیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اکاش کی بات درست ہے باس.....“ یہ آدمی واقعی زبان کھول دے
گا.....“ رند صیر نے کہا۔

”تو پھر اس کی بیٹی کو اغوا کرنے کا کام تم نے کرنا ہے۔ ابھی اور اسی
وقت.....“ سورانے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی بیٹی کہاں رہتی ہے۔ اس کے بارے میں
تفصیل.....“ رند صیر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں اور
یعقوب کی رہائش گاہ بھی جانتا ہوں.....“ اکاش نے کہا۔

”فوراً چلاؤ اور جس قدر جلدی اسے اغوا کر کے لاسکو لے آؤ.....“ سورا
نے کہا اور اکاش اور رند صیر مڑے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

سکتا تھا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اسی طرح متوحش لہجے میں جواب دیا گیا۔
 ”کیا۔۔۔ کیا مطلب کہ یہاں خوفناک واقعہ۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”جناب ابھی دس منٹ پہلے یہاں چند آدمی اپنا تک داخل ہوئے انہوں نے فائرنگ کر کے سب ملازمین کو ہلاک کر دیا۔ میں بھی ان کا ملازم ہوں بارہوی ہوں۔ میں کچن میں تھا، فائرنگ کی آوازیں اور ملازموں کی چیخیں سن کر میں ڈر کر پیشانی میں چھپ گیا پھر میں نے یعقوب صاحب کی بیٹی ذریہ کی چیخیں سنیں۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ جب میں باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ ذریہ قاتل تھی۔ میں نے یعقوب صاحب کے بیٹے اسلم صاحب کو فون کیا ہے اور اس دوران آپ کی کال آگئی ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اسی طرح متوحش لہجے میں بتایا گیا۔
 ”اوہ کس نے کیا ہے انشاء کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے ہنس دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جی سہی۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ملازم نے جواب دیا۔

”سو جیسے ہی اسلم صاحب آئیں تم انہیں کہہ دینا کہ وہ پرنس سے بات کریں وہ میرا فون نمبر ملتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اچھا۔۔۔۔۔ اوہ ایک منٹ جناب میرا خیال ہے۔ اسلم صاحب کی کار آ رہی ہے۔۔۔۔۔ ملازم نے چوتھے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور غلبہ رکھتے جانے کی آواز سنائی دی۔

عمران اور اس کے ساتھی لائڈری والے ٹرک میں چھپ کر جانے لے تیار بیٹھے ہوئے تھے لیکن یعقوب ٹرک لے کر نہ آیا تھا حالانکہ اس وعدہ کیا تھا کہ وہ آئے گھنٹے کے اندر اندر ٹرک کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا لیکن اب ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا تھا۔ لیکن وہ واپس نہ آیا تھا۔
 ”کہیں کوئی ٹکڑا نہ ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈالنے کرنے شروع کر دیے۔ تھوڑی دیر تک گھنٹی بجتی رہا پھر کسی نے دوسری طرف سے رسیور اٹھایا۔

”کون ہے۔۔۔۔۔ ہونے والے کا لہجہ بے حد متوحش تھا۔

”یعقوب صاحب ہیں۔ میں ان کا دوست پرنس بول رہا ہوں۔۔۔۔۔

عمران نے آواز بدل کر کہا۔

”اوہ نہیں جناب۔۔۔۔۔ وہ اگر یہاں ہوتے تو یہ خوفناک واقعہ نہ

”جیلے کون صاحب بول رہے ہو؟“..... چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

”تم اسلام ہو۔ میں برنس ہوں۔ تم یعقوب صاحب کے ساتھ ہمارے پاس آئے تھے؟“..... عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں جناب، یہاں تو غضب ہو گیا ہے۔ یعقوب صاحب کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور ان کی بیٹی زرنہ کو بھی“..... اسلام نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر تقریباً گری سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ یعقوب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ کب۔ کیسے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب یعقوب صاحب لانڈری کے ٹرک ڈرائیور سے ملنے کے لئے کیفے مقامی کے باہر کھڑے تھے کہ اچانک ایک کار وہاں آکر دی اس میں سے دو افراد اٹھے اور انہوں نے یعقوب صاحب کے سر پر ڈاڈمار اور پیر انہیں کار میں ڈال کر لے گئے۔ وہاں ہمارے ایک آدمی کا بک سٹال ہے۔ اس نے مجھے اطلاع دی تو میں نے ان کا کھون لگانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس آدمی نے اس کار کا شبر دیکھ لیا تھا اور ابھی یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع ملی کہ اس کار کو ٹرپل کالونی کی ایک کونٹری میں جاتے دیکھا گیا ہے۔ اسی لمحے ملازم کافون آگیا اور مجھے فوراً کہا کہ یہاں آنا پڑا۔ نہانے یہ اچانک کیا سچر چل گیا ہے۔“..... اسلام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کونٹری کا شبر جہاں کار کو جاتے دیکھا گیا ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب اس کونٹری کا شبر اٹھارہ بتایا گیا ہے۔“..... اسلام نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم زرنہ کے اغوا کے بارے میں کام کرو میں خود اس کونٹری کو چیک کرتا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور پھر رسیور دکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ اب ہمیں خود انکیشن میں آنا ہوگا۔ سپیشل یگ ساتھ لے لو۔“..... عمران نے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے ہر دونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور چند لمحوں بعد وہ سب ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے یعقوب کی طرف سے ہسپا کر وہ اس رہائش گاہ سے نکل کر چوک کی طرف بڑے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ صفدر اور صدیقی سائین سیٹ پر اٹھنے بیٹھے ہوئے تھے۔ عقبی سیٹ پر سمیرا۔ کپٹن عقیل اور نعمانی تھے کار خاص تیز رفتاری سے کالونی کے چوک پر پہنچی اور پھر تیزی سے دائیں طرف کو جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔

”کیا آپ کو اس کالونی کے محل وقوع کا علم ہے؟“..... ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

”ہاں۔“..... میں نے نقشے کو خود سے پڑھا ہے۔“..... عمران نے مختصر لفظوں میں کہا اور سب ساتھی خاموش ہو گئے۔ کار خاص تیز رفتاری سے آگے بڑھی ملتی جا رہی تھی کہ اچانک دور سے انہیں سڑک کے کنارے پولیس کی گاڑیاں کھڑی نظر آئیں۔ وہاں چینگنگ ہو رہی تھی۔

”آپ لوگ خاموش رہیں گے۔“..... عمران نے کہنے ساتھیوں سے

طرح یہ علم ہو گیا ہو گا کہ ہم یعقوب کے پاس چھپے ہوئے ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ یعقوب نے جب باوجود تشدد کے زبان نہ کھولی ہوگی تو ان درندوں نے اس کی زبان کھلوانے کے لئے اس کی بیٹی کو انوار کرایا ہو گا؟.....
 عمران نے کہا اور پھر ایک موزکات کر جب اس نے کار آگے بڑھائی تو کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ کالونی کے نام کا بڑا سا بورڈ بھی چوک پر موجود تھا اور یہ وہی نام تھا جو شیخراہم نے عمران کو بتایا تھا۔

”ہو سکتا ہے..... اس کو ٹھی میں بلیک ہاؤنڈ کا اڈہ ہو اور ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے اس لئے اس کو ٹھی پر پھیلے بے ہوش کرنے والی گیس کے کیسپول فائر کئے جائیں گے پھر عقبی طرف سے ہم اندر جائیں گے“.....
 عمران نے کالونی میں داخل ہوتے ہی کہا اور صندوق نے جلدی سے اپنے سامنے رکھا ہوا سپیشل ہیگ کھولنا شروع کر دیا اور جب عمران نے کار ایک سائیل پر کر کے روکی تو وہ ہیگ میں سے کیسپول فائر کرنے والا پشیل نکال چکا تھا۔ ہیگ سے میگزین نکال کر اس نے اس میں فٹ کیا اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہو سکتا ہے اڈے کی نگرانی ہو رہی ہو اس لئے تم پھیلے اکیلے جا کر گیس فائر کرو۔ پھر ہمیں اشارہ کرو“.....
 عمران نے صندوق سے کہا اور صندوق سر ہلانا ہوا اشارے سے نیچے اتر گیا۔ صندوق چونکہ دروازے کی طرف پہنچا ہوا تھا اس لئے وہ پہلے ہی نیچے اتر گیا تھا۔ صندوق تیزی سے چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مطلوبہ کو ٹھی سڑک کے اس پار تقریباً سو گز دور ٹھی اور جہاں ہ

کہا اور کار کو آگے بڑھاتا ہوا تیزی سے ایک پولیس کار کے قریب لے جا کر روک دی۔

”ہیلو آفیسر بلیک ہاؤنڈ سپیشل کارڈائیر جنسی مشن“.....
 عمران نے تیز لہجے میں آفیسر سے کہا۔

”اوہ ایس سر آپ جا سکتے ہیں“..... آفیسر نے موزبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیچ پیچ کر سڑک پر موجود پولیس والوں کو عمران کی کار راستہ دینے کا حکم دینا شروع کر دیا۔ پولیس کے سپاہی تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے اور عمران تیزی سے کار کو آگے بڑھانے لے چلا گیا۔

”یہ تو بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ سپیشل کارڈ کیا ہے“.....
 صندوق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زمانے میں سپیشل مطلب یعنی گھر لباس پہننے کا بے حد شوقین تھا۔ انہوں نے میری نقل کی ہے۔ حکومت کی طرف سے بلیک ہاؤنڈ کو جو کارڈ دیا گیا ہے اس کا کوڈ نام سپیشل کارڈ رکھا گیا ہے۔ اس کارڈ کی وجہ سے فوج اور پولیس حکم کے تابع ہو جاتی ہے لیکن یہ کارڈ ٹھیک ہونے پر بالاعدہ چیک کیا جاتا ہے اس لئے میں نے ساتھ ہی امیر جلی مشن کا اضافہ کر دیا تھا اس لئے بات بن گئی“.....
 عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھیوں نے ان بات میں سر ہلا دیئے۔

”یہ یعقوب اور اس کی بیٹی کو کس نے انوار کیا ہو گا؟.....“
 اچانک صندوق کے ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے پوچھا۔

”ظاہر ہے..... یہ کام بلیک ہاؤنڈ ہی کر سکتی ہے۔ انہیں یقیناً کسی

طرف چلائگ لگاتے ہوئے کہا اور وہ سب پلک جھپکنے میں لگی کی سانیئہ دیواروں سے جا چپکے اور بس ایک لمبے ہزاروں جیسے کافرق رہ گیا اور وہ سب چھت سے بسنے والی گولیوں کی زد میں آکر ختم ہو جاتے۔ چھت میں ایک قطار کی صورت میں گنوں کے منہ دکھائی دے رہے تھے جن میں سے گولیاں تیزی سے برس رہی تھیں۔ یہ بارش چند لمحوں کے لئے ہوئی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”اب درمیان میں آجاؤ جلدی۔“..... عمران نے جرح کر کہا اور وہ سب باہلی بھرے کھلونوں کی طرح اچھل کر عین درمیان میں آگئے۔ لیکن ان سب کے چہرے بری طرح بگڑے ہوئے تھے اور ان کی نظریں چھت سے نظر آنے والی گنوں کے دہانوں پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اگر اس بار فائرنگ ہوئی تو پھر ان میں سے ایک بھی نہ بچ سکتا تھا مگر دوسرے لمبے کرد کرد کی آوازوں کے ساتھ ہی گنوں کے دہانے وائیں بائیں تبدیل ہونے لگے۔ ایک دہانہ وائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر رگباری فائرنگ کی تیز آوازیں سے گونج اٹھی۔ لیکن اس بار گولیاں درمیان میں پڑنے کی بجائے وائیں بائیں دیواروں اور سانیئہوں پر بارش کی طرح برس رہی تھیں۔

”اب جیسے ہی فائرنگ بند ہو۔ تم سب نے جیسے اس طرح ڈسیر ہو جانا ہے جیسے تم سب پہلی فائرنگ سے ہی ہٹ ہو چکے ہو۔“..... عمران نے تیر لپٹے میں کہا۔

”لیکن عمران صاحب انہیں جب خون نظر نہ آئے گا تو ہو سکتا ہے وہ

کو فحی کے آئسے سلسلے اور سانیئہوں میں سڑکیں موجود تھیں اس طرح ہر کو فحی کے گرد سڑک تھی۔ صفر سڑک پار کر کے آگے بڑھ گیا اور پھر چھ لحوں بعد وہ اس کو فحی کی سانیئہ روڈ پر سڑکران کی نظر سے غائب ہو گیا کو فحی کا چھانگ بند تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نظریں کو فحی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد صفر اس سڑک کے موڑ پر نمودار ہوا اور اس نے ہاتھ ہلا کر انہیں مخصوص اشارہ کیا تو وہ سب کار سے پیچھے ہٹ گئے اور پھر تیزی سے سڑک پار کر کے اس کو فحی کی طرف بڑھ گئے۔

”عقبی طرف سسٹان علاقہ ہے اور چار دیواری بھی زیادہ بلند نہیں ہے۔“..... صفر نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے سانیئہ سڑک سے ہوتے ہوئے عقبی طرف کو پہنچ گئے اور چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے وہ عقبی دیوار کر اس کر کے اندر پہنچے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ عمارت پر خاموشی طاری تھی۔ عمارت کی سانیئہ پر ایک باہلی سی لگی تھی۔ وہ اس لگی میں داخل ہو کر سلسلے کے رخ کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ ٹھٹھٹ سرور کی تیز آوازیں ان کے عقبی اور سلسلے کی طرف سنائی دیں اور وہ سب یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ گلی کے عقبی طرف اور سلسلے کی طرف نفوس فولادی چادریں آگئی تھیں چونکہ عمارت کی طرف سے شیعہ بڑھ کر دیوار کے اوپر تک چلا گیا تھا اس لئے اوپر بالادہ چھت تھی اور ابھی وہ چونک کر یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے کہ انہیں چھت پر سے کرد کرد کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”سانیئہوں پر ہو جاؤ سانیئہوں پر۔“..... عمران نے سانیئہ کی دیواری

غائب ہو گئیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”آؤ میرا اندازہ درست ہے۔ آپ سب نے سچے سچے اور اب وہ نیچے سے اوپر آنے لگا۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑنا ہوا لگی پار کے کمرے کے دروازے کے سامنے رہ گیا وہاں برآمدے میں چار مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس کے انہیں رابداری کی طرف سے دو آدمیوں کے قدموں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ اور وہ سب برآمدے کی دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے کئی مطمئن گنتوں سے مسلح دو آدمی تیزی سے رابداری سے باہر نکلے اور عمران اور صفدر بھوکے عقابوں کی طرح ان پر فوٹ پڑے اور ان دونوں کے حلق سے زخموں نکلیں لیکن پھر کناک کناک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے چہرے ہونے جسم ٹکٹ ساکت ہو گئے اور عمران اور صفدر جنہوں نے انہیں قابو کیا ہوا تھا ایک جھٹکے سے نیچے پھینک دیا۔

”خیر تم جہیں رکو گے۔“ عمران نے رابداری کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر دو دوڑنا ہوا گے بڑھ گیا۔ باقی ساتھی اس کے پیچھے تھے اور غولڑی در بعد جب وہ مختلف کمروں سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے تو بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ دیوار کے ساتھ ذخیروں سے مٹی بیٹھ بکرا ہوا تھا۔ اس کی گردن دھکی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک نو جوان لڑکی تختہ پائیا عریان یعنی ہوتی تھی۔ اس لڑکی کے ہاتھ اور سر کیوں سے باندھ دیئے گئے تھے لیکن لڑکی بھی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ماسکے پھٹے ہوئے کپڑے بھی ساتھ ہی پڑے ہوئے تھے۔ ایک کرسی پر

دوبارہ درمیان میں فائر کھول دیں۔“ عمران کے ساتھ موجود صفدر نے فوراً جواب دیا۔

”نکرتے کرو اس سسٹم میں صرف سامنے نظر آتے ہیں۔ خون اور دوسری نقصانات نہیں نظر آتیں۔“ عمران نے کہا اور پھر جیسے ہی فائرنگ بنی ہوئی وہ سب تیزی سے درمیان میں ٹیز سے میز سے انداز میں گرتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد رابداری چھت سے نکلے والی تیز روشنیوں سے بھر گئی لیکن یہ روشنیاں صرف چند سیکنڈ تک رہیں پھر غائب ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی عمران اس طرح کپڑے بھاڑتا ہوا اپنے کھڑا ہوا جیسے ڈارے کے پردہ گرنے کے بعد مرنے کی اداکاری کرنے والے اداکار ایٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

”آؤ اب ہم نے فاسٹ ایکشن کرنا ہے۔ وہ لوگ اب مطمئن ہوں گے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی جو سب کھڑے ہوئے تھے تیز قدم اٹھاتے آگے موجود فولادی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔

”بے ہوش کر دینے والی گیس تو انتہائی زود اثر تھی اور میں نے دم کیے ہی لڑکیوں کو فائر کرنے سے پھر اس کا ان پر اثر کیوں نہیں ہوا۔“ صفدر نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نیچے جہ خانوں سے کیا جا رہا ہو اور اوپر منزل میں لوگ بے ہوش پڑے ہوں بہر حال ابھی سچ چل جائے گا۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ اس فولادی چارو کے قریب دو طرف دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد سر سر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی مٹی طرف اور سامنے کی طرف فولادی چارو میں نیچے زمین

• ہمیں کے قریب افراد تھے، سب ختم کر دیئے گئے ہیں۔ بچے تہہ خانے میں تو واقعی شمشیری کا جال سا بکھا ہوا ہے لیکن ہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ نعمانی نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ تم سب باہر جاؤ۔ میں اس لڑکی کو ہوش میں لے آتا ہوں پھر جب یہ قمیض پہن لے گی تو پھر میں اندر آؤں گے۔..... عمران نے صفدر کے ہاتھ سے مردانہ قمیض لیتے ہوئے کہا اور پھر پشت پر موجود جیب میں سے اس نے وہی پہلے والی شیشی نکالی اور اس کا دھکا کھول کر اس کا دھانہ اس لڑکی کی ناک کے گدگدایہ پسند لمحوں بعد اس نے ہاتھ واپس خینا اور دھکا لگا کر اس نے شیشی واپس جیب میں ڈال لی۔ عمران کے سامنے کمرے سے باہر جا چکے تھے۔ عمران بھی قدم بڑھاتا ہی ہی سے کمرے کے درمیان آکر روک گیا۔ اسی لمحے اس نے لڑکی کے جسم میں حرکت کے ٹھونڈیکھے اور عمران تیزی سے باہر آکر سائیڈ میں ہو گیا۔ عمران کے ساتھی ابداری میں ایک طرف موجود تھے۔ اسی لمحے عمران کو لڑکی کی کراہ اور بڑبڑکی آواز سنائی دی۔

”میں دوستوں سے ہم دوست ہیں۔ جہاں بے ہمتی اور پھر کھول دیئے گئے ہیں
 دو ایک مردانہ تمیزیں ہم نے ساتھ رکھ دی ہے۔ ہم باہر ہیں تم بیٹے =
 نہیں کہن لو..... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

’لگ لگ کون ہو تم..... ادا۔ ادا۔ یہ سب کیا ہے.....‘ ذرینہ کی
ہر تہجری تھمتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہم تمہارے والد یعقوب صاحب کے دوست ہیں اور تمہیں اور

ایک آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا جب کہ لڑکی کے ساتھ دو قوی ایکٹل آدمی بھی اس انداز میں گزرے ہوئے تھے جیسے وہ اس لڑکی سے دست درازائی کو شش کرتے ہوئے اچانک بے ہوش ہو کر گر گئے ہوں۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی پہلی کسی تیزی سے اپنا کوٹ اتار کر لڑکی کے جسم ڈال دیا۔ اب اس کی پشت سے ایک پگلا سا بیگ بندھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ "چاہتے لوگ بھی یہاں نظر آئیں سب کو گولیوں سے اڑا دو۔ نیچے نکلے بھی چیک کر لینا۔ چلدی کرو۔" عمران نے جج کو کہا اور ساتھی تیزی سے مڑے اور اس کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے آواز بڑھ کر لڑکی کے پیروں اور ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں۔ کاہرہ جھڑکی کی طرح سخت نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے دھبوں سے بند ہوئے یعقوب کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنی پشت پر لٹے ہوئے بیگ سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکنا اتار کر وہ یعقوب کی ناک کی طرف بڑھاتے بڑھاتے رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ہاتھ واپس کھینچ ڈھکنا لگا دیا اور شیشی بھی بیگ میں ڈال کر وہ کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے صفحہ اُتارنا ہوا دکھائی دیا۔

حضرت یعقوب کی لڑکی نیم مریاں ہے اس کے لئے جہاں سے مردانہ کیفیت وصول نہ لائے۔ جلدی کرو..... عمران نے دور سے حضورؐ کو دیکھا اور ہاتھ پر رک کر مڑا اور بجا بگایا ہو ادا واپس جا رہا تھا کہ عمرانؑ مڑ کر وہیں اسی کمرے میں آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت یونسؑ کے ساتھ ایک پیشکش خلیل، صدیقی اور نعمانی بھی گئے۔

یعقوب نے ہڈیاں فی انداز میں جھٹکتے ہوئے کہا۔

"مکرم مت کرو یعقوب جہادی بیٹی ٹھوٹا ہے۔"..... عمران نے نرم لہجے میں کہا تو یعقوب نے ٹھٹھٹ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ قہ۔ آپ۔ بر فیس۔ اوہ آپ۔ اوہ آپ جہاں پہنچ گئے۔" یعقوب نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں کے گرد موجود کوپے کے کڑوں کے بن دبا کر انہیں کھول دیا۔

"لب لپٹے ہوں اس کے کوسے خود کھول لو۔" عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اسی لمحے ذرینہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی اور پیچھے جھکتے ہوئے باپ سے جا کر پٹ گئی۔

"بابا۔ بابا یہ رحمت کے فرشتے ہیں بابا۔"..... ذرینہ نے سسکیاں ملے لے کر کہنا شروع کر دیا۔

"ہاں بیٹی یہ واقعی رحمت کے فرشتے ہیں۔" یعقوب نے مسکراتے ہوئے اس کی پشت پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ذرینہ پیچھے ہٹ گئی پھر یعقوب پیچھے جھکا اور اس کے کڑوں کو کھول کر لپٹنے پر آمادہ کرانے۔

"یعقوب اب یہ بتاؤ کہ یہ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی کون ہے۔".....

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ سوراہے۔ بلیک ہانڈز کے سیکشن تھری کا انچارج۔" یعقوب نے کہا اور پھر لپٹے اٹھا ہونے سے جہاں آئے اور لپٹے ہوئے والے تھوڑے

جہاد سے والد کو چھڑانے جہاں آئے ہیں۔ مکرم مت کرو جہاں سو ہو و سہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم جلدی سے قہیں بہن لو تاکہ میں اندر آ جہاد سے والد کو ہوش میں لاسکوں۔"..... عمران نے نرم اور اونچے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ اوہ خدا یا تیرا شکر ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔" اندر سے دروازے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران خاموش کھڑا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کے ساتھ بے ہوش ہونے سے پہلے جو حالات گزر رہے تھے اور رد عمل ایسا ہی ہوتا چاہیے تھا۔

"آجائو۔ میں نے قہیں بہن لی ہے۔"..... چند لمحوں بعد اندر سے دروازے کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے آگے بڑھ کر اندر داخل ہو گیا۔ لا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ویسے اس نے قہیں بہن لی تھی۔ مگر نے آگے بڑھ کر اپنا کوٹ اٹھایا اور اسے بہن کر اس نے ہاتھ میں سوجھوٹی سی شیشی کا ڈھکنا کھولا اور آگے بڑھ کر اس نے یعقوب کی ناک پر شیشی کا دھانہ لگایا اور چند لمحوں بعد ہاتھ کھینچ کر اس کا ڈھکنا بند کیا اور شیشی کو کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ عمران کے ساتھ بھی اندر آ چکے جب کہ لڑکی ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ویسے اس کے چہرہ ابھی تک خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد ہی یعقوب کے اس میں حرکت ہوئی اور پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں مگر اس کے ساتھ ہڈیاں فی انداز میں جھٹکتے لگے۔

"یہ قلم مت کرو میری معصوم بیٹی کے ساتھ یہ قلم مت کرو۔"

جل بڑا جب کہ عمران نے جیب سے وہی شیشی نکالی اور ساتھ کھڑے کپشن شیل کی طرف بڑھا دی۔

"اسے ہوش میں لے آؤ کپشن۔" عمران نے کہا اور کپشن شیل نے اس کے ہاتھ سے شیشی لی اور ذہیروں میں بندھے ہوئے سورما کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکنا کھولا اور اس کا دہانہ اس کی ناک سے لگا دیا سچو ٹھوس بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکنا لگا کر اسے واپس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اب یہ کوڑا اٹھا لو۔ تاکہ اس سورما کی قوت برداشت چٹک ہو سکے۔" عمران نے شیشی پیٹے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس پرعام انداز میں تشدد کریں گے۔" کپشن شیل نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ اسی قابل ہے ساس نے ذرینہ کو اغوا کر کے اس کے باپ کے سامنے اسے لپٹے آؤ میوں سے بے عزت کرانے کی کوشش کر کے لپٹے آپ کو انصافیت کے درجے سے نکال کر جانوروں کے درجے میں پہنچا دیا۔ اگر ہم چند لمحے مزید بیٹ ہو جاتے تو شاید یہ باپ جی دونوں پھر زندہ نہ رہ سکتے۔" عمران نے اجتنابی سرسوجھے میں کہا اور کپشن شیل نے اذیت میں سر ہلادیا اور خوں آلود کوڑا اٹھایا۔ اسی لمحے سورما ہوش میں آنے لگ گیا اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھجکے سے کھل گئیں اور دوسرے لمحے وہ اجتنابی حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"لگ لگ۔۔۔۔۔ یہ کیا۔ یہ میں بندھا ہوا۔ اور کون ہو تم۔ کون ہو؟"

اور پھر ذرینہ کو جہاں لائے اور اس کا لباس پھاڑنے تک کے سارے حالات بتا دیئے۔

"یہ استاد بڑا صدمہ تھا کہ میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے۔" یعقوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صفر اور اس سورما کو یعقوب کی جگہ ذہیروں میں بکڑو۔" عمران نے کہا اور صفر دکر سی رہے ہوش بڑے ہوئے سورما کو اٹھا کر اس طرف کو بڑھا پھر ذہیروں میں اور صدیقی اور نعمانی نے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ اور پھر ذہیروں میں بکڑا دیئے۔ کپشن شیل بھی اندر آچکا تھا۔

"ان دونوں کو اٹھا کر باہر لے جاؤ اور انہیں آف کر دو۔" عمران نے ذرینہ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ کچھ گئے کہ عمران ذرینہ کی وجہ سے انہیں جہاں ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور پھر صدیقی اور نعمانی انہیں کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف لے گئے۔

"صفر جہاں فون ہو گا۔" یعقوب صاحب ذخی ہیں۔ چنبے ان کے ذہنوں کی بیٹیج کج کر اور پھر انہیں فون کر آؤ گا کہ یہ لپٹے نیچر اور دوسرے لوگوں کو تسلی دے سکیں۔" عمران نے صفر سے کہا۔

"آئیے یعقوب صاحب۔" صفر نے کہا۔

"یعقوب صاحب بس یہ خیال رکھیں کہ کسی کو جہاں کا پتہ نہ بتائیں۔" عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا اور یعقوب نے اذیت میں سر ہلادیا اور پھر ذرینہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے باہر کی طرف

اور گولیوں کی بارش سائیلوں میں ہوتی رہی۔ پھر دم در میان میں میزے میزے انداز میں ایٹ گئے جیسے ہم ہٹ ہو گئے ہوں۔ جہادے آدمیوں نے ہمیں چیک کیا اور لٹھیا اٹھوں نے ہمیں مردہ سمجھا اس لئے انہوں نے سائیلوں کو گولیوں اور ہم کو فوجی کے اندر لگے اور جہادے آدمی مشین روم سے باہر آئے تو ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی جہادے علاوہ یہاں موجود دہر آدمی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔..... عمران نے سر دے لے کر قلعہ میں بٹاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ..... کرشن درست کہہ رہا تھا تم انتہائی خطرناک لوگ ہو۔ بہر حال اب تم کیا چاہتے ہو؟..... سورمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”کرشن کون ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”سیکشن ون کا انچارج؟..... سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”سیکشن فور کا انچارج منوہر تھا۔ اس کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا تم سیکشن قری کے انچارج ہو اور کرشن سیکشن ون کا لیکن سیکشن نو کا انچارج کون ہے؟..... عمران نے کہا۔

”ادمن؟..... سورمانے جواب دیا۔
”اوہ۔۔۔۔۔ اب تم بے بساؤ کہ تم نے سیکشن میڈ کو اور ڈو کو کہاں شفٹ کر لیا ہے۔ پوری تفصیلات بتا دو۔..... عمران نے کہا۔

”تو جہاد کیا خیال ہے کہ تم میری زبان کھلو اسکو گے کو شش کر کے دیکھ لو؟..... سورمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے منوہر کی زبان کھلوائی تھی، لیکن اس کے جسم پر غرض نک

..... سورمانے انتہائی حیرت بھری آواز میں پچھتے ہوئے کہا۔

”جہاد کا نام سو رہا ہے اور تم بلیک باؤنڈز کے سیکشن قری کے انچارج ہو؟..... عمران نے سر دے لے کر کہا۔

”اوہ۔۔۔۔۔ تم کون ہو؟..... سورمانے ہلکت ہو نہ دبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اب وہ ذہنی طور پر سنبھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

”میرا نام پرنس ہے اور میں وہی ہوں جس کی تلاش کے لئے تم نے یعقوب کو اغوا کر لیا تھا؟..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہو۔ مگر یہاں۔۔۔۔۔ تم میرے ساتھ وہ کہاں ہیں۔ تم اندر کیسے آئے ہو۔ یہاں تو زبردست سائنسی

نظام..... سورمانے حیران ہو کر کہا۔

جہادے سائنسی نظام نے واقعی ہمیں موت کے دہانے پر پہنچا دیا تھا۔ ہم نے پہلے باہر سے بے ہوش کر دیتے والی گیس کے کیپسول یہاں خانہ

کئے تھے۔ اس سے یہاں اوپر سو جو افراد تم سمیت تو بے ہوش ہو گئے لیکن نیچے چہرہ خانے میں جو تم نے مشین روم بنا رکھا ہے وہاں تک اس کے

اثرات نہ پہنچ سکے اس لئے وہاں موجود جہادے دو آدمی ہوش میں رہے اور پھر جب ہم عقبی دیوار بھاند کر اندر داخل ہوئے تو سائیل لگی بند کر کے

جہادے آدمیوں نے ہم پر چست سے گولیوں کی بارش کر دی لیکن اب چار ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم نے یہاں کافی پرانا نظام فٹ کر رکھا ہے۔

بہر حال میں اس نظام سے واقف تھا اس لئے پہلے ہم سائیلوں میں ہو گئے اور گولیوں کی بارش درمیان میں ہوتی رہی۔ پھر ہم درمیان میں ہو گئے

ہوئے کہا۔

”مجھے کچھ نہیں معلوم۔ بیچک مجھے اندھا کر دو۔ مار ڈالو لیکن میں بلیک ہاؤنڈ سے غداری نہیں کر سکتا۔“..... سورمانے کہا وہ ذہنی طور پر ایک بار پھر مستحیل چکا تھا۔

”ہو نہ تو تم واقعی سورما بننے کی کوشش کر رہے ہو۔“..... عمران نے خراتے ہوئے کہا۔

”میں کچھ نہیں جانتا۔“..... سورمانے اور زیادہ سخت مجھے میں کہا۔

”دوبارے کے ساتھ خیر نکلے ہوا ہے وہ اتار کر مجھے دو۔“..... عمران نے مڑ کر نعمانی سے کہا اور نعمانی تیزی سے دوبار کی طرف بڑھ گیا۔ سورمانے آنکھ بند کر رکھی تھی اور وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے اپنی قوت مدافعت کو طاقتور بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ بعد لمحوں بعد خیر نعمان کے ہاتھوں میں چپکے چپکے اور خیر ہاتھ میں پکڑتے ہی عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ سورما کی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے اس کی آغوش سے زیادہ غائب شدہ ناک کے باقی ماندہ دائیں حصے پر فخر سے کٹ لگایا تھا اور سورما کا جسم بری طرح چھپنے لگا۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ناک کی دوسری طرف کے باقی حصے کا بھی ہی حشر ہوا اور عمران نے خیر ایک طرف بھینک دیا۔

”اب تم تو کیا جہاد سے فرشتے بھی بولیں گے۔“..... عمران نے خراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مزی ہوتی انگی کاہک سورما کی بٹھائی پر ابھر آنے والی دگ پر ہڑا اور سورما کے صحن سے اس بار ایسی چیخ

”بھاؤ کہاں بنائے ہیں سیکشن ہڈی کو ارٹرز..... عمران نے اچھٹا کر دیکھنے میں پوچھا۔

”پپ پپ پانی۔“ مجھے پانی پلاؤ میں مریاؤں گا مجھے پانی پلاؤ..... سورمانے ڈوبتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن دھلک گئی۔

”پانی لے آؤ کمپین شکیل۔“..... عمران نے حزر کمپین شکیل سے کہا اور کمپین شکیل کو ڈاویں بھینک کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس لئے یعقوب اندر داخل ہوا۔

”میں نے ذرینہ کو واپس بھجوادیا ہے۔ اس کا زیادہ دیر یہاں رہنا فائدہ بات تھی۔ آپ کے ایک ساتھی اسے چھوڑنے گئے ہیں۔“..... یعقوب نے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہلادیا۔

”تموڑی دیر بعد کمپین شکیل کے ساتھ ہی صفدر اور نعمانی بھی داخل ہوئے۔ کمپین شکیل کے ہاتھ میں پانی کا گلب تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے بے ہوش سورما کے جیسے چھینچھینے اور پھر اس کا سر اوپر کی طرف کر کے اس کے کھلے منہ میں پانی اندر پلٹا شروع کر دیا۔ جب کافی سارا پانی اس کے منہ سے نیچے اتر گیا تو کمپین شکیل جھجے بھٹا اور اس نے گلب میں موجود پانی اس کے جسم پر اندر پل دیا اور سورمانے جان لکھوں بعد کر اپنے ہوئے اپنی اکلوتی آنکھ کھول دی۔ اس کا چہرہ زخمی ہونا کے ساتھ ساتھ تکلیف کی شدت سے بری طرح سبب ہو رہا تھا۔ اکلوتی آنکھ بھی تکلیف کی شدت سے سرخ ہو رہی تھی۔

”یو لو ورن۔“..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ

نکلی جیسے یہ جین دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلی ہو۔

”بولو.....“ عمران نے دوپہری ضرب لگائی۔

”بتانا ہوں۔ بتانا ہوں رک جاؤ۔ ایسا ہونا ک عذاب۔ رک جاؤ بتاؤ ہوں.....“ اس بار سورمانے جذباتی انداز میں چپختے ہوئے کہا۔

”بولے جاؤ ورنہ تھیری ضرب تمہیں جہنم کے سب سے نچلے حصے میں جا بھینے گی.....“ عمران نے خزا سے بولے کہا اور پھر دوسرے لمحے سورا کا دل زبان حرکت میں آگئی۔ بوس نگ رہا تھا جیسے وہ ناشعوری انداز میں بولے چلا جا رہا ہو۔ عمران نے اس سے کئی سوال کئے اور پھر اس سے سیکشن ہینے کو اندر کے اور وہاں کے انتظامات کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی۔

”اب بتاؤ کہ جہادے چیف پاس کی مخصوص فریکوئنسی کیا ہے یا فون نمبر کیا ہے.....“ عمران نے جلد لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”اس کا کوئی فون نمبر نہیں ہے۔ وہ سپیشل ٹرانسمیٹر بات کرتا ہے۔ ہم نہیں کر سکتے.....“ سورمانے جواب دیا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران نے اس کی پہچانی پر ضرب لگادی اور سورا کا جسم ایک بار پھر بری طرح جھپٹنے لگا۔ اس بار اس کے حلق سے پوری طرح یچ بھی نہ نکل سکی تھا۔

شاید تکلیف کی شدت سے اس کا یچ مارنے والا نظام ہی ماؤف ہو گیا تھا۔

”بولو نمبر بتاؤ ورنہ.....“ عمران نے خزا سے بولے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھایا۔

”بتانا ہوں..... رک جاؤ بتانا ہوں.....“ سورا کے حلق سے آہستہ

سی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فریکوئنسی بتادی۔

”فون نمبر بتاؤ.....“ عمران نے سر دھکے میں کہا۔

”فون نمبر۔ مگر وہ فون پر نہیں ملتا.....“ سورمانے جواب دیا۔

”تم بتاؤ.....“ عمران نے کہا اور سورمانے ایک فون نمبر بتادیا۔

”اب سنو اگر تم زخمی رہنا چاہتے ہو تو میری قسمی کرادو کہ تم نے یچ

فون نمبر بتایا ہے.....“ عمران نے کہا۔

”میں نے یچ بتایا ہے۔ لیکن وہ اس بات نہیں کرتا۔ وہ ٹرانسمیٹر

بھی سوائے آجٹائی ایر رجیسی کی صورت میں بات کرتا ہے ورنہ وہ بات

کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور وہ صرف سپیشل ٹرانسمیٹر پر خود بات کرتا

ہے.....“ سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے اسے دیکھا ہوگا.....“ اس کا حلیہ اس کا تو وقامت سب بتا دو۔

.....“ عمران نے کہا اور اس بار سورمانے پوری روانی سے سب کچھ بتادیا

۔ ”فون یہاں لے آؤ.....“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور نعمانی

واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کارڈ لیس فون پیش اٹھائے اندر

داخل ہوا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لے لیا۔

”یہاں انگوٹزی کے نمبر بتائیں.....“ عمران نے یحیٰی سے پوچھا

اور یحیٰی نے نمبر بتا دیئے۔ عمران نے وہ نمبر پیس کر دیئے۔

”انگوٹزی میڈ.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز

سنائی دی۔

”میجر جرنل گردنام بول رہا ہوں.....“ عمران پہنچے پہلے بولے لے

کر گل کلب : رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

کلب کے مالک جناب مبین صاحب سے ملتا ہے : عمران نے لہجہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

مبین صاحب تو کلب کے مالک نہیں ہیں جناب۔ کلب کی مالک تو مادام مبین : دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

چلیں مادام سے ہی بات کرو میں۔ میں کافرستان سے بول رہا ہوں : عمران نے کہا۔

مادام دیتا تو اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہوں گی جناب وہ صرف شام کو تشریف لاتی ہیں اور وہ بھی لمبی : دوسری طرف سے کہا گیا۔

یہ رہائش گاہ کہاں ہے ہو سکتا ہے مجھے اپنا آدمی بھیجتا ہرے : عمران نے پوچھا۔

گوٹن کالونی کو فنی نمبر بندہ : دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ہنسنے لگا کہ رابطہ ختم کر دیا۔

اس مادام سے کا تعلق یقیناً مبین سے ہے۔ اس لئے اس کا فون نمبر دیا گیا ہے : عمران نے فون پیس واپس نعمانی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

تو پھر کیا ہو گرام ہے : صفدر نے پوچھا۔

اس دیتا تو اس طرح اعزاء ہو چاہئے کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ پھر اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو سکتی ہے : عمران نے کہا۔

میں کہا۔

اوہ یس سر۔ یس سر۔ حکم سر : دوسری طرف سے آپرٹر نے اجتنائی ہو کھلنے ہوئے لہجے میں کہا۔

ایک نمبر بتا رہا ہوں۔ اس کے متعلق تفصیل بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام پر نصب ہے : عمران نے پہلے کی طرح حکمانہ لہجے میں کہا۔

یس سر : فرمائیں سر : دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے سورما کا بتایا ہوا نمبر دہرایا۔ سورما کی گردن ڈھکی ہوئی تھی وہ جب ہوش ہو چکا تھا اس لئے عمران اس کی طرف سے مطمئن تھا۔

ایک منٹ سراجی بریک کر کے بتاؤ ہوں سر : دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔

ایلی سر : چند لمحوں بعد آپرٹر کی آواز سنائی دی۔

یس : عمران نے کہا۔

سر یہ نمبر پانچ روڈ پر واقع کرگل کلب کا ہے۔ مجھے پہلے سے معلوم تھا سر لیکن اس کے باوجود میں نے اسے چیک کر کے بتایا ہے : دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

او۔ کے : عمران نے کہا اور بین دبا کر رابطہ آف کر دیا۔

کرگل کلب : اس کا مطلب ہے۔ باقاعدہ ہوشیاری سے کام لیا ہے ہے : عمران نے ہنستے جاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نمبر پہنچانے کے شروع کر دیے۔

”میرا خیال ہے۔ اس عمارت میں کہیں کوئی غفیبہ اسلحہ خانہ بھی تھا
ورد عمارت کی تباہی سے اس قدر خوفناک دھماکے نہیں ہو سکتے.....
حمزہ نے کہا سارے عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

”اے آپ کس طرف جا رہے ہیں فرس.....“ بھٹی سیٹ پر بیٹھے
ہوئے یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گوڈن کالونی۔ میں نے سوچا کہ گوڈن کو ساتھ ہی لے جاؤں۔ آج
کل زمانے کا اعتبار نہیں ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
سب بے اختیار ہنس پڑے۔ راستے میں گو کہیں کوئی چینگ نہ ہو رہی تھی
اس کے باوجود فاصلہ کافی ہونے کی وجہ سے انہیں گوڈن کالونی پہنچتے پہنچتے
ایک گھنٹہ لگ گیا کوئی نمبر پندرہ بے حدود سیخ و عربوں اور شاندار تھی۔
اس کا چھاری سائز کا چھانگ بند تھا لیکن باہر دو بارودی سیخ دربان بڑے
پوکھا انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے کاندھوں سے جدید قسم کی مشین
گنیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اپنے انداز سے عام سے دربانوں کی بجائے
ترتیب یافتہ گوریلے لگتے تھے۔ عمران کار آگے بڑھانے لے گیا۔

”ان دربانوں کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے
ہیٹل کی رہائش گاہ بھی یہی ہے۔ ورد کسی کلب کی مالک کو تربیت یافتہ
گوریلے مار دربانوں کو عمارت کے باہر کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہو
سکتی.....“ عمران نے ہنسنے بجائے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اندر بھی ایسی ہی بہرہ ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ
سامنے انتظامات بھی ہوں.....“ حمزہ نے کہا اور عمران نے اجابت

”کار موجود ہے لے آتے ہیں اسے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے
کیپول فائر کر دیں گے پہلے اور پھر اٹھائیں گے اسے۔ کیا میں لے آتا
ہے اسے.....“ حمزہ نے کہا۔

”تم یعقوب اور حمزہ کو ساتھ لے آؤ۔ لیکن پہلے یہاں سے مجھے اپنی
رہائش گاہ پر شفٹ ہونا پڑے گا کیونکہ یہ ان کا مخصوص اللہ ہے کسی بھی
لحظے کوئی یہاں آ سکتا ہے یا یہاں سے رابطہ کر سکتا ہے.....“ عمران نے
کہا اور سارے ساتھیوں نے اجابت میں سر ملادینے۔
”اس سو رہا کیا کرتا ہے.....“ نعمانی نے کہا۔

”خاتمہ باقیہ اور ساری عمارت میں دائر لیس چار ہر ڈائنامیٹ لگا دیے
.....“ عمران نے سر ہلچے میں کہا اور دینی وردا کے کی طرف بڑھ گیا۔
”صدیقی مس ڈرینے کو چھوڑنے گیا ہے کار پر۔ وہ ابھی واپس آجائے گا
اس دوران میں ڈائنامیٹ نصب کر دوں پھر آگئے یہاں سے چلیں گے
.....“ حمزہ نے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

تھوڑی دیر بعد صدیقی کار لے کر واپس آگیا۔ اسی دوران حمزہ بھی اپنے
کام سے فارغ ہو چکا تھا۔ سورا کا خاتمہ یعقوب نے خود کر دیا تھا اور تھوڑی
دیر بعد وہ کار میں بیٹھے اس علاقے سے باہر آچکے تھے۔ حمزہ نے دائر لیس
ڈی چار ہر ہاتھ میں لے لیا اور پھر جیسے ہی عمران نے کار ایک ہوک پر
سوڑی حمزہ نے ہنسنے دبا دیا۔ ”دوسرے لمحے دور سے انتہائی خوفناک
دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ
جیسے پورا اسلحہ خانہ پھٹ پڑا ہو۔“

یہ کہہ کر بچے کی طرف جھٹک کر بیٹھا ہوا تھا تاکہ فرسٹ سکرین سے بھی اسے پوری طرح نہ دیکھا جاسکے اس لئے عمران کو صرف گھنٹا سا نظر آیا تھا۔ ایک گھنٹا سا عجبی سیٹ پر رکھا ہوا نظر آیا ہے اور کم از کم جہاں کی عورتیں اپنی بدذوق نہیں ہو سکتیں کہ بچی ہو جائیں۔ اس لئے یہ تو طے ہے کہ کار میں باوام رہتا نہیں ہے۔ سو راتے جو علیہ بتایا تھا اس میں اس نے گھنے پن کا کوئی حوالہ نہ دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی اور غیر متعلقہ آدمی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہچان سے پہنچنے کے لئے وہ کار میں گھباہو کر بیٹھا ہو اور کسی خاص جگہ پہنچ کر وہ سر پر کوئی دگ رکھ لیتا ہو عام آدمی کو اس طرح کے کھرڈیشیوں کی کیا ضرورت ہے جب کہ جہاں دگام میں اب تک کوئی کار بھی کھرڈیشیوں والی نظر نہیں آتی کہ ہم انھیں کے کھرڈیشیے جہاں فیشن میں شامل ہیں۔..... صفدو نے کہا۔

”جہاں بات واقعی سمجھ میں آتی ہے۔ چلو چیک کر لیتے ہیں کہ یہ گھنے صاحب کہاں جاتے ہیں۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو سڑک کر کے سڑک کی طرف موڑا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ سڑک پر خاصی ٹریفک تھی لیکن عمران کار کو خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھانے لے گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے سفید مرسیڈز کو دور سے چیک کر لیا اور یہ اچھا ہوا کہ وہ بدوقت پہنچ گئے تھے وہ آگے چوک پر آکر کار کسی طرف کو مڑ جاتی تو وہ مجلس جاستے لیکن اب کار ان کی نظروں کے سامنے تھی۔ عمران نے سفید کار دیکھتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ درمیان میں

میں سر ہلا دیا۔ اس نے کار کافی آگے ایک ریموٹو ان کی سائیڈ پر روک دی تھی کار کے سائیڈ مرر سے کوئی کاہنڈ بھاٹک اسے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس کا کوئی پر ہماری پہلے والی پلائنگ تو کاہنڈ نہیں ہو سکتی اور جہاں آمد و رفت بھی کافی ہے۔ معمولی سی فائرنگ سے جہاں سے بیکروں پر لوگ اکٹھے ہو جائیں گے۔..... صفدو نے کہا۔

”سائیڈسٹارنگ رو اور تو استعمال کیا جاسکتا ہے اور وہ میرے پاس موجود ہے۔.....“ صفدو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا عمران جو کہ سائیڈ مرر میں کوئی کاہنڈ لینے میں مصروف تھا۔ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے کوئی کاہنڈ سا چمکانی کھلتے اور دونوں دربانوں کو امن شن ہو کر کھڑے ہوتے دیکھا۔ صفدو کوئی بعد سفید رنگ کی سٹے ماڈل کی مرسیڈز کار کو فسی سے نکلی اور تیزی سے چل کر اسی سمت کو آنے لگی بعد عمران کی کار کھڑی تھی۔ باقی ساتھی بھی چونکہ عمران کو سائیڈ مرر کی طرف متوجہ ہو کر چلتے ہوئے دیکھ چکے تھے اس لئے وہ سب بھی گردنیں موڑ کر اسی طرح دیکھنے لگے اور ظاہر ہے انہوں نے بھی بھاٹک سے کار کو نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ صفدو انہوں بعد کار ان کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ کار کے شیشے کھرڈتھے لیکن چونکہ کار بھاٹک سے سڑک عمران کی کار کی طرف آتی تھی اس لئے عمران نے فرسٹ سکرین سے اندر موجود افراد کی ایک مٹھک واضح طور پر دیکھ لیا تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور تھا جب کہ عقبی سیٹ کے ایک کونے میں ایک گھنٹا سا چمکانی تھا جسٹے والا شاید جان

دہر جانے لگا اور پھر حقیر۔ تاکہ اگر اندر اس سورما والے اڈے کی طرح کوئی سائنسی انتظام ہو تو اس سے نمٹا جاسکے۔ عمران نے کہا اور مقدر اور حقیر اپنے کتوں میں سے کیسیوں کو فائر کرنے والے مخصوص پہلے لے کر تیزی سے اس عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کار کے قریب صدیقی اور یعقوب رہیں گے۔ باقی میرے ساتھ آئیں۔ عمران نے کہا اور کیپٹن عقیل اور نعمانی اس کے ساتھ درختوں سے نکل کر آئے بڑھتے گئے۔ حقیر عمارت کی دائیں طرف تھا اس لئے عمران کیپٹن عقیل اور نعمانی سمت سرک کر اس کر کے عمارت کی بائیں طرف کو بڑھ گیا جب کہ کیپٹن عقیل کو اس نے ایک درخت کی اوٹ میں رک کر سامنے بھانگ پر نظر رکھنے کے لئے کہہ دیا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد بھانگ کھلا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور دونوں ہی بھانگ سے باہر نکلے اور مخصوص انداز میں او۔ کے کا اشارہ دیتے گئے تو کیپٹن عقیل نے آواز دے کر بائیں طرف موجود عمران اور نعمانی کو بلایا اور چند لمحوں بعد وہ سب بھانگ پر پہنچ چکے تھے۔

”اندرو چھ افراد ہیں۔ چار برآمدے میں اور اندرو علیحدہ علیحدہ کمروں میں ہے ہوش بڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سر سے گٹھا ہے۔ کار کے اندرو ڈرائیور بھی ہے ہوش بڑا ہوا ہے۔“ صفدر نے کہا۔
”اس کا مطلب ہے جہاز اوگ والا انڈیا فلٹ ٹاٹ ہوا۔ بہر حال آؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بھانگ کی طرف بڑھ گیا اور اُپر تھوڑی دیر بعد وہ ایک دختر خا کرے میں پہنچ گیا جہاں میز کے نیچے ایک

چار کار ہیں تھیں اس لئے عمران ان کاروں کے نیچے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا۔ چونکہ ہر مڑنے کے بعد درمیان میں دو کاریں رہ گئیں۔ کافی دور جا کر سنی کار دائیں طرف جانے والی ایک بانی روڈ پر مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی بانی روڈ کے آغاز پر ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا جس پر کسی پورٹریٹ فیلڈ بنانے والی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران نے کار سے آگے جانے والی کار میں اس بانی روڈ پر مڑے بغیر آگے بڑھ گئیں مگر عمران نے کار کو اس بانی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ دونوں طرف گھنے درخت تھے اور درمیان میں سرک بھی بل کھاتی ہوتی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی عمران خاموشی سے کار دوڑاتا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر ایک ڈھلوان اترتے ہوئے اسے نیچے گہرائی میں ایک سفید رنگ کی عمارت کے گیٹ میں کار داخل ہوتی نظر آئی۔ پورٹریٹ فیلڈ والی کمپنی کا بورڈ اس گیٹ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا۔ جب کہ سرک اس عمارت سے آگے جا رہی تھی۔ عمران نے کار کی رفتار بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سفید رنگ کی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ عمران نے کار آگے لے جا کر درختوں کے ایک جھنڈ پر روک دی۔

”وہ سفید کار اس عمارت میں گئی ہے۔ اس لئے اب ہمیں اندر جا ہوگا۔“ عمران نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوئے کار سے نیچے اتر گئے۔ صفدر تم عمارت کی عقبی طرف جاؤ اور حقیر سائیکل کی طرف دو نور چار چار ہے ہوش نکرے والے کیسیوں کو فائر کرو گے اور پھر دس منٹ بعد اندرو کو کار اندرو کی صورت حال معلوم کر کے باہر آؤ گے۔ پہلے صفدر

کارخ اس کی طرف کرتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

”گلک گلک کون ہو تم۔ میرا نام تو رابندر ہے۔ میں اس کمپنی کا مالک ہوں۔“ اس آدمی نے حیرت اور گھبراہٹ سے ملے ملے لہجے میں کہا اور عمران کے ہونٹ بے اختیار ہنسنے لگے کیونکہ اس آدمی کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ چاکر دہا ہے۔ اسی لیے عمران کے ساتھی اندر آ گئے۔

”نیچے بڑے بڑے تہہ خانے ہیں لیکن ان میں پولٹری فیزیکی بوریاں بکری ہوئی ہیں۔“ مسندہ نے کہا تو عمران کے ہنسنے ہوئے ہونٹ اور لبہ ہنسنے لگے۔

”جدید ترین ٹرانسمیٹر کی یہاں سو جو دہائی اس بات کی دلیل ہے کہ تم ہی بلیک باؤنڈز کے خفیہ سربراہ ہو۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”جین کرو میرا کسی بلیک باؤنڈز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جس میں قضا ظالمی ہوئی ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر میں پوری دنیا میں پھیلے ہوئے کاروبار کے استعمال کرتا ہوں۔“ رابندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر تم یہی پہلے ہو کہ تمہارے تہہ خانے کو تھکے ہوئے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں سچا باتھا کہ تم سربراہ ہو اس لئے جہادی احمی عزت تو کی جائے کہ ہم پر غور کیا جائے۔“ عمران نے منہ بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ نہیں نہیں۔“ رابندر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران نے دیو اور ساتھ کھڑے بیٹے ساتھی کو دیا۔ اور دوسرے لے ل کا ایک ہاتھ رابندر کے سر پر اور دوسرا اس کی دائیں آنکھ پر مخصوص نماز میں ہنسنے پکارتا تھا۔ اور پھر جیسے ہی عمران نے انگلیوں کو مخصوص انداز

گنجا آدمی کر ہی رہے ہوش بڑا ہوا تھا۔ لیکن اس آدمی کا قد و قامت سورما کے بتائے ہوئے قد و قامت سے بالکل مختلف تھا۔ مسندے میز پر ایک اجنبی ہدیہ ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران نے جھک کر اس کو دیکھ لیا لیکن اس کے دماغ پر کوئی فریکے کسی نظر نہ آ رہی تھی۔

”ہو سکتا ہے سورما نے جان بوجھ کر غلط قد و قامت بتایا ہو۔ ٹرانسمیٹر سے تو ظنک پڑتا ہے کہ یہی سینن ہو سکتا ہے۔ تم سب تہہ خانے وغیرہ دیکھ کر میں اسے ہوش میں لے آتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور باقی ساتھی خاموشی سے مڑے اور اس کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے اس گینچے کے کوٹ کو اس کے عقبی طرف سے کھینچ کر اس کی طرف نیچے کر دیا کہ آدھے بازوؤں کی حد تک کوٹ نیچے کی طرف سے اتر گیا۔ اب ہوش میں آنے کے بعد وہ آدمی اس کوٹ کھنڈی کی وجہ سے بیٹے بازوؤں کو استعمال نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی کاندھوں کو جھٹک دے کر کوٹ کو اوپر لے کر جاسکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے جیب سے وہی شیشی نکالی جو اس سے چپٹے دو سورما کے اڑے میں استعمال کر چکا تھا اور ہنٹوں کے بعد وہ آدمی ہوش میں آ چکا تھا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اپنے کاندھوں کو جھٹک دے کر کوٹ کو اوپر ایدہ جھٹ کر نے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے۔ ایسا ممکن نہ تھا جتنا یہ وہ بے اختیار اڑھ کر کھڑا ہو گیا لیکن عمران نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے زبردستی واپس کر ہی رہ بٹھا دیا۔

”انھنے کی ضرورت نہیں ہے سینن۔ تم جینہ کر بھی میرے ساتھیوں کے جواب دے سکتے ہو۔“ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دیو اور

مگر تم تو انتہائی سفاک لوگ ہو۔ تم تو مجھے مار ڈالو گے۔
راہد نے انتہائی خوفورہ لگے میں کہا۔

ہم سفاک صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راہد کا خوف سے سکڑا ہوا ہجرہ بھال
ہوئے لگ گیا۔

”پھر میں بات کروں جیٹ سے۔“ راہد نے اجازت طلب
نظروں سے کہا۔

”ہاں لیکن خیال رکھنا اگر تم نے اسے کوئی اٹھارہ دینے یا کوئی غلط
حرکت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔“ عمران
نے سرد لہجے میں کہا۔

”مہم..... میں جانتا ہوں میں کوئی دھوکہ نہ کروں گا۔“
راہد نے کہا اور اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر ایک ٹریکنگ سی ایڈجسٹ
کرنی شروع کر دی۔

”یہ سی ایڈجسٹ انٹرنلنگ ہو اور..... چند لمحوں بعد ایک بھاری
سی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی لہجے سے حد سخت تھا اور جواب میں راہد نے وہی
بات دہرائی جو عمران نے اسے بتائی تھی۔

”اوہ..... اس کا مطلب ہے۔ حالات انتہائی خدوش ہوتے جا رہے
ہیں۔ تم ایسا کرو کہ ہلیک آئی کے سب افراد کو حکم دے دو کہ وہ دھگام میں
نظر آنے والے ہر مشکوک آدمی کی نگرانی کریں اور جس پر شک پڑے ہو
ہائے اسے افراد کے جہاز سے ایئر کوارٹر بھیجا دیں تم اس پر نقد و کر کے

ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا اور اسے یہ اطلاع دی۔ ابھی میں اطلاع دیکھ
ہی ہوا تھا کہ اچانک میرا دمخ چکرانے لگا اور میں بے ہوش ہو گیا۔
بھو مجھے ہوش آیا تو تم میرے سلسلے تھے۔“ راہد نے نظروں
بانتے ہوئے کہا۔

”میں نے دوبارہ رابطہ کروا دیا اسے بتاؤ کہ تمہارے خبرنے لک
دی ہے کہ اس مہاجر ہونے والے سنور میں سیکشن قمری کا جیٹ سونا
ہلاک ہوا ہے اور اس کی جلی ہوئی لاش بلبے سے نکلی ہے لیکن اسے
سکتا ہے۔ اس طرح مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ
کہا ہے اور یہ درست ثابت ہوا تو ہم سب خاموشی سے واپس چلے جائے
گئے ورنہ..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں نے بالکل سچ بتایا ہے۔ میں تصدیق کر رہا ہوں، لیکن اگر
میں یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی تو میرے لئے مسدود بن جائے گا۔“
انتہائی سفاک آدمی ہے۔“ راہد نے کہا۔

”اطلاع درست ہے۔ اس لئے درست ہے کہ یہ آؤ ہمارے پاس
تیار ہوا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو راہد نے اختیار چھوٹا کر
اس کے چہرے پر نکتہ انتہائی خوف کے تاثرات ابھرائے۔

”اوہ اوہ..... تو تم پاکیشیائی جہنم ہو۔ اوہ..... راہد
خوف زدہ لہجے میں کہا۔

”تم تو اس طرح خوفورہ ہو گئے ہو جیسے پاکیشیائی جہنم جوت
ہوتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ان سے پاکیشیائی بھجنوں کا پتہ پوچھو گے اور پھر کوئی اہم بات سنا سکتے تھے تو مجھے اطلاع دینا اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابندر نے ظہر سر اور وہ کہہ کر خواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اوور لیٹل آئل کے الیجمنس کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب تو ہمیں یقین آگیا ہوگا..... رابندر نے کہا۔

”اب تم یہ بتاؤ کہ کیا تم کبھی ریش بور چھانوٹی گئے ہو؟..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں وہاں سوائے خاص لوگوں کے اور کوئی نہیں جاسکتا اور ہمارے دیوٹی آفسران کو بھی سپیشل پاس دینے جاتے ہیں اور ان کی بڑ باندھ چکنگ ہوتی ہے..... رابندر نے جواب دیا۔

”اس میجر جنرل گرونام کا فون نمبر کہاں سے ملے گا؟..... عمران نے پوچھا۔

”ڈائریکٹری میں ہوگا۔ مجھے تو کبھی ضرورت نہیں پڑی..... رابندر نے کہا۔

”او۔ کے..... اب تم یہاں بیٹھو گے جب تک ہم باہر نہ ملے جاتے پھر تم جس طرح چاہو اپنا کوٹ فلیک کر لینا..... عمران نے سر اور میز پر کھانا ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”شش شکریہ تم واقعی شریف آدمی ہو..... رابندر نے بخار مطمئن لہجے میں کہا۔

”تو اس پر میری شرافت ثابت کر دو۔ ورنہ بعد میں میری دلچسپی

ازانے میں مصروف ہو جائے گا..... کرے سے باہر آتے ہی عمران نے تھوڑے محاذ ہو کر کہا اور تھوڑے سر ملا تا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”انہیں یونٹیا بڑے رہنے دو۔ انہوں نے تو ہمیں دیکھا ہی نہیں۔ مگر اس کا اثر جب تین چار گھنٹوں بعد ختم ہوگا یہ خود ہی ہوش میں آجائیں گے۔“

..... عمران نے کہا اور صفحہ نے سر ملا دیا اور وہ سب چلتے ہوئے چانگ سے باہر نکلے اور اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد تھوڑے ہی ان کے ساتھ آن ملا۔

”اب کیا پروگرام ہے۔ ان کے سیکشن ہیڈ کو ارڈر کا کوئی چل گیا ہے اب باری باری انہیں تباہ کر دیا جائے..... صفحہ نے کہا۔

”نی الحال تو اپنی رہائش گاہ پر چلتے ہیں پھر کوئی پلاننگ بنائیں گے۔ عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار مرکز تیزی سے واپس جا رہی تھی۔

”ہاں..... حریف کو ملنے والی اطلاع درست تھی۔ سو رہا کی جلی ہوئی
لاش لیے سے لٹکی ہے اور ایک انگوٹھی کی وجہ سے پہچان لیا گیا ہے اور
دوسری اہم بات یہ ہے کہ دھگام کے نواح میں پولیٹری فیلڈ کمپنی کے مالک
رائندر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تم جانتے تو ہو گئے کہ یہ رائندر دراصل
کون ہے؟..... ارجن نے کہا۔

”رائندر وہ مادام رستا کا غریب..... کرگل کلب کی مالک مادام رستا کا
شوہر ہے اساتو مجھے معلوم ہے کیا وہ کوئی اور خاص اہمیت رکھتا ہے؟.....
کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جس میں معلوم نہیں۔ دراصل میرے سیکشن کا زیادہ
تعلق اس کی مخصوص فیلڈ سے رہا ہے اس لئے مجھے اس کی اصل حیثیت کا
علم ہے۔ وہ وہی خاص غریب ہے جس نے حریف کو سیکشن تحری کے اڈے کی
جہاز کی خبر دی اور بعد میں سو رہا کی ہلاکت کی بھی خبر دی اس نے حریف کو
جو پرہیز وی اس کے مطابق سو رہا کا چہرہ پہچانا جاسکتا تھا لیکن اصل بات
یہ ہے کہ سو رہا کی لاش اس قدر جل چکی ہے کہ اسے بھرے سے کسی طور پر
بھی نہیں پہچانا جاسکتا۔ اسے صرف اس کی انگلی میں موجود مخصوص انگوٹھی
سے پہچانا گیا ہے میں نے جب حریف کو یہ بات بتائی تو حریف حیران رہ گئے
چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر رائندر سے مل کر یہ
معلوم کروں کہ اس نے اس قدر غلط پرہیز کیوں دی ہے چنانچہ حریف
کے حکم پر میں نے جب اس کی رہائش گاہ پر فون کیا تو اس کی بیوی مادام
رستے نے بتایا کہ وہ کسی غیر ملک میں ایئر ہنسی کال کے لئے اپنی کمپنی کے

کرشن جھونے سے کمرے میں بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں
بہل رہا تھا اس کے جہرے پر سرخی نمایاں تھی۔ اس نے ہونٹ اتنی کھینچ
سے بھیچ رکھے تھے جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں منہ کے راستے سانس باہر
نکل جائے۔ وہ بار بار اپنی منہیاں بھیچ اور کھول رہا تھا۔ کمرے میں مونڈا
میں فون موجود تھا اور کرشن کی نظریں بار بار فون کی طرف اٹھ رہی تھیں
اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی اچانک بج اٹھی۔ کرشن نے تجھت کر
فون کا رسیور اٹھایا۔

”ہیں..... کرشن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ارجن بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے سیکشن نو کے حریف
ارجن کی آواز سنائی دی۔

”ہاں کیا ہوا۔ کچھ نیچے چلا سو رہا؟..... کرشن نے بے چین سے لہجے
میں کہا۔

چلو کیا ہے۔..... ارجن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ پاکیشیائی بمبھٹوں کو اس رابندر سے کیا سلطنت مل سکتی ہیں۔..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اتنی تفصیل کے باوجود تم بات نہیں سمجھے۔ تمہیں میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہاس کو سودا کے بارے میں رابندر نے غلط اطلاع دی اور وہ خصوصی ٹرانسمیٹر بھی اس عمارت سے نہیں مل سکا۔ ظاہر ہے۔ پہلی اطلاع رابندر نے خود ہی تمہیں دوسری اطلاع اس نے یقیناً ان پاکیشیائی بمبھٹوں کے کہنے پر دی ہوگی اور اس بات سے مجھے یقین ہے کہ دراصل یہ پاکیشیائی بمبھٹ رابندر سے چیف کے متعلق غلطی والی معلومات کی تصدیق کرتا چاہتے تھے۔ کیونکہ رابندر چیف کے متعلق ہم سے بھی زیادہ جانتا تھا۔..... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ..... میں سمجھ گیا واقعی تم نے اجنبی گہری بات سمجھی ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوا گا۔ چیف کو تم نے اطلاع دی۔..... کرشن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور چیف نے بھی میرے تجزیے سے اتفاق کیا ہے اور ساتھ ہی چیف نے حکم بھی دیا ہے کہ تم اپنے کمیشن کی فیم کے ساتھ فوری طور پر مین ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ کیونکہ چیف کو یقین ہے کہ رابندر سے معلومات غلطی کے بعد یہ پاکیشیائی بمبھٹ لازماً مین ہیڈ کوارٹر پر حملہ کریں گے۔..... ارجن نے کہا۔

”کہاں ہے مین ہیڈ کوارٹر۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔..... کرشن نے

ہیل کو اڑھایا ہے اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ میں اس ہیڈ کوارٹر کو جانتا تھا چنانچہ میں نے وہاں فون کیا لیکن جب کسی نے کلب رسوسہ کی تو میں خود وہاں گیا اور وہاں پہنچ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ عمارت کا پچانگ کھلا ہوا تھا۔ اندر موجود افراد مختلف جگہوں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے جب کہ رابندر اپنے دفتر میں کرسی پر مرایا تھا۔ اس کا کوٹ پیچھے کی طرف سے آدھے سے زیادہ نیچے تھا۔ اس کی دائیں آنکھ کے اوپر اور نیچے ایسے نشان تھے جیسے وہاں کسی نے کیل ٹھوکنے ہوں گویا اس کے دل میں ہادی گئی تھی جب کہ اس کی سفید مرسلینز بھی وہی موجود تھی اور اس کے آدھوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔ بہر حال میری کوشش کے بعد ایک آدمی کو ہوش آگیا اور اس نے بتایا کہ وہ لوگ مستقل اسی عمارت میں رہتے ہیں۔ رابندر اچانک بغیر کلب اطلاع کے آیا۔ اور اپنے دفتر میں چلا گیا۔ اس کے بعد ہلکی ہلکی آوازیں اٹھنے سنائی دیں جیسے عمارت سے پھٹتے ہیں اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے۔ دیکھ نہیں نے اپنے طور پر تحیک کیا ہے۔ وہاں اس سفید مرسلینز کے علاوہ کسی گاڑی کے نشانات نظر نہیں آئے۔ البتہ چند افراد کے عقبی طرف سائیکل کی دیوار کے ساتھ پیرس کے واضح نشانات نظر آتے ہیں۔ اس نے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے نو کتے گئے۔ پھر کچھ لوگ اندر آئے۔ انہوں نے یقیناً رابندر سے پوچھ گچھ کی اور پھر اسے گولی مار کر خاشوش سے واپس چلے گئے اور مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی بمبھٹ ہوں گے جنہوں نے سودا کو ہلاک اور اس کے اڈے

ہوئے کہا۔

۱۱۔ کے ٹھیک ہے۔ میں پھر ٹیم لے کر وہاں چلا جاتا ہوں لیکن چیف سے رابطہ کیسے ہوگا..... کرشن نے کہا۔

[illegible]

”جب نے زیادتی کی ہے۔ مجھے سائیکل پر کر دیا ہے اور ارجن کو بچہ برنج دے کر فیملی میں ان ہیچمنس کے خلاف کام کرنے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا ہے۔“..... کرشن نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر آگے کی طرف محکمہ کراس نے ریسور اٹھایا اور تیزی سے ٹمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”میں گپتا اینڈ سنز“..... دوسری طرف سے ایک نسوونی قیادار ستانی

”میں کرشن بول رہا ہوں گپتا سے بات کراؤ“..... کرشن نے ہانٹ لکھ میں کہا۔

”ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی تاخیر کے بعد ایک دوسری آواز ابھری۔

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

آج سے چلے تجھے بھی مظلوم نہ تھا۔ اب حریف نے خود بتایا ہے کہ بلیک ہائڈز کو کین میں بیٹے کو اور روشنی پور جھانپنی میں ہے۔..... اور جن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

روم میں پور پھاؤنی۔ جو قلعہ کے اندر ہے۔ اودہ پھر وہاں میرے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تو وہ انتہائی مصلحتاً کریم جگہ ہے۔..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاڑی بات درست ہے۔ وہ واقعی صفات ترین جگہ ہے۔ لیکن جہاڑی کا طیال ہے کہ فوجیوں کو یہ پاکستانی جہنم آسانی سے دھوکہ دے سکتے ہیں اس لئے جہاڑی نے سوچا ہے کہ تم اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچے اور ان انصافوں کو پوائنٹس پر جہاں جہاڑی مناسب سمجھے گا جہاں اور جہاڑی آدمیوں کو تعینات کر دے گا۔ میرے ذمے اس نے دنگ میں ان ایجنٹوں کو تلاش کرنے کے ختم کرنے کا مشن لگایا ہے۔..... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔“

”تم نے مجھے وہاں رات گزاری میں جو فون کیا تھا۔ اس میں تم نے حالات بتاتے ہوئے کسی اور کے تاجر یعقوب کے متعلق بتایا تھا جسے سوراٹنے ورام چند کارپوریشن کے ڈائریکٹر کے ذریعے اخراج کے اسی اوڈے پر پہنچایا تھا جو سما ہوا ہے اس کا کچھ یہ جلتا.....“ کرشن نے کہا۔

نہیں وہ۔ اس کی جینی۔ سب غائب ہیں۔ بہر حال میں انہیں فراموش کر رہا ہوں۔ جلد ہی ان کا تیرا حل پائے گا۔..... اور حرن نے جواب دیتے

ہاں واقعی..... جہادی بات درست ہے۔ میں واقعی ان کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ جیف شاگل کے ساتھ بے شمار باران سے نکراؤ ہو چکا ہے مگر میرا کام براہ راست فیملی سے متعلق نہ تھا لیکن سیکرٹ سروس سیز کو ان میں رہتے ہوئے مجھے ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ان کے اگر واقعی عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہانڈز کا خاتمہ کرنے میں آئے ہیں تو پھر تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم فوری طور پر بلیک ہانڈز سے مستعفی ہو کہ مشکبار سے فرار ہو جاؤ..... گپتا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ جس فون کو ناپیکا ٹاٹا بہت ہوا..... کرشن نے سنا جانتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب..... میں سمجھا نہیں..... گپتا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

سنو گپتا میں بدل نہیں ہوں۔ موت تو ہر حال کسی نہ کسی روز آتی ہی ہے اس لئے مجھے اس کی بھی پروا نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ہر حال انسان ہیں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا لیکن ایک اور مسئلہ آگیا ہے۔ جیف نے میری اور میرے گروپ کی ڈیوٹی ریش پور چھاؤنی میں لگا دیا ہے جب کہ بلیک ہانڈز کے ایک اور سیکشن کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے کی اجازت دی ہے۔ میں نے جس فون اس لئے کیا تھا کہ تم میری مدد کرو تو میں دوسرے سیکشن جس کا سربراہ جین ہے، سے

اسی کرشن گپتا بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔ آج اتنے عرصے بعد کسی یاد کر لیا..... بونے والے کے گجے میں بے ٹھننی تھی۔

سچی بات یہ ہے کہ آج جہادی ضرورت بڑھ گئی ہے..... کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے گپتا اونچی آواز میں ہنس پڑا۔
جلے ٹھیک ہے تم نے گھما چرا کر بات کرنے کی بجائے سادہ بات کر دی۔ حکم کرو..... گپتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

جہیں یہ تو معلوم ہے کہ میرا تعلق بلیک ہانڈز سے ہے..... کرشن نے کہا۔

ہاں اچھی طرح معلوم ہے کیوں..... گپتا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

آج کل بلیک ہانڈز کے ستارے گردش میں ہیں..... پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جہاں آیا ہوا ہے۔ بلیک ہانڈز کے خاتمے کے لئے..... کرشن نے کہا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ..... کیا جہاد مطلب علی عمران اور اس کے ساتھیوں سے ہے..... گپتا کی حیرت سے متعلق ہونی آواز سنائی دی۔

ظاہر ہے وہی ہوگا۔ میں لمڑی اٹلی جنس میں رہا ہوں۔ لمڑی اٹلی جنس کا واسطہ عمران اور اس کے آدمیوں سے بہت کم پڑا ہے۔ جب کہ تم کافرستان سیکرٹ سروس سے متعلق رہے ہو اس لئے تم اس گروپ کے بارے میں کچھ زیادہ جانتے ہو گے..... کرشن نے کہا۔

جیلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے سرخرو ہو سکوں۔.....
کرشن نے کہا۔

”جہیں تو جان بچانے کا قدرت کی طرف سے چانس مل رہا تھا۔
بہر حال تم ناراض ہو رہے ہو اس لئے میں اپنی بات نہیں دوہراتا۔ مجھے
معلوم ہے کہ تم فخری طور پر صدی آدمی ہو اس لئے میرے کہنے پر بازی نہ
آؤ گے لیکن جہادی کیا مدد کر سکتا ہوں جہیں معلوم ہی ہے کہ میں
نے جب سے سیکرٹ سروس چھوڑی ہے اس سے متعلقہ ہر قسم کا کام بھی
بند کر کے اپنے بزنس کی طرف متوجہ رہا ہوں۔.....“ گپتانے کہا۔

”جہاد سے یہاں ناہر حیلے سے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ ان کے
ایک بین الاقوامی ناہر یعقوب کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس کا تعلق
حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے اور پاکستانی ہجمنٹوں کو اس نے
پتہ دے رکھی ہے۔ اگرچہ یعقوب کو تلاش کر رہا ہے لیکن وہ مل نہیں رہا
اگر وہ مل جائے تو انتہائی آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فریض
کیا جاسکتا ہے اور ایک بار وہ فریض ہو جائیں تو عمران کا خاتمہ میرے لئے
مشکل نہ ہوگا۔.....“ کرشن نے جواب دیا۔

”یعقوب.....“ وہ ٹھیک ہے۔ مجھے بھی ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ وہ
حریت پسندوں کے کسی بڑے گروپ سے متعلق ہے اور میں یہ بھی سمجھ
گیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس کے متعلق کیسے پتہ چلا ہوگا اس کی لڑکی
زرنہ کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی رہائش گاہ پر یہ کیا گیا تھا اور وہاں موجود
تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ زرنہ کو بے ہوشی

کے عالم میں پولیس نے کسی بارغ میں پڑا ہوا پایا ہے۔ زرنہ نے بتایا کہ
اسے نقاب پوش اغوا کر کے لئے گئے تھے لیکن جب وہ ان کے نقاب پوش
چیل کے سامنے پہنچی تو اس چیل نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ غلط لڑکی
کو پکڑ لائے ہیں، چنانچہ اسے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر اس کی آنکھ ہسپتال
میں کھلی۔ مجھے یہ تفصیل اس لئے معلوم ہے کہ میں دگام کی دشمن ناہر ان
کا صدر ہوں اور یعقوب بھی دشمن کا اعلیٰ عہدے دار ہے اس لئے اس کے
غیر نے فوراً مجھے اس واقع سے مطلع کیا تھا جوں اس کے یعقوب بیرون
ملک گیا ہوا ہے اس لئے میں نے پولیس سے رابطہ قائم کیا تھا اور پھر
پولیس نے مجھے زرنہ کی بلاریانی کی خبر دی تھی اور میں مطمئن ہو گیا لیکن
اب جہادی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز نے اسے اغوا
کیا ہوگا اور اس سے یقیناً تم لوگوں نے اس کے باپ یعقوب کے بارے
میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور شاید اس نے یعقوب غائب ہو گیا ہوگا۔
.....“ گپتانے کہا۔

”یہ کام سو رہانے کیا ہوگا۔ اور شاید اسی وجہ سے وہ خود بھی مارا گیا ہے
سورما بلیک ہاؤنڈز کے ایک سیکشن کا ناہر چار تھا۔ بہر حال تم بتاؤ کہ تم
یعقوب کو تلاش کرنے میں فیڑی مدد کر سکتے ہو۔ ویسے یہ بتادوں کہ
یعقوب ملک سے باہر نہیں گیا کیونکہ اس سو رہانے یعقوب کو جہاں کے
ایک اور گروہ کے ذریعے اغوا کر کے اس اڈے پر منگوایا تھا۔ اس کے بعد
اس کی لڑکی کو شاید اس لئے اس نے اغوا کر لیا ہوگا کہ اس کی وجہ سے
یعقوب کی زبان کھلائی جاسکے۔ اور اب میں بات سمجھ گیا ہوں کہ

پاکیشیائی ہتھکنوں کو اس کی بیٹی کے اغوا اور اس اڈے پر پہنچنے کا علم ہو گیا ہوگا۔ جتنا فائدہ انہوں نے وہاں رہا کیا۔ اور یہ یعقوب اور ذرینہ کو چھوڑ دیا اور سورما کو بھی ہلاک کر دیا اور اڈے کو بھی تباہ کر دیا۔ پولیس کے سامنے کہانی بنانے کے لئے ذرینہ کو اس انداز میں سامنے لایا گیا ہوگا۔

کرشن نے کہا۔
"بالکل ایسا ہی ہوگا بہر حال اب یعقوب کو تلاش کرنا ہے۔"

گپتا نے کہا۔
"ہاں۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔
"تم فکر نہ کرو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر میں معلوم کر لوں گا کہ یعقوب کہاں ہے۔ تم اپنا فون نمبر بتا دو میں تمہیں فون کر دوں گا۔"

گپتا تیز آدمی ہے۔ ضرور اس کا کموج نکال لے گا۔ میں چیف سے بات کر لوں گا کہ ایک دو روز مزید وہاں جانے کے مل جائیں۔
کرشن نے جلد لگے خاموش رہنے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انگواڑی کے نمبر ڈائل کر کے وہاں سے رمیش پور چھاؤنی کا فون نمبر معلوم کیا اور پھر آپرٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر شروع کر دیا۔

"رمیش پور فورٹ۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔
"میرا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔ میں چیف سے کرنا چاہتا ہوں؟"

کرشن نے کہا۔

"تپ کا نام اور سیکشن۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"کرشن چیف آف سیکشن ون۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔
"او۔۔۔۔۔ کے بولڈ فون کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔
"ایسے کرشن۔۔۔۔۔ درجن نے ہمیں تفصیلات بتا دی ہوں گی۔"

چیف نے کہا۔

"ہیں ہاں۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔
"مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی مجسٹ رمیش پور چھاؤنی میں گھس کر مین ہیڈ کو اکثر تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے جہاں چیکنگ کے لئے میں نے جہاز اور جہازے گروپ کا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح مجھے تسلی رہے گی۔"

چیف نے کہا۔
"تپ کی سہرا بانی ہے جناب کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے لیکن اگر وہ لوگ اوجھڑ آئے تو میں وہاں بیکار بیٹھا رہوں گا اس لئے اگر تپ پسند فرمائیں تو میں اپنا سٹیشنل گروپ وہاں بھجوا دوں اور خود دوسرے گروپ کے ساتھ ان پاکیشیائی ہتھکنوں کے خاتمے کے لئے کام کروں۔"

کرشن نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ ایسا کر لو۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"شکر یہ جناب آپ بے فکر رہیں میں انہیں اس قافلہ ہی نہ چھوڑوں گا کہ وہ آپ کی طرف رخ کر سکیں۔ آپ مجھے بتا دیں کہ میں گروپ کو کہاں

بچھوں..... کرشن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چیف نے تفصیل بتائی شروع کر دی۔

”میں سر میں ابھی گروپ کو بھجوا دیتا ہوں..... کرشن نے کہا اور دوسری طرف سے اودھے کی آواز سن کر اس نے ہاتھ مار کر کرپٹل دیا اور پھر اپنے نمبر نو کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے گروپ تیار کرنے اور اسے زمین پر چھاؤنی بھجوانے کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں اور پھر ان ہدایات سے فارغ ہو کر اس نے رسیور دکھائی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرشن نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

”میں..... کرشن نے کہا۔

”گپتا بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے گپتا کی آواز سنائی دی۔

”اودھے تم۔ اتنی جلدی تو مجھے جہاز کی کال کا خیال تک نہ تھا.....

کرشن نے چونک کر کہا۔

”ہاں اتفاق سے میری پہلی کوشش ہی کامیاب رہی ہے اور نہ صرف میں نے یعقوب بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا بھی پتہ چلا دیا ہے اور یہ جہاز لے لے اہتانی سہری موقع ہے..... گپتا نے اہتانی رجوش لہجے میں کہا۔

”اودھے ہلدی بتاؤ۔ کیا تفصیل ہے..... کرشن کا بوجھ بھی قدرتی طور پر رجوش ہو گیا تھا۔

”یعقوب اس وقت بادامی بارش کی ایک کوفی نمبر بیس میں موجود ہے،

اور عمران اور اس کے ساتھی بھی وہیں موجود ہیں..... گپتا نے کہا تو کرشن اس کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

”اس قدر حقی معلومات تمہیں کیسے مل گئیں..... اور وہ بھی اس قدر جلد..... کرشن نے کہا۔

”مجھے یقین تھا کہ تمہیں میری بات پر شک ہو گا۔ بہر حال میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ میں نے کہا ایک خفیہ گروپ بنایا ہوا ہے۔ پرنس سے ہٹ کر ایک مخصوص مقصد کے لئے۔ یہ اہتانی خفیہ گروپ ہے، بہر حال میں نے اس گروپ کے ذمہ یعقوب کی تلاش کا کام ڈال دیا اور پھر مجھے فوراً ہی اطلاع مل گئی کہ یعقوب کی مخصوص کار کو بادامی بارش میں دیکھا گیا، لیکن اس میں سوار آدمی کا قہر قامت تو یعقوب سے ملتا تھا لیکن چہرہ مختلف تھا یہ کار کوفی نمبر بیس میں چلی گئی تو میرے آدمیوں نے اندر ایک مخصوص ڈسکافون پہنایا تو پتہ چل گیا کہ کار میں سوار قوی یعقوب ہی تھا۔ اور وہاں کئی افراد کی آوازیں سنائی گئی ہیں، جن میں ایک نام پرنس کا بھی مل گیا ہے، چنانچہ مجھے اطلاع دی گئی تو میں نے کوفی فون کر دیا..... گپتا نے کہا۔

پرنس..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران کا ایک کوڈ نام پرنس آف ڈسپ بھی ہے..... گپتا نے کہا تو کرشن نے اختیار کر سی رہی اچھل پڑا۔

”اودھے ویری گڈ گپتا..... تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ بے حد شکر ہے..... کرشن نے جلدی سے کہا اور رسیور رک کر وہ کرسی سے اٹھا اور

تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے چہرے پر فرح اور کامیابی کا شعور تھا۔
 واضح تاثر موجود تھا۔

”یہ لوگ اس قدر جلد اپنے سیکشن ہیڈ کو ارٹھرڈ کیسے تبدیل کر لیتے ہیں؟“
 صفدر نے سلسلے بہ سلسلے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ
 سب اس وقت ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ یعقوب نے انہیں ایک
 بار پھر اطلاع دی تھی کہ سورمانے جن عمارتوں کی بطور سیکشن ہیڈ کو ارٹھرڈ
 نشانہ دہی کی تھی وہ بھی خالی پڑی ہیں۔ تو عمران نے اسے ایک اور ہدایت
 دے کر واپس بھیج دیا تھا۔ البتہ یعقوب کے چہرے پر اس نے سیک اپ
 کر دیا تھا تاکہ ہلکی ہانڈ زوالے اسے پہچان نہ سکیں اور وہ سب یعقوب
 کی دایہی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”صرف آدمی ہی ہوتے ہیں ان کے ہیڈ کو ارٹھرڈ میں۔ وہ اطمینان سے
 بیٹھ جاتے ہوئے دوسری عمارت میں چلے جاتے ہیں اور ہیڈ کو ارٹھرڈ خالی ہو
 جاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
 ”عمران صاحب اس طرح آنکھ پھولی آخر کب تک چلتی رہے گی۔“

نعمانی نے کہا۔

”جب تک آئیکہ مستقل طور پر بند نہیں ہو جاتی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”وہی عمران صاحب نعمانی کی بات پر مجھے بھی یاد آگیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز ایک خاصی بڑی تنظیم ہے۔ ہزاروں نہیں سینکڑوں لوگ تو بہر حال اس میں موجود ہوں گے اور اگر بغرض محال ہم ان سب کا خاتمہ بھی کر دیں تو کیا نئے لوگ نہیں آسکتے۔ ہم کب تک اس چکر میں پڑے رہیں گے.....“ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں صفدر بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔ بلیک ہاؤنڈز نامی تنظیم مجاہدین لیڈروں کے خلاف قائم کی گئی ہے تاکہ مجاہدین کی قیادت کا خاتمہ کر کے تحریک کا خاتمہ کیا جا سکے۔ دور نہ تمام مشہوریوں اور عام مجاہدین کے لئے تو پولیس اور فوج ہی کافی تھی اور ہم بھی اس اصول پر عمل کر رہے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز کے لیڈروں کا خاتمہ ہی دراصل اس تنظیم کا خاتمہ ہے جب تک نئے لوگ آئیں گے جب تک نئی تنظیم بنے گی۔ جب تک شاید مشہوریوں کی تحریک کا سیلاب بھی ہو چکی ہوگی۔ اب دیکھو بلیک ہاؤنڈز کے چار سیکشنز تھے جن میں سے دو کے لیڈروں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور یقیناً ہمارے اس معمولی سی کوشش نے بلیک ہاؤنڈز کو اس قدر ہلکا دیا ہے کہ وہ اپنے مخصوص مشن پر کام کرنے کی بجائے ہمارے خلاف کام میں مصروف ہے۔ باقی دو سیکشنز کے چیئرس اور چیف ہاں کے خاتمے کے بعد یقیناً اس تنظیم کو نئے سرے سے

گومت کافرستان کو قائم کرنا پڑے گا اور اس میں ظاہر ہے وقت لگے گا اور اس وقت تحریک جس سطح پر ہے اس میں موجودہ وقت انتہائی فیصلہ کن ہے.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تب کی بات درست ہے.....“ صفدر نے کہا۔

”مجھے تو اس بات پر خوشی ہو رہی ہے کہ اس کے چیف کا ہیڈ کوارٹر بٹل پور جھانڈی میں ہے۔ جب جھانڈی تباہ ہوگی تو یقیناً یہاں موجود ہارستانی فوج کی کمرٹوٹ بن جائے گی اور یقیناً بین الاقوامی طور پر بھی سمجھا جائے گا کہ مجاہدین کی کاروائیاں اب اس سطح تک پہنچ گئی ہیں کہ وہ فوجی جھانڈیاں تباہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس لئے یقیناً تحریک آزادی کو بے پناہ قوت حاصل ہوگی.....“ حور نے کہا۔

”جہاڑی بات درست ہے۔ اس سے کافرستانی فوج کا مورال بے حد گر جائے گا وہ مجاہدین سے خوفزدہ ہو جائے گی اور مجاہدین کی تحریک قوت پکڑ جائے گی.....“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیوں ملٹری کے ہیڈ کوارٹر کو ہی تباہ کر دیا جائے.....“ صفدر نے کہا۔

”ابھی نہیں.....“ جیلے ہم اپنا مشن مکمل کر لیں اس کے بعد اس کے بارے میں سوچیں گے۔ ویسے ان سیکشنز ہیڈ کوارٹرز کے دوسری بار خالی ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے سوراٹے ان کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اور ٹرینسٹیشن ہارن کے چیف کی مخصوص فریکوئنسی پر کال انڈے ہونے کا مطلب ہے کہ انہیں یہ بھی

اندرو گیس کی بوتلیز ہو گئی یہ کھلی جگہ ہے اس لئے جتھ منٹ دک جاؤ
 اچانک اسی رپو البور والے کی ہلکی سے آواز عمران کو سنائی دی۔ اور عمران
 کچھ گیا کہ آنے والوں کا لیڈر وہی آدمی ہے۔ اب عمران نے آہستہ آہستہ
 سانس لینا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس نے جس گیس کی ہلکی سی بوتلی گھسی
 تھی وہ اس کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ گیس پانچ منٹ بعد فضا
 میں لپٹے اثرات ختم کر دیتی ہے۔ اور عمران کا اندازہ تھا کہ پانچ منٹ ہو
 گئے ہیں۔

آؤ اندر چلیں۔ اس لیڈر نے اچانک کہا اور پھر وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ جیسے ہی انہوں نے جتھ قدم اٹھائے اچانک
 عمران نے سائینسٹر گے رپو البور کا ٹریڈر دیا اور پھر وہ پھلی کی سی تیزی سے
 مسلسل ٹریڈر دباتا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی آنے
 والوں کے حلق سے بے انتہار جھنجھٹیں نکلیں اور وہ اچھل کر پیچھے گرے لیکن
 وہ آدمی تیزی سے واپس دوڑ کر صحن کے کونے میں دارم کی اوٹ لینے کیلئے
 لپکے۔ جن میں وہ رپو البور والا بھی تھا کہ دوسرے لئے وہ دونوں بھی چھٹے
 ہوئے اچھل کر پیچھے گرے۔ رپو البور والا پیچھے گرتے ہی پھلی کی سی تیزی سے
 اٹھ کر سائینسٹر پھانگ کی طرف دوڑنے ہی لگا تھا کہ ٹھک کی آواز کے ساتھ
 ہی گولی اس کے کولہ پر پڑی اور وہ جھٹکا ہوا منہ کے بل پیچھے گر گیا اور اس
 نے بار بار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گیا جب کہ پہلے گولیاں
 کھانے والے افراد میں سے جتھ اب تک ساکت ہو چکے تھے جب کہ تین
 افراد ابھی تک پانی سے ٹپکنے والی پھلی کی طرف تڑپ رہے تھے۔

تھا کہ وہ عمران کا اشارہ کچھ کر اپنا سانس روک چکے تھے۔ عمران نے آہستہ
 سے کرسی کو پیچھے کھسکا یا اور اٹھ کر تیزی سے ڈاسٹک روم کے دروازے کی
 طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی لیکن ان سب کے
 پھرے سانس روک لینے کی وجہ سے سرخ ہونے شروع ہو چکے تھے اور ان
 کے جسموں میں تیزی کی بجائے ٹھکڑا ہٹ مٹا ہٹ تھی۔ بے ہوش کر دینے
 والی گیس نے ان کے ذہن پر بہر حال کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا تھا لیکن
 کرے سے باہر نکلے۔ اسی لمحے عمران ایک اور کمرے کے دروازے سے نکلا
 تو اس کے ہاتھ میں سائینسٹر لگا ہوا رپو البور موجود تھا اور وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران برآمدے میں پہنچتے ہی تیزی سے ایک
 ستون کی اوٹ میں ہو گیا جب کہ باقی ساتھی بھی مختلف اوٹوں میں کھولے
 ہو گئے۔ اسی لمحے سائینسٹر کی دیوار سے ایک آدمی پیچھے کودا۔ اس کے ہاتھ میں
 مشین گن تھی اور پھر اس نے دیوار سے ڈھانچ کر رکھا تھا۔ وہ تیزی سے
 چلتا ہوا پھانگ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائینسٹر پھانگ کھولا اور پھر ایک
 سائینسٹر پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس نے سائینسٹر پھانگ سے کیے بار
 دیگرے چھ افراد اندر داخل ہوئے۔ ان سب نے پھرے رومالوں سے
 ڈھکے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سائینسٹر لگا ہوا رپو البور
 جب کہ باقی افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ سب کو ٹھکی
 داخل ہو کر آگے بڑھنے لگے تھے کہ سائینسٹر گے رپو البور والے نے ہاتھ اٹھ
 کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور وہ سب وہیں رک گئے البتہ ان سب کی
 نظریں اندرونی عمارت کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں۔

صفر نے سرٹا دیا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے متحک کر اس کی لاش یعنی شروع کر دی اور پھر اس کی اندر دنی جیب سے ایک کارڈ نکلتے ہی وہ جو تکڑا۔ یہ بالکل ویسا ہی کارڈ تھا جیسا منوہر کی جیب سے نکلا تھا اور پھر کارڈ پر درج تحریر بڑھ کر عمران کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔ کارڈ پر سیکشن دن اور چیف کرشن کا نام واضح طور پر درج تھا اسی لئے صفر میٹیکل باکس اور پانی کی بڑی بوتل اٹھا کر اندر داخل ہوا۔

سیکشن دن کا چیف کرشن ہے۔ اس کی اس طرح جہاں آند کا سبب ہے کہ ہماری یہ رہائش گاہ کسی شدید خطرے میں ہے۔ ہمیں اسے فوری طور پر خالی کرنا ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

ہماری عقبی طرف ایک کوٹھی پر کرایے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود ہے۔ وہاں کیوں نہ شفٹ ہو جائیں۔..... صفر نے کہا۔

نھیک ہے۔ اٹھاؤ اسے وہیں چل کر باقی کارروائی کریں گے۔..... عمران نے کہا اور خود اس نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے نیچوب کو اٹھا کر کاندھے پر لاوا اور سڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جب کہ صفر دشمنی کرشن کو کاندھے پر ڈال کر اور ایک ہاتھ سے میٹیکل باکس اٹھا کر اس کے پیچھے باہر آگیا جب وہ دونوں برآمدے میں پہنچے تو اس لئے پھانک میں سے وہ نیلے رنگ کی کار

اندرو داخل ہو رہی تھی جب کہ نعمانی بڑے پھانک کے قریب کھڑا تھا۔

عقبی طرف ایک کوٹھی خالی ہے۔ صرف صدیقی اور نعمانی جہاں نہیں گئے۔ باقی سب ساتھی اوپر آجائیں۔ خطرے کی صورت میں یہ

اس روبرو والے کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔ عمران نے ستون کی اوٹ سے نکل کر چپتے ہوئے افراد کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے روبرو سے کیے بعد دیگرے تین گولیاں اور نہیں اور چپتے ہوئے افراد ایک جھٹکا کر ساکت ہو گئے عمران ان کی لاشیں پھلانگتا ہوا سائیڈ پھانک کی طرف بڑھا اور دوسرے لئے اس نے سائیڈ پھانک کے باہر موجود دونوں ستونوں کے درمیان رک کر سر باہر نکالا اور دائیں بائیں کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر اس کی تیز نظریں وہاں سے تقریباً پچاس گز دور نیلے رنگ کی ایک کار پر جم گئیں جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے واپس مڑا۔

باہر نیلے رنگ کی کار مودھ دے جس میں ڈرائیور بیٹھا ہوا ہے عقبی طرف سے جا کر اس کا ہاتھ کر دوار پھر اس کی لاش کا رسمیت اندر لے آؤ۔ عمران نے حویر اور صدیقی سے کہا اور وہ دونوں سے سرھاتے ہوئے عقبی طرف جانے کے لئے سائیڈ گلی کی طرف دوڑ پڑے۔

کیپٹن ہیکل اور نعمانی تم باہر برآمدے میں ہی رک کر نگرانی کرو گے۔..... عمران نے باقی دو ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے دوڑنا ہوا وہیں عمارت کی اندر دنی طرف کو بڑھ گیا جہاں صفر اس میڈر کو اٹھا کر لے گیا تھا۔

میٹیکل باکس لے آؤ صفر اس کی گولی نکال کر بیڈج کر دیں اسے زعدہ رہنا چاہیے۔..... عمران نے بڑے کرے میں پہنچتے ہی کہا جہاں صفر نے اس دشمنی کو فرش پر لٹایا ہوا تھا اور خود اس کے قریب کھڑا تھا

بے ہوش پڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ حالانکہ باہر نیلے رنگ کی کار میں جہاز ایک اور سامعی موجود تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کرسٹ لگے میں کہا۔

”وہ صرف ڈرائیور ہے۔ اس کا فیلف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“
کرشن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارجن کہاں ہے۔ اس کا پتہ بتاؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
”مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس کی میری بات فون پر ہوئی تھی وہ علیحدہ کام کر رہا ہے۔“ چیف نے اس کی ڈیوٹی جہاز کی تلاش کے لئے لگائی تھی لیکن گپتا کی وجہ سے مجھے پہلے جہاز کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔

”اور جہاز کی ڈیوٹی کیا تھا۔“ عمران نے ہنس بھینچے ہوئے کہا۔
”مم۔ مم میری ڈیوٹی۔“ میری بھی ڈیوٹی تھی۔۔۔۔۔ کرشن نے بول کھانے ہوئے انداز میں کہا اور عمران نے پیر کو ذرا سا گھما دیا۔ کرشن کی حالت تیزی سے بگڑنے لگ گئی۔

”بب بب بتانا ہوں۔“ بتانا ہوں۔“ کرشن نے ہڈیانی سے لے کر میں کہا اور عمران نے پیر واپس کر دیا۔

”اب اگر جھوٹ بولا تو۔۔۔۔۔ عمران نے خزاے ہوئے کہا۔
”میری ڈیوٹی چیف کے ہیڈ کو ادھر لگائی گئی تھی۔ لیکن میں نے چیف سے بات کی اور اپنے گروپ کو وہاں بھجوا دیا۔ کیونکہ میں ارجن سے پہلے

کر اسے گھمادیا اور کرشن کے حلق سے بے اختیار غرغراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کے عمران کی لات پکڑنے کے لئے اٹھنے والے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے بچے گرے۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ یکھٹ انتہائی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔

”بولو رو نہ۔۔۔۔۔ عمران نے پیر تھوڑا سا واپس گھماتے ہوئے کہا۔
”بب بب بتانا ہوں۔“ دیوتاؤں کے لئے یہ عذاب مت دو۔ یہ تو موت سے بھی بدتر ہے۔ بتانا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مجھے یہ عذاب نہ دینا واپس گولی مار دینا۔۔۔۔۔ کرشن نے الٹ الٹ کر اور دک رک کر کہا۔

”اگر تم بچاؤ بتا دو تو یقین رکھو کہ میں جہیں زندہ پھوڑ جاؤں گا۔ اگر میں نے جہیں مارنا ہوتا تو میں پہلے جہاز کے کولے کا ڈرائیونگ کرتا۔ دیکھیے ہی تم پر تشدد کر کے سب کچھ پوچھ لیتا۔۔۔۔۔ عمران نے پیر کو اور زیادہ نیچے کرتے ہوئے کہا۔

”مم مم میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اب چپانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں جہاز کی رہائش گاہ کا علم مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی گپتا کے ذریعے ہوا ہے۔“ کرشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

”تم یہاں لٹنے ہی ساتھیوں کے ساتھ آئے تھے یا اور ساتھی بھی باہر موجود ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
”لٹنے ہی ساتھی تھے۔ ہم سب اس لئے اندر آ گئے تھے کہ تم لوگ تو

کو خفی میں تھی اور پہلے بھی اس کار کی وجہ سے ہماری نفاذ نہی ہوئی ہے۔
..... عمران نے چونک کر کہا۔

• کار میں نے باہر کافی دور لے جا کر کھڑی کر دی تھی تاکہ اپنا تک
چھاپے کی صورت میں کار بھنس نہ جائے۔..... صدیقی نے کہا۔

• ملے ٹھیک ہے..... لیکن اب ہم یہ کار استعمال نہیں کر سکتے۔
یعقوب گیس سے بے ہوش ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ ہمیں رات کا

انتظار کرنے کی بجائے ابھی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ
پولیس اس سارے علاقے کی تلاشی یعنی شروع کر دے اور پھر کرشن کے

ساتھیوں کی تلاشیں دیکھ کر وہ ارجن اور اس کا گروپ بھی اوجھڑا
پھیل جائے۔..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے سر ہٹا دیا۔ صفدر

ایک طرف بے ہوش بڑے ہوئے یعقوب کی طرف بڑھ گیا اس نے جیب
سے ایک شیشی نکال کر اس کا ڈھکنا کھولا اور یعقوب کی ناک سے لگا دیا۔

بعد اُنوں بعد اس نے شیشی سٹائی اور اسے ڈھکنا لگا کر جیب میں ڈال دیا۔
یہ وہی شیشی تھی جس سے سوہا کے اڈے ہیں عمران نے ساتھیوں کو

ہوش دلایا تھا اور یہ شیشی اس وقت سے صفدر کی جیب میں پڑی رہ گئی
تھی۔ چونکہ اس سے تقریباً ہر قسم کی بے ہوش کر دینے والی گیس کے

اثرات ختم کیے جاسکتے تھے اس لئے صفدر نے اسے ہی یعقوب پر استعمال
کیا تھا چند لمحوں بعد یعقوب ہوش میں آگیا اور جب اسے حالات کا علم ہوا تو

اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔
..... اور وہ میرے ذہن میں بھی نہیں تھا۔ کار کی وجہ سے مجھے یہاں لیا

جہاز اٹھ کر ناپا جاتا تھا۔..... کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
• جہاز کے گروپ کا انچارج کون ہے۔ وہ گروپ بورڈ میں پور چھائی

گیا ہے۔..... عمران نے مزے مٹاتے ہوئے پوچھا۔
• شیش خاستری۔ خاستری انچارج ہے۔..... کرشن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔
• کیا خاستری اور اس کا گروپ ریش پور پہنچ چکا ہے۔..... عمران

نے پوچھا۔
• ہاں وہ پہنچ چکا ہوگا۔..... کرشن نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے

پہلے کہ عمران کچے اور پوچھا۔ اپنا تک باہر سے دوڑتے ہوئے قدسوں کی
آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک کر کمرے اور دروازے کی طرف

دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے صدیقی اور نعمانی اندر داخل ہوئے۔
• پولیس کی گاڑیاں وہاں پہنچ گئی ہیں۔..... صدیقی نے کہا اور عمران

نے اہلات میں سر ہٹا دیا۔
• ارے یہ ختم ہو گیا۔..... عمران نے مزے مٹاتے ہی چونک کر کہا اور

پھر اٹھ اٹھا۔ شاید اپنا تک دروازے کی طرف مڑتے ہوئے اس کے پیچ کا دہلا
اس قدر بڑھ گیا تھا کہ کرشن کا ہاتھ ہو گیا تھا۔

• میرے خیال میں ان لوگوں کی چھین سن کر کسی نے پولیس کو فون
کیا ہوگا۔..... صفدر نے ہنس دیا جاتے ہوئے کہا۔

• ظاہر ہے۔ اس لئے تو میں نے سائیکلسنگار پور اور استعمال کیا تھا
بہر حال سمیرا سیکشن چیف بھی ختم ہو گیا۔ لیکن وہ یعقوب کی کار میں

جائے گا اور یہ گہنا تو تاجروں کی دھن کا صدر ہے۔ اس کی اس حیثیت کا تو کسی کو علم تک نہیں۔..... یعقوب نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”اب ہمیں رات کا انتظار کرنے کی بجائے جلد از جلد جہاں سے نکل کر اون پہاڑیوں کی طرف جانا ہے جہاں ہمارا مطلب سامان بچنے کا۔ لیکن اب مسئلہ ہے ٹرانسپورٹ کا۔..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے بتاب۔..... کہ ہم ایک ایک کر کے جہاں سے نکلیں اور پیدل ہی بس اڑے پر پہنچ جائیں۔ بسوں کی چیکنگ ضرور ہوتی ہے لیکن صرف اسلحہ کی حد تک اگر ہم اسلحہ ساتھ نہ رکھیں تو ہم آسانی سے سو پور پہنچ سکتے ہیں۔ سو پور میں ہمیں یہیں مل جائیں گی اور ہم ناگورہ روانہ ہو جائیں گے۔ ویسے سو پور میں ہم جہاں کی نسبت محفوظ بھی رہیں گے۔..... یعقوب نے کہا اور عمران نے اشتباہ میں سر ہلادیا۔

”یہ تجھ درست ہے۔..... عمران نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو بس اڑے کے راستے اور وہاں پہنچ کر سو پور کی ٹکٹ لینے کے متعلق ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کی ہدایت کے مطابق وہ سب ایک ہی بس میں سفر کریں گے لیکن انتہیوں کی طرح اور اسلحہ ساتھ نہ رکھیں گے چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ سب کمرے سے باہر نکلے اور پھر قند دے کر وہ کوٹھی سے باہر جانا شروع ہو گئے۔ کوٹھی طرف پولیس سرکے سے ہی نہ تھی اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

نیل فون کی گھنٹی بجتے ہی ارجن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
 ”ہی۔۔۔۔۔ ارجن بول رہا ہوں۔..... ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”ہاں میں رام لعل بولی رہا ہوں۔ سیکشن ون کے چیف کرشن اور اس کے سیکشن کی لاشیں پولیس کو ملی ہیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ارجن بے اختیار کرسی سے اٹھل پڑا۔
 ”کیا..... کیا کچھ رہے ہو۔ کرشن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں۔..... ارجن نے تقریباً چپختے ہوئے کہا۔

”ہی ہاں مجھے پولیس آفس سے اطلاع ملی کہ ہادی باجی کی کوٹھی نمبر ہمیں سے ایک کار ملی ہے جو چیف کرشن کے نام رجسٹرڈ تھی اور پولیس میں سوچو دھیرے نمبر نے یہ نام سامنے آتے ہی مجھے فون کیا۔ کیونکہ وہ بلیک ہانڈز کا بھی نمبر ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ جس جگہ سے کار ملی ہے وہاں سے پانچ افراد کی لاشیں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ اس

ان کا کھوج لگا لیا ہوگا، لیکن وہ ان پر قابو نہ پاسکا جب کہ ہمارا پورا سینکشن ان کا اب تک کھوج نہیں لگا سکا۔ کیوں....." ارجن نے غصے سے چٹختے ہوئے کہا۔

"ہاس ہم تو لپٹے طور پر پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہر اہم جگہ پر ہمارے آدمی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ بے شمار مشکوک افراد کو پکڑ لیا گیا لیکن کوئی بھی پاکیشیائی بمبٹ نہیں نکلا....." رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو کرشن کے اسسٹنٹ سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کرشن کو ان کا سراغ کیسے ملے گا تھا۔ ہو سکتا ہے وہی آدمی پھر ہمارے کام بھی آجائے۔" بلدی کر داور مجھے کال کر د....." ارجن نے چٹختے ہوئے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کرڈیل دیا اور پھر رمیش پور چھاؤنی کا نمبر داخل کرنے لگ گیا۔ وہ چیف کو کرشن کی موت کی اطلاع دینا چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ چیف کے نمبر شہر میں موجود ہیں۔ اگر اس نے فوری اطلاع نہ دی تو چیف کا کوئی نمبر اسے اطلاع دے دے گا اور پھر چیف اس سے زیادہ ناراض ہوگا چند گھنٹوں بعد اس کی بات چیف سے کرا دی گئی۔

"چیف میں ارجن بول رہا ہوں آپ کو ایک افسوس ناک اطلاع دینی ہے....." ارجن نے کہا۔

"کیسی اطلاع....." دوسری طرف سے چیف نے پوچھا اور ارجن نے رام لعل کی دی ہوئی اطلاع کی تفصیل بتا دی۔

"اور دوسری بات....." یہ لوگ تو بلیک ہاؤنڈز کا مکمل طور پر خاتمہ

اطلاع پر میں فوری طور پر دہاں پہنچا اور میں نے بھیمان لیا کہ یہ چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں۔ اس کو فحشی کا مقبی دروازہ بھی تھا۔ چنانچہ میں مقبی طرف آیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اور خون کے قطرے مجھے ایک اور فحشی کی طرف جاتے دکھائے دیتے۔ اس کو فحشی پر کراہیے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ اور اس کو فحشی کا ساتھ چھانک کھلا ہوا تھا میں اندر گیا تو ایک کمرے میں چیف کرشن کی لاش موجود تھی۔ ان کا چہرہ تعریف کی شدت سے مسما ہوا تھا یوں لگتا ہے جیسے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہو دیکھے ان کے کولے میں زخم بھی موجود تھا جس کی پانچواں سینٹنگ کی گئی تھی اور دہاں ایک میڈیکل باکس اور پانی کی خالی بوتل بھی پڑی ہوئی ہے اس سے میں تو یہی سمجھا ہوں کہ پہلے اس کو فحشی میں جہاں چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ملی ہیں۔ کرشن کے کولے پر گولی ماری گئی اور پھر اسے اٹھا کر اس خالی کو فحشی میں لایا گیا۔ ان کے زخم کی سینٹنگ کی گئی پھر ان پر تشدد کر کے ان سے پوچھ گچھ ہوئی اور اس تشدد کے دوران انہوں نے اپنا جان دے دی....." رام لعل نے کہا۔

"بائل ایسے ہی ہوا ہوگا لیکن واردات کس جگہ ہوئی ہے....." ارجن نے ہوسٹ جہاں سے ہوئے پوچھا۔

"کار اور چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں پادری بار کی کو فحشی نمبر بیس سے ملی ہیں جب کہ چیف کرشن کی لاش کو فحشی نمبر چالیس میں پڑا ہوا ہوا ہے....." رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ یقیناً ان پاکیشیائی بمبٹوں کا کیا دھرا ہے..... کرشن نے

بات اپنی جگہ درست کی یہ پاکیشیانی بہت سلسل انہیں شکست پر شکست دیتے چلے جا رہے تھے اور وہ اب تک ان کا سراغ بھی نہ لگا سکے تھے۔
 باس نے تو اسے سیشن کے ہر آدمی کو باہر نکلنے کے لئے اب کہا تھا جب کہ وہ چلے ہی یہ کام کر چکا تھا۔ باقی باس کا یہ حکم کہ ہر مشکوک آدمی کو گولی مار دی جائے۔ وہ اس حکم پر عمل نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس طرح بے شمار مقامی لوگ مارے جاتے اور دھم میں بے گناہ قیامت برپا ہو جاتی۔ اسے معلوم تھا کہ باس نے فیسے کی وجہ سے ایسا حکم دے دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا آخر کس طرح ان لوگوں کا سراغ لگانے کہ لیٹیوں کی گھنٹی بج رہی تھی اور ارجن نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا۔
 "یس ارجن بول رہا ہوں۔"..... ارجن نے خشک لہجے میں کہا۔

"رام محل بول رہا ہوں بتا کرشن صاحب کو جس نے ان پاکیشیانی بہتوں کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اس کا پتہ چل گیا ہے اس کا نام گیتا ہے۔ گیتا ایڈل سز کا مالک اور انجمن تاجر ان کا صدر۔ وہ کسی زمانے میں کافرستان سکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے لیکن انتہائی بااثر آدمی ہے۔ اس لئے میں نے خود اس سے بات نہیں کی۔" رام محل نے کہا۔
 "نصیب ہے میں خود اس سے بات کرتا ہوں ارجن نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے انکو انری کے غیر ذائل کر دیتے۔

"یس انکو انری پلیز۔"..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"گیتا ایڈل سز کا خبر دو۔"..... ارجن نے تھکنا لہجے میں کہا اور دوسری

کرنے پر تے ہوئے ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ان کا ایک آدمی بھی اب تک نہیں پکڑ سکے۔ پہلے منور ان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کا سیشن میں نے بند کر دیا پھر سورنا کا بھی یہی حشر ہوا اب کرشن بھی مارا گیا ہے۔ یہ ہماری کارکردگی ہے کہ پانچ بچے ابھی تو جہاں بلیک ہانڈز کے سیشن جتھوں کا کھیل عام شکار کرتے پھر رہے ہیں اور ہم صرف ان کی موت کی خبریں سننے پر ہی بیٹھ گئے ہیں..... چیف نے حلق کے بل جھنجھے ہوئے کہا۔
 "باس میرا سیشن پورے دو گام میں پھیلنا ہوا ہے لیکن تھانے یہ لوگ کسی مٹی کے بٹے ہوئے ہیں کہ ان کا سراغ تک نہیں مل رہا کرشن کو اگر ان کا سراغ مل گیا تھا تو اسے چاہیے تھا کہ وہ تجھے اطلاع کرنا اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ان پر حملہ کیا جاتا لیکن وہ اکیلا ہی لپٹے چند ساتھیوں کے ساتھ ان پر چڑھ دوڑا اور مارا گیا۔"..... ارجن نے کہا۔

"سنو..... اب میں مزید کسی کی موت برداشت نہیں کر سکتا۔ اب ہمیں باقاعدہ پلاننگ بنا کر کام کرنا ہوگا۔ تم ایسا کر دو کہ اپنے سیشن کے ہر آدمی کو باہر لے آؤ اور پورے دو گام کے گرد گھیر ڈالو اور جو مشکوک آدمی نظر آئے اس سے پوچھ گچھ کی جائے اسے گولی سے اڑا دو۔ اب میں ہر قیمت پر ان کی لاشیں چاہتا ہوں ہر قیمت پر۔"..... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔"..... ارجن نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی غم پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے کیونکہ چیف کی یہ

بڑنے کے چکر میں پڑ گیا ہو گا۔۔۔۔۔ گپتا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔
 "کاش کرشن مجھ سے بات کر لیتا، ہر حال اب میں نے کرشن کی موت
 کا انتقام بھی لیتا ہے اور ان پاکیشانی ہیکنٹوں کا بھی ہر صورت میں خاتمہ
 کرنا ہے کیونکہ یہ حریت پسندوں کی حمایت میں میدان میں اترے ہیں اور
 ان کی کاروائیوں کی وجہ سے بلیک ہاؤنڈز کا ہی خاتمہ ہوتا جا رہا ہے۔ کیا تم
 مجھے کوئی کلیو دے سکتے ہو۔۔۔۔۔ ارجن نے کہا۔

"کرشن نے مجھ سے جہاد اڈر کیا تھا ارجن اور یونکہ میں کافرستان سے
 جیت کر رہا ہوں اس لئے میں جہادی بھی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں،
 لیکن سیری ایک بات تم بھی یاد رکھنا کہ عمران اور ان کے ساتھیوں کے
 خلاف بغیر منصوبہ بندی کے بھی حرکت میں نہ آنا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ
 کرشن جیسا جہاد بھی حشر ہو جائے اور اس طرح بلیک ہاؤنڈز کو فیک اور
 بڑا دھچکے پہنچ جائے۔۔۔۔۔ گپتا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو گپتا تم بس مجھے ان کا کلیو دے دو پھر دیکھو میں ان کے
 خلاف کیسے کام کرتا ہوں۔۔۔۔۔ ارجن نے کہا۔

"فحشک ہے تم اپنا فون نمبر مجھے بتا دو میں ایک بار پھر انہیں تلاش
 کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔۔ جیسے ہی مجھے ان کا کوئی سراغ ملا میں تمہیں
 اطلاع کر دوں گا۔۔۔۔۔ گپتا نے کہا اور ارجن نے اسے اپنا فون نمبر بتا دیا
 اور پھر دوسری طرف سے رابطہ شتم ہوتے ہی اس نے رسیور کو بیل پر رکھا
 اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ گپتا آخر کس طرح ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جائے

طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ارجن نے کریڈل دبا کر بتایا جانے والا نمبر ڈائل
 کر دیا۔

"گپتا ہنڈ سنز۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں گپتا سے بات کراؤ۔
 ۔۔۔۔۔ ارجن نے تھکنا لہجے میں کہا۔

"میں سر ہواؤن کر رہی۔۔۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والی
 عورت نے ہنسے بولنے لگے میں کہا۔

"ہیلو گپتا بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور سے ایک بھاری سی
 آواز سنائی دی۔

"مسٹر گپتا۔ میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف ارجن بول رہا ہوں۔
 آپ نے سیکشن چیف کرشن کو ان پاکیشانی ہیکنٹوں کے بارے میں بتایا
 تھا نا۔۔۔۔۔ ارجن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں۔۔۔۔۔ گپتا کے لہجے میں حریت تھی۔

"کرشن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ارجن نے کہا
 "اوہ۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ جوری جلی۔ جوری جلی۔۔۔۔۔ یہ سب کیسے ہوا۔ گپتا نے
 انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا اور ارجن نے رام لعل سے ملنے والی
 تفصیل دوہرا دی۔

"اوہ تو کرشن سے حماقت ہوئی۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ عمران اور
 اس کے ساتھیوں کو دینا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں اسے تو چاہیے تھا
 کہ اپنا تک اس پوری کونٹری کو میزائلوں سے اڑا دیتا۔ وہ یقیناً انہیں دینا

..... جب کہ میرے آدمی اب تک ان کا سراغ نہیں لگا سکے
 ارجن نے بے چینی سے کمرے میں ٹپٹے ہوئے خودکامی کے سے انداز میں
 کہا۔ ابھی وہ ٹپٹے ہوئے اس پوائنٹ پر غور کر رہی رہا تھا کہ اچانک ٹیلی
 فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ارجن نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔
 "ہیں ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

"مہاشے بول رہا ہوں ہاں دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ
 سی آواز سنائی دی اور ارجن مہاشے کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا
 کیونکہ مہاشے اس کے سیکشن کا سب سے تیز اور موثر آدمی تھا۔
 "ہاں میں نے ان پاکیشیائی رہنماؤں کا سراغ لگا لیا ہے
 دوسری طرف سے مہاشے کی آواز سنائی دی اور ارجن بے اختیار اچھل پڑا۔
 "اوہ اوہ کہاں ہیں یہ لوگ کھیے لگایا سراغ تفصیل بتاؤ
 ارجن نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا گھر سو پور میں ہے۔ مجھے گھر سے
 ایک ایمرجنسی کال آئی تو میں فوراً اس میں پہنچ کر سو پور کو روانہ ہو گیا
 اور ہاں میں نے اس بس میں جہاں ایسے افراد کو بیٹھے ہوئے دیکھا جو ایک
 دوسرے سے تو اپنی جگہ لیکن ان میں سے دو نے اچانک ایک دوسرے کو
 مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ میں نے یہ اشارہ دیکھ لیا اور میں چونک پڑا،
 لیکن جب میں نے انہیں باقاعدہ چیک کرنا شروع کیا تو مجھے یوں احساس
 ہونے لگا جیسے مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ انہوں نے ہر کوئی ایسا اشارہ نہ کیا
 لیکن چونکہ میرے ذہن میں الجھن موجود تھی اس لئے میں انہیں چیک کرنا

رہا۔ بس سو پور کے قریب پہنچی تو میں ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ وہ
 سب اس طرح اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں سو پور نہیں اترنا
 لیکن پھر ایک آدمی اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھنے ہی انہوں نے
 چونک کر اس آدمی کو دیکھا اور اس آدمی کے اثبات میں سر ملانے پر وہ سب
 اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر بس جیسے ہی سو پور کے اڈے پر رکی وہ نیچے اتر
 گئے۔ میں بھی چند دوسرے مسافروں کے ساتھ نیچے اتر آیا۔ ان کی تعداد
 سات تھی اور وہ اپنے انداز سے سمجھت ہی لگ رہے تھے۔ میں نے کافی
 فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دور آگے جانے
 کے بعد میرے اندازوں کی تصدیق ہو گئی۔ اب وہ سب انہیں میں اس
 طرح باتیں کر رہے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے ساتھی ہوں۔ میں ان کا
 تعاقب کرتا رہا۔ وہ سو پور شہر کے آخری کنارے پر ایک مکان پر پہنچے۔
 ٹیٹ برٹالا لگا ہوا تھا لیکن ان کے پاس چابی موجود تھی وہ ٹالا کھول کر اندر
 چلے گئے ہیں اور ابھی تک اندر ہی ہیں۔ میں سو پور کا پہننے والا ہوں اس
 لئے مجھے معلوم ہے کہ اس مکان کا مالک ادن کا ایک تاجر عبدالرحمن ہے
 اور سو پور کے امرا طبقے میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اب میں سو پور سے ہی
 آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں پہنچے گھر بھی نہیں گیا حالانکہ وہاں ایمرجنسی
 تھی۔ میری جیوی اچانک شدید بیمار ہو گئی ہے مہاشے نے
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تم ایسا کرو سو
 پور میں واقع کلب راجرم پنج باؤ اور اس کے مالک انشت سنگھ سے ملو۔ میں

انتانی خطرناک ترین پاکیشانی ہائیڈروجن کا بیج کر رہے ہیں اور مہاشے نے ان کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ ساتوں خطرناک ترین ایجنٹ سو پور کے ایک خالی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ مکان سو پور کے اون کے تاجر عمار حن کا ہے۔ تم فوری طور پر اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر اس مکان کے پادوں طرف نگرانی شروع کر دو۔ لیکن تم نے کسی طرح بھی معمولی سی مداخلت بھی نہیں کرنی کیونکہ یہ خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا تو یہ ہتھیار پھیلنے کی طرح ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ اگر وہ اس مکان سے باہر نکلیں تو تم نے پھر بھی ان کی نگرانی کرنی ہے لیکن اس طرح کہ انہیں ذرا برابر بھی شک نہ ہو سکے۔ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ فوری طور پر سو پور پہنچ رہا ہوں۔ جب میں وہاں پہنچوں تو تم نے مجھے نگرانی کی مکمل رپورٹ دینی ہے۔ زبردہ فہر فرامسیر اپنے پاس رکھ لینا تاکہ اگر چہیں ان کے پیچھے کہیں جانا پڑے تو میں تم سے رابطہ رکھ سکوں۔ ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ میرے وہاں پہنچنے تک کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے وہ مشکوک ہو جائیں۔..... ارجن نے تیز تیز لکھے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں سر آپ بے فکر رہیں سر۔ میں آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کروں گا۔..... دوسری طرف سے انتانت سنکھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اپنا کوئی آدمی گھپ میں بٹھانا تاکہ جب میں وہاں پہنچوں تو وہ میری رہنمائی اس مکان تک کر سکے۔..... ارجن نے کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے ریسور دکھا اور

اسے فون کر دیا ہوں۔ وہ سو پور میں پبلک ہاؤس ڈائریکٹ ہے۔ میں اسے ہدایت کر دیتا ہوں وہ اس مکان کی نگرانی کا انتظام کرے گا۔ پھر تم اپنے گھر چلے جانا میں اس دوران اپنے آدمیوں سمیت سو پور پہنچ کر ان کے خلاف کام شروع کر دوں گا۔..... ارجن نے تیز لکھے میں کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے ہاتھ مار کر کریڈل دیا اور جب فون کی ٹون آگئی تو اس نے تیزی سے فہر ڈال کر کرنے شروع کر دیئے۔

”راجرم گھپ۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”انتانت سنکھ سے بات کر دو۔ میں ارجن بول رہا ہوں۔..... ارجن نے تیز لکھے میں کہا۔

”میں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ریسور پر ایک اور آواز ابھری۔

”ہیلے انتانت سنکھ بول رہا ہوں۔..... بولنے والے کے لکھے میں حیرت تھی۔

”انتانت سنکھ میں ارجن بول رہا ہوں۔ چیف آف سیکشن ٹو۔..... ارجن نے تیز لکھے میں کہا۔

”میں سر۔..... میں سر۔..... حکم سر۔..... انتانت سنکھ نے بوکھلائے ہوئے لکھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انتانت سنکھ میرا ایک آدمی مہاشے جہاد سے پاس آ رہا ہے۔ ہم سات

پھر تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر
جوش اور مسرت کے واضح آثار نمایاں تھے۔

کمرے کا دروازہ دھماکے سے کھٹک اور کمرے میں موجود عمران بے
اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اپنے سامنے ایک نقشہ
رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ دروازے سے صدیقی اندر داخل ہو رہا تھا۔

”کیا بات ہے جو اس طرح دھماکہ خیز انداز میں آ رہے ہو جیسے فلموں
کے ہیرو آتے ہیں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سو ری بس اتفاقاً ہی زوردار انداز میں دروازہ کھل گیا۔ میں یہ اطلاع
دینے آیا تھا کہ اس گھر کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔“ صدیقی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”نگرانی؟“ اودھ۔“ عمران نے چونک کر کہا اور حیرتی سے اظہار
کیا ہوا۔

”میں اوپر والی منزل کی کمرہ کی کمرہ پاس کمرہ اظہر کی عمارتیں دیکھ رہا تھا
کہ اچانک میری نظریں ایک مقامی آدمی پر پڑ گئیں جو سائیکل کی میں سوچو

درخت کے تنے سے لگا کھڑا ہمارے مکان کی طرف بڑے پراسرار انداز میں دیکھ رہا تھا۔ میں اس کا یہ انداز دیکھ کر جھٹکا اور پھر میں نے باقاعدہ تین طرف کی کھڑکیوں میں جا کر چٹنگ کی اور میں نے تین اور آدمیوں کو بھی چٹیک کر لیا۔ سلسلے کے رخ پر کچھ دور ایک درخت کے نیچے ایک کار بھی کھڑی ہے۔ اس میں بھی ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور اس کی نظریں بھی اسی مکان کی طرف ہی ہیں۔..... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ اس کا مطلب ہے کہ ہماری ساری کوششوں کے باوجود یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔“ عمران نے تنبیہ دہانچے میں پوچھا۔

”وہ کھانا کھا کر آرام کر رہے ہیں اور بیعتوب باہر گیا ہوا ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

”ہاں وہ جیسوں کا بندوبست کرنے گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔“ عمران نے کہا اور میز پر کھانا ہوا نقش اس نے اٹھا کر اسے جبر کے جیب میں ڈالا اور تیزی سے جردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ بھی ان نگرانی کرنے والوں کو چٹیک کر چکا تھا۔

”مسلمہ خطرناک ہے۔ وہ بیعتوب بھی نہانے کہاں چلا گیا ہے۔ انجی جگہ ہے۔ ہم یہاں سے نکل کر بھی کہیں نہیں جاسکتے اور یہاں کوئی خفیہ راستہ بھی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

”عقبنی طرف جو آدمی موجود ہے۔ وہ اٹکیلا ہے، اسے اغوا کیا جاسکتا ہے اگر اسے اغوا کر لیا جائے تو اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ نگرانی پر کتنے

افراد ہیں اور کہاں کہاں موجود ہیں۔ پھر اس کے مطابق کوئی لائحہ عمل بنے کر لیں گے۔“ صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ باقی ساتھیوں کو ہوشیار کرو۔ اپنا سامان بھی اکٹھا کر لو ہو سکتا ہے ہمیں فوری طور پر یہ مکان چھوڑنا پڑے۔ میں اس آدمی کو اغوا کر کے لے آتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے سیز جیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عقبنی طرف جھونا سا پائیں باغ تھا اور نیچے ایک جنگ سی گلی تھی مکان کے دائیں طرف دو سر امکان تھا جب کہ تین اطراف کھلی ہوئی تھیں عمران عقبنی طرف کو بڑھتے ہی تیزی سے مزا اور دوڑتا ہوا دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں مکانوں کی درمیانی دیوار زیادہ اونچی نہ تھی اور دونوں مکانوں کے عقبنی طرف باغ تھا۔ عمران نے اچھل کر دونوں باغ دیوار کے سرے پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ دیوار پر رکھا اور پھر اندر کی طرف غلب کر نیچے اتر گیا۔ پھر وہ تیزی سے مکان کی سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا اس ساتھ والے مکان کے سلسلے کے رخ پر پہنچ گیا۔ سلسلے کے رخ بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا مکان کے اندر داخل ہوا تو ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ جب کہ باقی کمروں کے دروازے بند تھے۔ کمرے کے کھلے دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اندر جھانکا تو اس نے ایک بوڑھے سے آدمی کو چٹیک کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید سو رہا تھا۔ عمران دبے پاؤں اندر داخل ہوا اور اس نے جیب سے حشین پستل نکلا اور اسے نال کی طرف سے پکڑ کر اس نے اس سونے ہوئے آدمی کے سر پر زور دار ضرب

آدی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے دوڑا ہوا واپس اسی کھلے دروازے سے اندر بائیں بائیں میں آگیا۔ اس نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اگر اس کا کوئی ساتھی اس جگہ میں آئے تو کھلا دروازہ دیکھ کر اسے شک نہ پڑ سکے۔ بعد ازاں اس نے آدی کو تیزی سے دوسرے مکان میں موجود تھا۔ عمران کے ساتھیوں میں سے صرف صفدر اور حقوڑ نے موجود تھے جبکہ باقی ساتھی اس مکان کی اوپر والی منزل پر ملے گئے تھے۔ تاکہ ساتھ والے مکان اور باہر موجود افراد کو کیڑا ٹھکانا نہ ہو سکے۔

عمران نے کاندھے پر لاوے ہوئے آدی کو نیچے فرش پر ڈالا اور پھر خود ہی اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ جب اس آدی کے جسم میں حرکت کا تاثر نمودار ہوا تو عمران سیہ جا ہو گیا۔ پھر جیسے ہی اس آدی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں عمران نے پیر اٹھا کر اس کی گردن پر مخصوص انداز میں رکھا اور ساتھ ہی پیر کو ہٹا دیا اور اس آدی کا اٹھنے کے لئے سمٹا ہوا جسم ایک جھکے سے سیہ جا ہو گیا اور اس کے دونوں بازو عمران کی لات پکڑنے کے لئے اٹھے لیکن میراس کی لات ٹیک بچنے سے پہلے ہی واپس فرش پر جا گرے۔ اس آدی کے حلق سے غرغراہٹ کی آواز نکلنے لگی۔ اس کا کچھ دیر ہی طرح سہا ہو گیا تھا۔ عمران نے پیر کو زور لبا واپس موڑ دیا تو اس کے ساتھ ہی اس آدی کا پھر تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“ عمران نے خزاہے ہوئے پوچھا۔

لگائی۔ اس آدی کا جسم جڑا ہوا اس کی پیچ ستانی دی لیکن عمران نے فوراً ہی دوسری ضرب لگادی اور اس آدی کا پھر کتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔

”مجبوری تھی بزرگوار.....“ عمران نے منہ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مضمین پستل کو دھتے سے پکڑ کر وہ پوری کوفٹی میں گھوم گیا، لیکن اس بوڑھے کے سوا اور کوئی آدی نہ تھا۔ عمران ایک بار پھر درمیانی دیوار پھانسی کر بیٹھے والے اپنے مکان میں داخل ہوا اور دوڑتا ہوا سانس کے دریا سے ہو کر اندر پہنچ گیا۔ اس کے سامنے ساتھی وہاں موجود تھے۔

”ساتھ والے مکان میں ایک بوڑھا موجود تھا۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب تم سب درمیانی دیوار پھانسی کر اس مکان میں چلے جاؤ۔ میں نگرانی کرنے والے کو بھی وہیں لے آؤں گا۔ اس طرح ہم فوری رہنے سے بچ جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر تیزی سے ساتھ لگی کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے ساتھ لگی کی طرف آئے۔ عمران نے عقبی دیوار میں موجود دروازہ کھولا اور پھر اس طرح باہر آگیا جیسے ٹھیلنے کے لئے نکلا ہوا اسے معلوم تھا کہ کئی کے کونے میں موجود کوڑے کے ڈرام کے پیچھے نگرانی کرنے والا موجود ہے وہ اسی طرح ہنستا ہوا اس ڈرام کے سانسے سے گزرنے لگا لیکن ذرا سا آگے جاتے ہی وہ بھٹی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے کچے ڈرام کے پیچھے موجود آدی کراہتا ہوا اچھل کر فرش پر گرا۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات پھلی اور کھینچ پھینچنے والی ضرب نے اسے ساکت کر دیا۔ عمران نے مضمین پستل جیب میں ڈالا اور جھک کر اس

سنگھ کی کمزوری پر پوری قوت سے بڑا اور انت سنگھ کا چہرہ ہوا جسم ہلکتا ساکت ہو گیا۔ عمران نے مڑ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو گلی کے سرے پر موجود اس کے ساتھی تیزی سے پھلتے ہوئے آگے بڑھے اور سڑک کر اس کر کے کار کی طرف آنے لگے۔ اسی دوران تنور نے انتہائی پھرتی سے بے ہوش انت سنگھ کو گھسیٹ کر حقیقی سیٹ کے سامنے والے نظائیں ڈال دیا۔

”تم..... ادھر ادھر چپ جاؤ میں انت سنگھ کو کار سمیت کوٹھی کے اندر لے جا رہا ہوں۔ اس کا جسم مجھ سے ملتا ہے اور میں نے اس کی آواز اور لہجہ بھی سن لیا ہے۔ میں اس کا مسلک کر کے باہر آؤں گا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس دوران وہ ارہن جہاں پہنچ جائے اس لئے تم نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے کوئی خطرہ ہو تو بے شک گوئیوں سے اڑا دیتا.....“ عمران نے لپٹے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنور کو اس نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور تنور کے بیٹھے ہی اس نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور اسے اس کوٹھی کے گیٹ کی طرف لے گیا جس میں انہوں نے جبری قبضہ کیا تھا۔ عمران نے جیسے ہی کار پھانک کے قریب روکی، تنور تیزی سے نیچے اترا اور اس نے آگے بڑھ کر پھانک کو دھکیل کر کھول دیا۔ عمران کی بدانت پر مسعود بیٹھے ہی اندر کا کٹھوا ہٹا چکا تھا اس لئے تنور کے دھکیلنے سے پھانک کھلتا پھلتا گیا اور عمران تیزی سے کار اندر پورے میں لے گیا۔ تنور نے پھانک بند کیا اور پھر دوڑتا ہوا پورے کی طرف آیا۔

جل رہے تھے جیسے ہمیں کے باشندے ہوں۔ سڑک کر اس کر کے وہ دوسری طرف فٹ پاتھ پر پھلتے ہوئے اس طرف کو بڑھنے لگے بعد وہ کار موجود تھی۔ کار کے اندر ابھی تک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے باقی ساتھیوں کو کہہ دیا تھا کہ جب تک وہ کار تک پہنچیں سائیڈ میں موجود دو آدمیوں کا فائدہ کر کے وہ گلی کے سرے پر پہنچ کر رک جائیں۔ کیونکہ کار میں موجود آدمی انت سنگھ تھا اور وہ اسے جو ٹکٹانا چاہتا تھا۔ عمران اور تنور اطمینان سے پھلتے ہوئے اور آپس میں باتیں کرتے ہوئے اس کار کے قریب پہنچ گئے۔

”وہ انت سنگھ تم.....“ پھانک عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے لپٹے میں کہا جیسہ وہ کسی پرانے دوست کو دیکھ کر چونک بڑا ہو اور کار میں بیٹھا ہوا آدمی جو تک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں احمیت تھی اور ہرے پر حیرت۔

”تم۔ تم کون ہو۔ میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا.....“ انت سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کمال ہے.....“ اپنی پہچان کے دوست کو نہیں پہچانتے انت سنگھ..... عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انت سنگھ کچھ سمجھتا، عمران کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور انت سنگھ کی کینٹیئر اس نے مخصوص انداز میں گھونسا مار دیا۔ انت سنگھ جیج کر جیسے ہی دوسری طرف کو گرا دوسری طرف موجود تنور کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود مدھین پینل کا دستہ انت

”جہارا نام انتنت سنگھ ہے اور تم راجرم کلب کے مالک ہو۔ یو لو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔“..... عمران نے پیر کو ذرا سا واپس کرتے ہوئے سر دھجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ تم۔ تم یہ جی ہٹاؤ میں سر رہا ہوں۔ اوہ جی ہٹاؤ یہ کہنا عذاب ہے۔ میری روح بھی تڑپ رہی ہے۔“..... انتنت سنگھ نے اجنبائی تکلیف بھرے لہجے میں الٹک الٹک کر کہا۔

”ارجن نے جہیں کیا کہا تھا اور کب آ رہا ہے وہ پوری تفصیل بتاؤ ورنہ۔“..... عمران کا لہجہ پٹلے سے بھی زیادہ سزا ہو گیا اور ساتھ ہی اس نے پیر کو واپس گھما دیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں رک جاؤ پیر ہٹاؤ۔“..... انتنت سنگھ کی حالت اجنبائی تیزی سے بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے منہ سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر اور رک رک کر نکل رہے تھے اور عمران نے پیر کو واپس کر دیا اور انتنت سنگھ نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔

”ارجن سیکشن چیف نے مجھے فون کیا تھا۔ میرا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے اور میں سو پور کا انچارج ہوں۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کا آدمی ہمارے میرے پاس آ رہا ہے اور وہ سات اجنبائی خطرناک پہنچانوں کا ہوجا کر رہے ہیں اور یہ ساتوں سو پور کے ایک مسلمان عبدالرحمن کے خالی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس مکان کی نگرانی کروں اور اپنے پاس زیر نفا سمیڑ رکھ لوں۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپ رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اپنا آدمی کلب میں چھوڑ آؤں اور ارجن

”اس بوڑھے کو چیک کر دو کہیں ہوش میں نہ آ گیا ہو۔ میں اس دوران میک اپ کر لوں۔ اور سنو خیال رکھنا بوڑھا بے گناہ ہے اس نے اسے مرنا نہیں چاہیے۔“..... عمران نے کہا اور پھر کار کا عقبی دروازہ کھول کر اس نے انتنت سنگھ کو باہر کھینچا اور اسے کاندھے پر لاؤ کر تیزی سے عمارت کے اندر ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا سامان موجود تھا۔ عمران نے بے ہوش انتنت سنگھ کو فرش پر لیٹے ہوئے قالین پر لیٹا کر دیکھنے میں سے ایک میک اپ باکس نکال کر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک ماسک نکال کر اس نے تیزی سے اسے سر اور ہرے پر بڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے چھتپتا نا شروع کر دیا۔ باکس کے ساتھ چھوٹا سا آئینہ موجود تھا اور عمران کی نظریں اس آئینے پر جمی ہوئی تھیں چند لمحوں بعد اس کا ہرہ تقریباً انتنت سنگھ جیسا ہو گیا تھا۔ اس نے انتنت سنگھ کا لباس انارکے کی کوشش نہ کی تھی کیونکہ وہ بھی عام سا لباس پہننے ہوتا تھا۔

”وہ بوڑھا بے ہوش ہے اور میں نے چیک کیا ہے اسے ابھی دو تین گھنٹے مزید ہوش نہیں آ سکتا۔“..... اس نے تھوڑے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے قالین پر بے ہوش بڑے انتنت سنگھ پر جھک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کیا اور جب انتنت سنگھ کو ہوش آنے لگا تو وہ سیدھا ہوا گیا۔ انتنت سنگھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولی ہی تھیں کہ عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ کر اسے آہستہ سے گھما دیا۔

کے وہاں پہنچنے پر اس کی رہنمائی کہاں کرے گا۔ چنانچہ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں آ گیا۔

”ارجن کاقد و قامت اور حلیہ کیا ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔
”مجھے نہیں معلوم میں اس سے پہلے کبھی نہیں ملا“..... انت انت سنگھ نے جواب دیا۔

”وہ کہاں ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ مجھ سے مل کر دائیں سو پور میں واقع اپنے گھر میں چلا گیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے اپنی بیوی کی اچانک بیماری کی اطلاع ملی تھی۔ وہ بس پر سو پور آ رہا تھا کہ اس نے سات آدمیوں کو مشکوک انداز میں بس میں بیٹھے چیک کیا اور پھر وہ ساتوں سو پور میں اترے اور بس میں انہی تھے لیکن بس سے اترنے کے بعد وہ آپس میں باتیں کرتے رہے جس پر اس کا شک یقین میں بدل گیا کہ یہی پاکیشانی مہینٹ ہیں۔ اس نے اس نے ان کا تعاقب کیا اور جب وہ عبدالرحمن کے خالی مکان میں پہنچے تو اس نے فون پر شیف ارجن کو اطلاع دی۔ وہ مجھ سے مل کر اپنے گھر چلا گیا۔“..... انت انت سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مہاشے کا حلیہ کیا ہے اور جس آدمی کو تم ہوٹل میں چھوڑ آئے تھے اس کا حلیہ کیا ہے؟“..... عمران نے پوچھا اور جواب میں انت انت سنگھ نے حلیہ بتا دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پھر کو تیزی سے موڑا اور ہندو کموں میں ہی انت انت سنگھ کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کے لباس کی لکاشی لی اور زبرد و زراٹہ سمیڑ نکال لیا۔

”آؤ تھوڑا“..... عمران نے تیزی سے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے پورچ میں آئے اور ہندو کموں بعد عمران کا چلتا ہوا پھاٹک کے قریب پہنچا جب کہ تھوڑا دیر ہو پھاٹک تک آیا تھا۔ اس نے پھاٹک کھولی دیا اور عمران نے کار باہر نکالی اور روک دی اور تھوڑے پھاٹک بند کیا اور دوڑ کر وہ سائٹی سیٹ پر پہنچ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ ہندو کموں بعد وہ کار اس بنگہ پر روک چکا تھا جہاں پہلے کار کوڑی تھی۔ عمران اور تھوڑا روک کر نیچے اتر آئے تھے اور عمران نے اوپر اوپر دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو بلانے کے لئے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور ہندو کموں بعد اس کے سارے ساتھی اوپر اوپر سے نکل کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

”ارجن اپنے ساتھ تمہارے کتنے آدمی لے آئے۔ اوپر یعقوب بھی غائب ہے۔ وہ بھی کسی لمحے واپس آ سکتا ہے اس لئے صفدر تم دائیں طرف اس موڑ پر پہنچ کر روک جاؤ جہاں سے اس علاقے میں داخل ہوا جاتا ہے اور جیسے ہی یعقوب نظر آئے تم نے اسے وہیں روک دینا ہے۔ باقی ساتھی اوپر اوپر چھپ جائیں۔ صدیقی اور نعمانی ساتھ والی کو فنی میں جائیں گے اور وہاں موجود انت انت سنگھ کی لاش کو اٹھا کر ساتھ والی اصل کو فنی میں پیٹنگ دیں گے۔ میں ارجن کو اس ساتھ والی کو فنی میں لے جاؤں گا۔ وہاں سے سامان بھی اٹھا لینا صرف وہ بے ہوش ہوڑا وہاں بڑا رہے گا۔ اپنے ہتھیار تیار کر لینا۔ جیسے ہی میں زبرد کا شن دوں۔ تم نے ارجن کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دینا ہے میں صرف ارجن کو زندہ بچڑنا چاہتا ہوں۔ سائیکل سرنگے

چھوڑ آیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے ذہنی طور پر بریطانی سی ہوئی کہ اس نے لباس کیوں نہ تبدیل کیا لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گیا۔

”وہ غراب ہو گیا تھا اس لئے میں نے تبدیل کر لیا۔“ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”جہاں نام انت منت سنگھ ہے۔ میں ارجن ہوں۔“ ایک لمبے ترنگے آدمی نے تیزی سے انت منت سنگھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا یہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ سے اترا تھا اور چونکہ کار کی دوسری طرف سے اترا تھا اس لئے گھوم کر عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”اوہ ہاس آپ آگئے۔“ عمران نے انتہائی متوجہانہ لہجے میں جواب دیا۔ ظاہر ہے ڈرائیور بچہ انت منت سنگھ کا ہی تھا۔ عجبیہ سیاہ رنگ کی کار سے چار مسافر ابھی نچھ اترائے تھے۔

”کیا پوزیشن ہے۔“ ارجن نے قریب آکر عمران سے پوچھا۔

”دو سب اندر ہیں۔ میرے آدمی کو ٹکسی کے چاروں طرف موجود ہیں۔ وہ سلسلے کو ٹکسی ہے۔“ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ساتھ والی کو ٹکسی کی طرف اشارہ کر دیا۔

”کو ٹکسی کے اندر کیسپول فائر کرو۔ جلدی کرو۔“ ارجن نے تیزی سے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان میں سے دو آدمی تیزی سے سرکڑ کر اس کر کے اس کو ٹکسی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”کہتے آدمی ہیں جہاں سے نگرانی کرنے والے۔“ ارجن نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

ریوالور استعمال کرتا اور کوشش کرنا کہ سارا کام ٹھانوسی سے ہو جائے اور دو آدمیوں کے چلنے سن لو۔ ان میں سے ایک کا نام مہاشے ہے۔ اس آدمی نے ہمیں چنک کیا ہے اور وہ انت منت سنگھ کو پہچانتا ہے۔ دوسرے کا نام تو معلوم نہیں لیکن وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے۔ وہ ارجن کے ساتھ یہاں ٹپکے گا۔ وہ آدمی انت منت سنگھ اور اس کے سب ساتھیوں کو پہچانتا ہے، اس لئے وہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ جب تک یہ آدمی آف نہ ہو جائے تم میں سے کسی نے سلسلے نہیں آنا۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مہاشے اور دوسرے آدمی کا طبعی تفصیل سے بتا دیا اور سارے ساتھی تیزی سے واپس جانے لگ گئے۔

عمران دوبارہ کار میں بیٹھ گیا جب کہ تین ایک ساتھی پر موجود ایک بڑے سے ڈرم کی لوث میں جا کر رک گیا۔ اب عمران اکیلا کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً دس پندرہ منٹ بعد عمران ایک میس میں دور سے دو کاروں کو انتہائی تیز رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد آگے والی سرخ رنگ کی کار اس کی کار کے قریب آکر رک گئی جب کہ اس کے عقب میں موجود سیاہ رنگ کی کار اس کے پیچھے رک گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے سفید رنگ کی کار کے دروازے کھلے اور چار آدمی باہر آگئے۔

”ہاس آپ کا لباس تبدیل ہو گیا ہے۔“ سفید کار کی عجبیہ سیٹ سے اترنے والے آدمی نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران اسے دیکھتے ہی کچھ گیا کہ یہی وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے جسے وہ ہوٹل میں

”ارے یہ اس کا بھانگ کھلا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ ارجن نے چونک کر اس وقت کہا جب اس کے ساتھیوں نے بھانگ کو دھکیلا تو وہ کھٹک چلا گیا۔

”اسے اندر سے بند کیا گیا ہوگا۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ارجن نے اشیات میں سر ہلادیا۔ وہ دونوں آدمی کو ٹھکی کے اندر جانچے تھے اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ان میں سے ایک واپس آیا اور بے حاشا دوڑتا ہوا ارجن کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا ہوا۔۔۔۔۔۔ ارجن نے پریشان ہو کر پوچھا۔

”ہاں اندر ایک بوڑھا آدمی ہے ہوش بڑا ہوا ہے۔ باقی ساری کو ٹھکی خالی ہے۔۔۔۔۔۔ آنے والے نے کہا۔

”ہو سکتا ہے نیچے تہ خانے ہوں اور وہ لوگ نیچے ہوں۔۔۔۔۔۔ عمران نے ارجن کے بلوٹے سے پھٹے ہی کہا۔

”اوہ ہاں۔۔۔۔۔۔ ایسا ممکن ہے آؤ ہمیں لازماً تہ خانے چیک کرنے ہوں گے۔۔۔۔۔۔ ارجن نے تیر لگے میں کہا اور تیزی سے کو ٹھکی کی طرف بڑھ گیا جب کہ عمران بھی اس کے پیچھے چل بڑا۔ اطلاع دینے والا بھی ان کے ساتھ ہی واپس جا رہا تھا۔

جب وہ تینوں بھانگ میں داخل ہوئے تو ارجن کا دوسرا ساتھی برآمدے میں ہی موجود تھا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت اور پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ عمران نے اپنے قدم ذرا سے سست کئے۔ اس کا ایک ہاتھ پیٹ میں تھا اور پھر صیہی ہی ارجن راہداری میں داخل ہوا اور اس کے دونوں ساتھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھے۔ عمران جو اب

”پارہیں۔ ایک پیچھے ہے۔ دوسرا نیل پر اور ایک سلسٹے کے رخ دوسری طرف۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ارجن نے اشیات میں سر ہلادیا۔ ارجن کے دونوں ساتھیوں نے کو ٹھکی کے قریب پہنچ کر جیب سے کیپسول فائر پٹل نکالے اور دوسرے لگے ساتھ والی کو ٹھکی کے اندر سرخ رنگ کے کیپسول فائر ہونے لگ گئے۔ دونوں آدمیوں نے پانچ پانچ کیپسول اندر فائر کئے اور پھر پٹل واپس جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑے اور واپس کاروں کی طرف آئے لگے۔

”اب ہمیں دس منٹ انتظار کرنا ہوگا، تاکہ گیس کے اثرات ختم ہو جائیں اور پھر تم دونوں پہلے اندر جاؤ گے اور چیک کر دو گے کہ اندر کی کیا صورت حال ہے۔۔۔۔۔۔ ارجن نے انہی دو آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا جنہوں نے کیپسول فائر کئے تھے اور ان دونوں نے اشیات میں سر ہلادینے۔

”ہاں یہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔۔۔۔۔۔ عمران نے ارجن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اور صحت پسندوں کی حمایت کے لئے آئے ہیں۔۔۔۔۔۔ ارجن نے مختصر سا جواب دیا پھر دس منٹ تک ماحول پر خاموشی طاری رہی۔ سڑک پر اکا دکا سواریاں گزر رہی تھیں لیکن کسی نے بھی ان کی طرف توجہ نہ کی تھی۔

”جاؤ اب جا کر اندر کی صورت حال دیکھو۔۔۔۔۔۔ ارجن نے گھڑی دیکھ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ایک بار پھر کو ٹھکی کی طرف بڑھنے لگے۔

کاروں کے پاس ار جن کے ساتھی ابھی تک کھڑے ہوئے تھے۔ وہ سب عمران کی طرف ہی متوجہ تھے۔

”تم میرے ساتھ آؤ۔ اور تم ہمیں دکھائے۔“ عمران نے قریب پہنچ کر انت سیکھ کے اس ساتھی کو اپنے ساتھ آنے کے لئے کہا جسے انت سیکھ ہو مل میں چھوڑ کر آیا تھا اور جس نے آتے ہی عمران کے لباس پر حیرت کا اظہار کر دیا تھا۔

”لیں یاس۔“ اس آدمی نے کہا اور عمران واپس مڑ گیا وہ آدمی اس کے پیچھے تھا۔

”چلو اندر چیف ار جن تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ عمران نے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی اس آدمی سے کہا اور خود اس نے پھاٹک بند کرنا شروع کر دیا۔ وہ آدمی ایک لمحے کے لئے حیرت سے عمران کو ایسا کرتے دیکھتا رہا پھر کھڑے ہو کر مڑا اور تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف کو بڑھنے لگا۔ شاید حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ انت سیکھ خود پھاٹک بند کر رہا تھا، لیکن پھر شاید اس نے کوئی بات نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر تیزی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر کوٹ کی جیب میں تھا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی پورچ میں داخل ہوا عمران کا ہاتھ باہر آیا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس کی پشت پر پڑی اور وہ جھٹکا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اور نیچے گرتے ہی اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے دوسرا فائر کر دیا اور دوسری گولی کھا کر وہ آدمی ایک بار پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا

ان کے پیچھے تھا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ار جن کے پیچھے پلٹے والے دونوں آدمی پچھتے ہوئے اچھل کر آگے جانے والے ار جن پر جا گرے اور ار جن کے حلق سے بھی جھنجھکی اور وہ اچانک دھکا کھنے سے اچھل کر تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ عمران زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ آگے بڑھنا ہوا ار جن کے سر پر پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ار جن سنبھل کر مڑتا۔ عمران کا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور ار جن بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر زبرداری کی سائیڈ دیوار سے کسی گھنٹہ کی ٹکرایا اور پھر جیسے ہی نیچے گرا۔ عمران کی ثابت حرکت میں آئی۔ ار جن دوسری ضرب کھا کر جھٹکا ہوا ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے جھٹکا اور اس نے بے ہوش ار جن کو گھسیٹ کر اپنے کاندھے پر لا دیا اور تیزی سے بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ار جن کو وہاں فرش پر ڈالا اور پھر اس کی طبیعت کھول کر اس نے ار جن کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے طبیعت ت انہیں باندھ دیا۔ اور پھر تیزی سے مڑا اور پھاٹک ہوا واپس پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ ار جن کے دونوں ساتھیوں کی لاشیں زبرداری میں ہی پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے جو تک ان کی پشت پر ایسی جگہ پر فائر کئے تھے کہ گولیاں ان کے دل تک زیادہ راست پہنچ گئی تھیں اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ وہ زیادہ دیر تک تڑپ بھی نہ سکے ہوں گے اس لئے عمران نے پہلے ہی اور واپس کے وقت بھی ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی تھی۔ سہجہ لمحہ بعد عمران پھاٹک پر پہنچ گیا پھاٹک کھٹا ہوا تھا۔ عمران باہر آیا اور تیزی سے کاروں کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس آدمی کو اس لئے ساتھ لے آیا تھا کیونکہ اس نے خود اپنے ساتھیوں کو ہدایت دی تھی کہ جب تک یہ آدمی آف نہ ہو جائے وہ سلسلے نہ آئیں گے کیونکہ وہ انتہائی سنگین کام تھا اور ظاہر ہے اس کے آدمیوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ عمران کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی وہ ہوشیار ہو جائے۔ ساتھ پھاٹک کے ساتھ ستون کی آڑ میں رک کر عمران نے کاروں کی طرف دیکھا۔ ارجن کے ساتھی ابھی تک کاروں کے قریب موجود تھے لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ادھر ادھر سے نکل کر اگلی طرف بڑھنے دیکھ لیا تھا۔ اور پھر اچانک اسے دور سے ان افراد کے پچھنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب ہی الجھ کر نیچے گرنے لگے سڑک کی طرف کاریں تھیں جب کہ وہ سب دوسری طرف کھڑے تھے اور سڑک بھی خالی پڑی ہوئی تھی اور چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی جاری ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے کاروں کے دروازے کھول کر زمین پر پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر کاروں کے اندر ڈالنا شروع کر دیا۔ سارا کام انتہائی خاموشی اور تیزی سے کیا جا رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں عمران کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

کاریں ادھر ہی لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے پھاٹک سے باہر نکل کر اونچی آواز میں کہا اور واپس سڑک پر اس نے خود ہی بند پھاٹک کھولنا شروع کر

دیا۔ پھاٹک کھول کر وہ تیزی سے مڑا اور اندرونی طرف کو بڑھ گیا جہاں ارجن بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جب وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ارجن کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ اسی لمحے باہر سے کاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران خاموش کھڑا رہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم انتہائی سنگین۔ یہ میرے ہاتھ۔۔۔۔۔“ ارجن نے ہوش میں آتے ہی آنکھوں کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انتہائی سنگین اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جہاز کے ساتھی بھی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں ارجن۔۔۔۔۔“ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو ارجن بے اختیار اچھل کر کھڑا ہونے کی کوشش میں دھماکے سے واپس فرش پر گر گیا۔

”بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے خصوصی ٹریننگ کی ضرورت ہے ارجن اور تم تو اس قدر ناٹائی ہو کہ میرے ساتھ اتنی دیر کھڑے رہے ہو لیکن میرا سامک میک اپ جی جیک نہیں کر سکے اور نہ ہی لباس والے پوائنٹ پر تم چوٹے۔۔۔۔۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم پاکستانی لیجنٹ ہو۔ کیا تم عمران ہو۔۔۔۔۔“ ارجن نے اس بار انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا البتہ اس نے کھڑے ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔

”ہاں میرا نام عمران ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے

عمران کے ساتھی اندرو داخل ہوئے تو عمران ان کے ساتھ صفدر کو دیکھ کر چونکے۔

”تم آگئے۔ یعقوب کہاں ہے.....“ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”وہ بھی اگلیا ہے۔ سوہ جیپ پر آ رہا تھا کہ میں نے اسے روک لیا اور پھر ہم جیپ لے کر کاروں سے کچھ فاصلے پر روک گئے اور جب مشن مکمل ہو گیا تو ہم جیپ سمیت آ گئے۔“ مسٹر نے جواب دیا اور اسی لمحے یعقوب بھی اندر داخل ہوا۔

”انہوں نے ہمارا آپہ کھیے چلایا۔“..... یعقوب نے حیرت سے عمران اور پھر ذہین پر بیٹھے ہوئے ارجن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں وہ مہاشے تو ابھی باہر ہے۔ کہیں وہ اچانک آکر مشکوک نہ ہو جائے اور مقامی فوج کو ہم پر چڑھا لے۔ اسے چپک کر دے“.....

یہ خوب کی بات سننے ہی عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہو، اچانک باہر سے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے

لئے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دہن کسی لٹوکے طرح گھومتے لنگے ہو وہ بے اختیار لڑکھواتا ہوا میچے گرا اور نیچے گرتے وقت اس نے کمرے میں

موجود اپنے ساتھیوں کو بھی لڑکھواتے ہوئے نیچے کرتے دیکھ لیا تھا۔
عمران نے بے اختیار سانس روک لیا تھا لیکن اس کا ذہن مسلسل اور تیزی

نوم تھا کہ اگر وہ اب بے ہوش ہو گیا تو پھر شاید قیامت کے دن ہی اس
 آنچھ کھلے گا۔ آہستہ آہستہ اس کی کوشش کا سیلاب ہونا شروع ہو چکی
 رہا۔ ذہن میں تیزی سے گھومتے والے لٹو کی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی۔
 ہنس اس نے روک رکھا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے ذہن پر کنٹرول
 کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”اور وہ پاس ار جن - اور - اور..... آنے والے تھے پچھتے ہوئے کہا
اور تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فرش پر لیڑھے میڈھے انداز
میں بیڑے ہوئے جسموں کو پھیلانے لگا اور ار جن کی طرف بڑھا اور اس نے
ٹپک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ عمران نے آہستہ سے سانس لیا
اس آدمی کے چہرے پر جو کہ گیس یا سبک موجود تھا، اس نے وہ کچھ مکیا
تھا کہ بے ہوش کر دینے والی ایسی گیس کا فائدہ کیا گیا تھا جو انتہائی زور اثر
دینے کے ساتھ ساتھ اس کے اثرات بھی فوراً ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی
لئے وہ آدمی تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر مڑ کر کمرے میں بیڑے ہوئے عمران
اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور
عمران اسے دیکھتے ہی پھپھان گیا کہ یہ مہاشہ ہے۔“

..... مہاشے نے ہونٹ کھینچ کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی فیصلہ نہ کر رہا ہو۔

”یہ اپنی نیند پاکیشیائی دہشت ہوں گے جنہوں نے انتہا متناہ اور
 ہاں دونوں کو اغرا کر لیا۔ انہیں ختم ہونا چاہئے۔“..... سہاش نے

فیصلہ کن لمحے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مضمین گن اس نے عمران کے ساتھ بڑے ہونے اس کے ساتھیوں کی طرف سیدھی کی ہی تھی کہ عمران نے پہلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹانگ پکڑ کر جھٹکا دیا اور مہاشے بے اختیار چپ کر پشت کے بل نیچے گر پڑی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لٹ گھولی اور مہاشے کے حلق سے کرناک چپ ٹھٹھ اور وہ ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لٹ اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہوا تھا اس پوزیشن میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگا سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مضمین گن کا رنجر اس وقت میں دبا چکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر بڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے نیچے گرایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلا آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کاریں موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے بعد نہ کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندازہ صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے پھانک کے باہر آکر بھی جائزہ لیا ماحول پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں چار

ہائے ساتھی ارجمند اور مہاشے بڑے ہونے تھے۔ جانے کی بجائے وہ تیز باجم اٹھا تھا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ بوڑھا بے ہوش بڑا ہوا مہاشے بے اختیار چپ کر پشت کے بل نیچے گر پڑی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لٹ گھولی اور مہاشے کے حلق سے کرناک چپ ٹھٹھ اور وہ ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لٹ اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہوا تھا اس پوزیشن میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگا سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مضمین گن کا رنجر اس وقت میں دبا چکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر بڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے نیچے گرایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلا آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کاریں موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے بعد نہ کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندازہ صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے پھانک کے باہر آکر بھی جائزہ لیا ماحول پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں چار

ند آہری ہو۔

"یہ میرے ساتھی ہیں۔ پاکیشیائی مہجنت نہیں ہیں۔ پاکیشیائی مہجنت تو نکل گئے ہیں"..... عمران نے جواب دیا۔

"اودہ اوہ پھر باس ارجن بندھے ہوئے ہیں اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کھلو مجھے"..... مہاشے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری مہاشے چیف باس کے حکم پر ایسا کیا گیا ہے"..... عمران نے جواب دیا۔

"چیف باس کیا مطلب کون چیف باس"..... مہاشے نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بلک باؤنڈر کا چیف باس۔ لیکن ایک شرط پر میں کہیں اور باس ارجن کو دہا کر سکتا ہوں کہ تم بھٹے مجھے یہ بتاؤ کہ تم اچانک اندر کیسے آ گئے۔ یہ وہ کوٹھی تو نہیں ہے جس میں پاکیشیائی مہجنت تھے".....

عمران نے کہا۔

"میں گھر سے داپس آیا۔ میں نے کارمہاں روکی اور حالات معلوم کرنے جہاں آیا تو اصل کوٹھی پر خاموشی طاری تھی جب کہ اس کوٹھی کا ہمارا کھلا ہوا تھا۔ اندر کاریں موجود تھیں۔ باس ارجن کی کار کو میں

بہیمانہ ہوں۔ جب میں اندر آیا تو میں نے کاروں میں باس ارجن کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تو میں سمجھ گیا کہ اندر پاکیشیائی

مہجنت موجود ہیں۔ باس کی کار کے ڈیش بورڈ میں بے ہوش کر دینے والی گیس والا پمپل ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ میں نے کار کی کھلی کڑی سے ہاتھ

ڈال کر ڈیش بورڈ کھولا۔ اس میں پمپل موجود تھا میں نے اسے نکالا اور اندر فائر کر دینے۔ مجھے اس پمپل کی کارکردگی کا علم ہے۔ اس میں موجود

کیسوں سے نکلنے والی گیس انتہائی زود اثر ہوتی ہے اور فوری طور پر اس کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں پتا نچے فائر کرنے کے بعد منٹ بعد میں

اندر آیا تو یہاں کمرے میں تم سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ باس ارجن کے بازو عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ میں یہی سمجھا کہ یہ پاکیشیائی

مہجنت ہیں اور انہوں نے کہیں اور باس ارجن کو پکڑ لیا ہے۔ پتا نچے میں نے انہیں ہلاک کرنے کا فوری فیصلہ کیا۔ مگر پھر تم نے غلامی مری ٹانگ

کھینچی میں گرا تو تم نے لات ماری اور میں بے ہوش ہو گیا".....

مہاشے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اکیلے آئے تھے"..... عمران نے منہ

بٹاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں"..... مہاشے نے چونک کر پوچھا۔

"تور"..... ارجن کا منہ کھول کر اس کے حلق میں پانی ڈالو".....

عمران نے مہاشے کی بات کا جواب دینے کی بجائے مڑ کر تور سے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم انت سمجھ نہیں ہو"..... مہاشے نے حیرت سے جھٹکے ہوئے کہا۔

"انت سمجھ اپنے انت کو پہنچ چکا ہے"..... عمران نے منہ بٹاتے ہوئے کہا اور مہاشے کا چہرہ لکھت بلدی کی طرح زور دہڑ گیا۔ تور پانی کا

جگ اٹھا کر اس دوران ارجن کے حلق میں پانی انڈیل چکا تھا اور پھر ہانچ
منٹ بعد ارجن کو ہوش آگیا۔

”مہاشے۔ تم۔ تم بھی..... ارجن نے ہوش میں آتے ہی ساتھ
بیٹھے ہوئے مہاشے کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں اس مہاشے نے ہمیں واقعی خطرناک پوزیشن میں دھکیل
دیا تھا۔ بہر حال ہم بچ گئے ہیں۔ تم اب مجھے صرف ایسا بتا دو کہ سفر کے
دوران پولیس اور ملٹری ہڈ کیوں کو تم کیا کوڑا ہتاتے ہو۔ جس سے وہ
جہیں روکنے نہیں ہیں..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوری مسٹر عمران۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے ہلاک کر دو گے کر دو،
لیکن میں بلیک ہاؤنڈز سے غداری نہیں کر سکتا..... ارجن نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

”تویر۔ اس کی زبان کھلاؤ..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور
حتور سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے زمین پر
رکھا ہوا جگ اٹھایا اور اسے پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ جگ
دھماکے سے کشتی ہو گیا تو حور نے ایک بڑی سی کشتی اٹھائی جس کی
دھار کسی خنجر کی طرح بن گئی تھی، اور دوسرے لمحے مکہ ارجن کی انتہائی
کر ہٹاک پیچ سے گونج اٹھا۔ حور نے انتہائی سرد مہراند انداز میں کشتی کے
نوک دار حصے کو ارجن کی دائیں آنکھ میں پوری قوت سے مار دیا تھا۔
ارجن چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی آنکھ سے خون تیزی سے بہنے لگا۔
حور نے کشتی کو واپس کھینچا لیکن اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے

دوسرا وار کرنے سے روک دیا۔

”تم نے ارجن کا حشر دیکھا ہے مہاشے۔ تم بھی بلیک ہاؤنڈز میں ہو۔
تم بتا دو کہ کیا پاس ورڈ ہے ارجن پر باقی نقد و بے حد میں ہو گا۔ تم پر چیلے اور
یہ بھی بتا دو کہ تم میرے لئے غیر اہم آدمی بنو، اس لئے اگر تم سب کچھ بتا
دو تو میں جہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں..... عمران نے سرد لہجے میں ارجن
کے ساتھ بیٹھے ہوئے مہاشے سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر بے
پناہ خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا۔ کیا واقعی تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے..... مہاشے نے خوفزدہ
لہجے میں کہا۔

”ہاں بشرطیکہ تم نے صحیح تعاون کیا تو..... عمران نے جواب دیا۔
”پاس ورڈ بلیک کیٹس ہے..... مہاشے نے جواب دیا اور عمران
نے اہلبت میں سر ہلا دیا۔

”ارجن کا زندہ رہنا ہمارے لئے نقصان دہ ہے اس لئے اسے گولی مار دو
اور مہاشے نے چونکہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس لئے صرف آف کر
دو..... عمران نے مڑ کر حور سے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے۔ اس لمحے
انداز سے مشین گن پلنے اور مہاشے کی کر ہٹاک پیچ سنائی دی لیکن عمران
رکا نہیں۔

”کیا آپ کا پردہ گر ام اب ارجن کے میک اپ میں ہیڈ کو اڑ جانے کا
ہے..... حور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں..... اس طرح ہم بندھ کر رہ جائیں گے۔ وہ چیف باس مینن منوہر۔ سو رہا اور کرشن کی موت پر یقیناً جو کتا ہو چکا ہو گا۔ ہماری پلاٹنگ وی بیلے والی ہی رہے گی۔..... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے حضور بھی باہر آگیا۔

”میں نے ارجن کو ہلاک اور مہاشے کو آف کر دیا ہے۔..... حضور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان الفاظ کا صحیح مطلب تم ہی جانتے ہو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور حضور سمیت سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”یعقوب تم اس رہائشی علاقے میں جا کر کوئی ایسی کوئی تلاش کر دو جو خالی ہو۔ تاکہ یہاں موجود لاشیں وہاں منتقل کی جا سکیں۔ ورنہ وہ پتھر وہ بڑا جو مسلسل بے ہوش بڑا ہے۔ خواہ خواہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔..... عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لپٹے والی کو فنی میں ڈال دیتے ہیں۔..... صفد نے کہا۔

”نہیں وہ کسی مسلمان مہاجرین کی ہے۔ پھر وہ عذاب میں آجائے گا۔..... عمران نے کہا اور یعقوب نے اثبات میں سر ہلادیا۔

دفتر کے انداز میں کچے ہوئے کمرے میں موجود ایک بھاری اور بڑی سی میز کے نیچے ہلکے ہلکے ہڈوں کا چیف باس مینن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سانسے میز پر فون رکھا ہوا تھا اور وہ بار بار اس فون کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کی کال کا شدت سے انتظار ہو۔

”ارجن یقیناً اپنے مشن میں کامیاب رہے گا، لیکن اس نے اب تک مجھے خوشخبری کیوں نہیں سنائی۔..... مینن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح بڑبڑاتے اور انتظار کرتے کافی درگزر گئی لیکن کوئی کال نہ آئی تو مینن کرسی سے اٹھا اور کمرے میں بے چینی سے ٹپٹے لگ گیا، ابھی اسے ٹپٹے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مینن تیزی سے مڑ کر فون پر اس طرح چھپتا جیسے چمیل گوشت پر پھینکی ہے

”میں..... مینن نے رسیور اٹھاتے ہی تیز لپے میں کہا۔

”سر آپ کی کال ہے۔ سسر شگلا بات کرنا چاہتے ہیں..... دوسری طرف سے موبائل لپے میں کہا گیا۔

”فوری بات کراؤ..... مینن نے کہا۔

”میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ارجن کی بجائے شگلا کیوں کال کر رہا ہے..... مینن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ایٹل چیف میں شگلا بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ سمجھ نہ سکا تھا۔

”ارجن نے کیوں بات نہیں کی۔ کہاں ہے ارجن، کیا ہوا..... مینن نے تیز تیز لپے میں کہا۔

”ہاں ارجن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مینن کو یوں محسوس ہوا جیسے شگلا نے

الفاظ بولنے کی بجائے اس کے ذہن میں ایسٹیم فائر کر دیے ہوں۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو..... کیا بکواس کر رہے ہو..... پہلے تو تم نے بتایا تھا کہ ارجن اپنے ساتھیوں سمیت ان پاکیشیائی ہتھیانوں کو ہلاک کرنے

سوچ رہا ہے اور اب کہہ رہے ہو کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا جہاد ادبغ خراب تو نہیں ہو گیا..... مینن نے حلق سے بل جھٹکے ہوئے کہا۔

”چیف میں درست کہہ رہا ہوں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو درست اطلاع دی تھی۔ ہاں ارجن دفتر میں تھا کہ ایک آدمی ہمارے اطلاع

دی کہ اس نے پاکیشیائی ہتھیانوں کو قلعہ قصبے سوپور میں چھپک کر لیا ہے اور وہ ایک خالی مکان میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ ہاں ارجن نے سوپور میں بلیک ہاؤنز کے ہیڈ کوارٹر انت منتگھ کو اس مکان کی نگرانی کا حکم دیا اور خود خاص ساتھیوں کو ساتھ لے کر سوپور روانہ ہو گئے لیکن پھر ان کی طرف سے کوئی کال نہ آئی جب کہ اس دوران آپ نے کال کیا تو میں نے آپ کو بتا دیا۔ آپ کے حکم پر میں فوری طور پر سوپور گیا اور ہاں اب میں قلعہ سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ ہاں ارجن اس کے تمام ساتھیوں۔ ہمارے انت منتگھ اور اس کے مقامی ساتھیوں کی لاشیں پوئیس کو ایک خالی کونٹری سے ملی ہیں۔ پوئیس کو اطلاع کسی نامعلوم آدمی نے فون پر دی تھی میں جب وہاں پہنچا تو یہ لاشیں تمہارے میں موجود تھیں۔ میں نے انہیں خود چھپک کیا ہے..... دوسری طرف سے شگلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ وری ہیڈ..... وری ہیڈ..... تو اچھا خطرناک ترین لوگ ہیں۔ بلیک ہاؤنز تو سمجھو انہوں نے مکمل طور پر جہاد کر کے رکھ دی ہے۔ اب مجھے کافرستانی حکومت سے بات کرنی پڑے گی..... مینن نے خود کلامی کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ خیال یہ رہا تھا کہ رسیور سے اس کی یہ بات دوسری طرف اس کا محنت شگلا جس میں رہا تھا۔ چیف میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے یہاں کچھ اچھواری بھی کی ہے۔ انت منتگھ کے کلب راجہ م کے ایک آدمی سے مجھے اس کو ٹھی کا علم ہو گیا جس میں یہ پاکیشیائی ہیڈ کوارٹر پناہ لئے ہوئے تھے۔ میں نے اس کو ٹھی کو چھپک کیا تو وہ خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس کا مالک عبدالرحمن نای

”ہیلے سینن میں گردنام بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔..... جلد لمحوں
بعد دوسری طرف سے اس کے بھائی۔ میجر جنرل گردنام کی آواز سنائی دی۔
”میں تم سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔“ سینن نے کہا۔
”اوہ میں تو ایک اہم سیشننگ میں مصروف ہوں لیکن بات کیا ہے تم
کچھ پریشان سے لگتے ہو۔..... دوسری طرف سے میجر جنرل گردنام نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم سیشننگ مختصر کر کے میرے پاس آجاؤ۔ معاملات انتہائی خطرناک
ہیں اور جہادی جھڑنی شدیدہ خطرے میں ہے۔“ سینن نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے رسنور رکھ دیا۔ اسے لپٹے بھائی گردنام کے مزاج سے
پوری طرح واقفیت تھی۔ جھڑنی کے بارے میں کسی خطرے کا سن کر
اب وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ چلا آئے گا اور وہی ہوا، تقریباً دس منٹ
بعد کر کے کا دروازہ کھلا اور ایک شخص جسم اور لمبے قد کا ادھیڑ عمر آدمی اندر
داخل ہوا۔ اس کے جسم پر فوقی پوشیادام تھی اور کاندھوں پر میجر جنرل
کے ستارہ چمک رہے تھے۔

”کیا کہہ رہے تھے تم ریش پور جھڑنی خطرے میں ہے۔ یہ کیسے ممکن
ہے۔“ آنے والے نے جو جھڑنی کا انچارج گردنام تھا۔ حیرت بھرے
لہجے میں کہا اور میز پر دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”جہیں مضبوط ہے کہ میں جلیک پاؤنڈ ڈکا چیف ہوں۔“ سینن
نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔
”ہاں۔۔۔۔۔ مگر یہ جہیں اچانک کیا ہو گیا ہے کہ تم نے ایسی پراسرار

ایک مسلمان تاجر ہے۔ میں نے اسے جا کر گھیرا اور پھر تھوڑے سے تھوڑے
کے بعد اس عبدالرحمن نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا ہے کہ کو فنی
اس سے دگام کے ایک دن کے تاجر یعقوب نے حاصل کی تھی۔ اور اس
کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ یعقوب نے اس سے وہ بھائی جیہیں
بھی حاصل کی ہیں وہ ان جیہیں کو ناگورہ لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے اس
سے جیہیں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی
لیکن وہ بوڑھا آدمی دم توڑ گیا۔“ شگلانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ناگورہ یہ کہاں ہے۔ اور وہ کیوں وہاں جانا چاہتے ہیں۔ میں نے تو
اس کا کبھی نام بھی نہیں سنا۔“ سینن نے حیران ہو کر کہا۔

”جواب یہ ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ ریش پور جھڑنی کے عقبی
پہاڑوں میں اور اس کا نام سن کر مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں دو لوگ ریش
پور جھڑنی سے لڑاؤ چاہتے ہوں۔“ شگلانے کہا۔

”وہ ٹھیک ہے۔ تم انہیں سو پور میں تلاش کرو۔ سو سکتا ہے وہ وہاں
چھپے ہوئے ہوں اور اگر مل جائیں تو ایک لمحہ صانع کے بغیر انہیں ہلاک
کر دو۔“ سینن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
مار کر کریٹل دیا اور پھر بار بار اسے دبا جلا گیا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے جھڑنی دیکس پیچ کے آپریٹر کی آواز
سنائی دی۔

”گردنام سے بات کر اڈمیری۔“ سینن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

انہیں جانتے۔ چھاؤنی میں کوئی آدمی داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی باہر جانے کا
 میں چھاؤنی کو مکمل طور پر سیٹھ کر رہا ہوں.....“ گرونام نے جواب دیا
 ”سو پور اور ناگورہ کے درمیان یقیناً فوجی پتھریک پوسٹیں موجود ہوں گی
 تم انہیں بھی ہوشیار کرو۔ وہ لوگ دو چیمپوں پر آ رہے ہیں اور یہ دونوں
 چیمپیں انہوں نے سو پور کے ایک تاجر سے حاصل کی ہیں اس لئے یقیناً ان
 پر سو پور کے شہر یا پھر دگام کے شہر ہوں گے۔ ایسی چیمپوں کو خاص طور پر
 پتھریک کیا جائے اور مشکوک ہونے کی صورت میں ان کا خاتمہ کر دیا جائے
 بلکہ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے فوجی بونیفائڈ حاصل کر لی ہوں۔ یہ انتہائی
 تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ جب پہلی بار ان کا فون آیا تھا تو صدر مملکت ان
 سے انتہائی دہشت زدہ تھے لیکن اس وقت میں ان کی دہشت کی وجہ نہ سمجھ
 سکا تھا، لیکن اب ان کی کارکردگی دیکھ کر میرے لپٹے ذہن پر ان کی دہشت
 قائم ہو گئی ہے.....“ سین نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ان کی لاشیں حصارے
 سلسلے لاؤں گا اور پھر انہیں صدر مملکت کو بھجوا دینا۔ اس طرح
 حکومت کی نظروں میں جہادی عزت اور بڑھ جائے گی۔ تم فکر نہ کرو سب
 ٹھیک ہو جائے گا.....“ گرونام نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے سڑک
 دروازے کی طرف بڑھ گیا اور سین کے سپر پراٹھیمان کے تاثرات ابھر
 آئے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چھاؤنی کے اشتباہات واقعی اس قدر سخت ہیں
 کہ جہاں پر نہ بھی رہیں مار سکتا تھا اور اب تو گرونام جو کتا ہو چکا ہے اس
 لئے لازماً یہ فحشٹ مارے جائیں گے اور چونکہ گرونام نے خود ہی اس کا

اگر ہم نے پھر چوری کیے تو یہ لوگ ان کی کھوج میں نکل پڑیں گے اور ساتھ ہی یہ ارد گرد کی فوجی جواکوں کو بھی اطلاع کر دیں گے اور دوسری بستیوں کو بھی۔ اس طرح ہم فوری پکڑ لئے جائیں گے۔..... رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں کسی کو پکڑتے ہو جس سے فخر مل سکتے ہوں۔..... عمران نے پوچھا۔

”مق پاس ہیل رام اس بستی کا سربراہ ہے۔ اس کے پاس کافی تعداد میں فوج ہیں۔ ویسے عمران صاحب وہ انتہائی لالچی آدمی ہے۔ اگر ہم اسے معقول قیمت دے دیں تو وہ اپنی زبان بند رکھے گا۔..... رفیق نے جواب دیا۔

”بھائی ہمارے پاس فوج تو فوج پھر خریدنے کی بھی رقم نہیں ہے اور یہاں پہاڑوں میں میرے جواہرات کی کانیں بھی نہیں ہیں کہ وہاں سے دو چار ہیرے اٹھا کر اسے پیش کر دیں، اس لئے فخر ہم نے ویسے ہی حاصل کرنے میں۔..... عمران نے کہا اور اچھل کر جیب سے نیچے اتر آیا۔ پچھل جیب بھی دکھائی تھی اور اس کے ساتھی اس میں سے اتر کر ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

”میرے ساتھ چلو رفیق میں جا کر اس ہیلی رام سے بات کرتا ہوں۔..... عمران نے رفیق سے کہا جو جیب سے اتر آیا تھا۔

”میں جاتا ہوں اس کے ساتھ۔ میں اس ہیلی رام کی گردن دبا کر اسے کسی غار میں پھینک دوں گا، تاکہ کسی کو اطلاع دینے کے قابل ہی نہ رہے۔..... تنویر نے کہا۔

جیسے وہ ذہنی طور پر ہلکا ہوا ہو۔

”رفیق کوئی ایسا راستہ ہے جہاں نظر میں کہ ہم کسی فوجی چوکی کو کر اس کے بغیر ناگورہ پہنچ جائیں۔..... عمران نے ہندو لہجوں کی خاموشی کے بعد ڈرامائی رنگ سےٹ پر پختے رفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مقی پاس کئی راستے ہیں لیکن ان راستوں پر جیسے نہیں چل سکتیں پیدل الپ چلا جاسکتا ہے یا پھر قریبی بستی سے پہاڑی فوج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔..... رفیق نے جواب دیا۔

”فحشیک ہے۔ تم اس بستی کی طرف چلو جہاں سے فخر مل سکتے ہوں۔ ان جیسوں پر سفر ہمارے لئے خطرناک ہوگا۔..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور رفیق نے انتہات میں سر ہلادیا اور پھر تقریباً دو گھنٹے مزید سفر کرنے کے بعد اس نے جیب روک دی۔

”ادھر ترائی میں ایک بڑی بستی ہے۔ وہاں سے فخر کرا لے پر بھی مل جائے گی اور خریدے بھی جاسکتے ہیں۔ جیسو آپ مناسب سمجھیں۔..... رفیق نے کہا۔

”نہ ہم نے خریدتے ہیں اور نہ کرا لے پر حاصل کرتے ہیں۔ روڈ دونوں صورتوں میں ہمارے دشمنوں کو اس کی اطلاع مل جائے گی۔ یہ بستی مسلمانوں کی ہے یا۔..... عمران نے فقرہ ادھر اور اچھلنے ہوئے کہا۔

”ہلی چلی آبادی ہے۔ ویسے فوجوں کے مالک ہندو ہیں۔ مسلمانوں کے پاس اسٹوریج کہاں کہ فخر رکھ سکیں، اور دوسری بات یہ ہے جناب کہ

ہوئی کی کیا پوزیشن ہے..... عمران نے حصور اور صفدر سے کہا اور وہ
 دونوں تیزی سے جیب سے اتر گئے جب کہ رفیق بھی نیچے اتر گیا اور پھر وہ
 دونوں تیزی سے پیدل پلتے ہوئے آگے بڑھ گئے لیکن وہ سڑک کی بجائے
 ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اور حصور کوں بعد وہ دوسری طرف اتر
 عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ عمران بھی جیب سے نیچے اتر آیا۔
 غیبی جیب سے باقی ساتھی بھی اتر کر اس کے پاس آ گئے۔ یعقوب اللہ
 جیب میں اندر ہی بیٹھا رہا۔ عمران نے ساتھیوں کو اسلحہ وغیرہ لے لینے
 کے لئے کہہ دیا کیونکہ کسی بھی لمحے اس کی ضرورت پڑ سکتی تھی اور وہ سب
 اہلکار تھے ہوئے واپس جیب کی طرف بڑھ گئے۔ دس پندرہ منٹ کے بعد
 اہلکار دور سے فائرنگ کی تیز آواز سنائی دیں اور عمران بے اختیار
 اہلکاروں کی طرف بڑھ گئے۔

”اوہ اوہ شاید انہیں دیکھ لیا گیا ہے آؤ.....“ عمران نے جیغ کر کہا اور
 لڑنے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی مشین گنز لے کر اس کے پیچھے دوڑ
 پڑے لیکن ابھی وہ اس مولے کے دور تھے کہ انہوں نے مولے سے حصور کو
 آتے ہوئے دیکھا اور وہ سب حصور کو دیکھ کر ٹھٹھک کر روک گئے۔
 ”کیا ہوا یہ.....“ کہیں فائرنگ تھی..... عمران نے جیغ کر پوچھا۔
 ”گھبراؤ نہیں فائرنگ ہم نے کی تھی۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں.....“
 حصور نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار
 ایک طویل سانس لیا۔
 ”میں نے تو تمہیں جیننگ کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اپنی فطرت

میرے خیال میں عمران صاحب ہمیں فٹروں کی بجائے پیدل چلا
 چاہئے، اس طرح ہم زیادہ محفوظ انداز میں سفر کر سکتے ہیں.....“ صفدر
 نے کہا۔

”لیکن فاصلہ کافی ہے اور پیدل پلتے پلتے ہمیں کئی روز لگ جائیں گے.....“
 عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر ان میسوں سے خطرہ ہے تو یہ جیسے کسی فوجی
 چوکی سے دور چھوڑ دیں اور پھر اس فوجی چوکی سے جیسے حاصل کر لیں اس
 طرح ہم محفوظ انداز میں سفر کر سکیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں گلائڈ یا فٹھیک ہے۔ چلو رفیق۔“ صفدر کی دہانت پہاڑوں
 میں کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 ایک بار پھر جیب کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”تھوڑی دیر بعد ان کی جیب ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی
 تھی.....“

”فوجی چوکی سے پہلے ہمیں ہوشیار بھی کر دینا اور یہ میس بھی روک دینا.....“
 عمران نے رفیق سے کہا اور رفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر
 تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے جیب کی رفتار بھی کرتے ہوئے اسے روک
 دیا۔

”آگے ایک فائرنگ بعد مولے آئے گا۔ اس مولے کے فوراً بعد ایک فوجی
 چوکی ہے.....“ رفیق نے جیب روکے ہوئے کہا۔

”حضور تم اور صفدر دونوں رفیق کے ساتھ جاؤ اور جا کر جیک کر دو کہ

کے جوہر دکھائی دیے۔..... عمران نے قریب جا کر سسکراتے ہوئے کہا
"جینگل کے لئے ہم نے چوکی کے انہار کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔....."

تور نے بھی سسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر
تور نے خود ہی بتایا کہ چوکی پر ایک فوجی چپ اور دس فوجی سپاہی موجود
تھے جن میں آٹھ باہر تھے۔ دو اندر تھے اور وہ سب سلاخے۔ پھر شاید
رفیق کو انہوں نے چیک کر لیا تھا کہ وہ سب تیزی سے ہماری طرف بھاگے
گئے اس پر مجبوراً ہمیں فائر کھولنا پڑا۔ فائر کھلتے ہی اندر موجود دو آدمی بھی
باہر آگئے جس پر حضور نے ایک آدمی کو گولی مارنے کی بجائے زندہ پکڑنے
کے لئے کہا اور ہم نے ان دو میں سے ایک جو افسر تھا اسے مار گتہ بنایا
اور وہ ایک پشمان کی ادٹ میں چپ گیا لیکن ہم فائر کرتے رہے۔ حضور
اسی دوران پشمانوں کی ادٹ لپٹا ہوا اس کے عقبی طرف بھاگ گیا اور پھر اسے
بے ہوش کر دیا گیا اور میں تمہیں لینے اُدھر دوں گا۔..... حضور نے پورے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہٹا دیا۔

اور توڑی در بعد وہ چوکی میں پہنچ گئے جہاں باہر فوجیوں کی لاشیں
بکھری پڑی تھیں۔ چوکی کے باہر ایک فوجی بے ہوش پڑا ہوا تھا اس کے
کاندھوں پر کمپین کے ستارہ موجود تھے اس کے سر پر حضور کھڑا تھا۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ مجاہدین نے ایک اور کافرستانی فوجی چوکی جبار کر
دی۔ مجاہدین کی کارروائیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔..... عمران نے حضور
کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیے۔

"ظاہر ہے ہماری ساری کارروائیاں مجاہدین کے کھاتے میں ہی جا رہی
ہیں۔"

"..... حضور نے سسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہٹا دیا
"اسے ہوش میں لے آؤ حضور۔ ہمارا یہاں زیادہ در تک رکنا
ظہانک ہو سکتا ہے۔ سپاہی علاقے میں فائرنگ کی آوازیں دور دور تک
سنا دیں گی۔..... عمران نے کہا اور حضور نے ٹھک کر اس کمپین کا
جک اور سٹوڈنوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ سٹوڈنوں بعد کمپین ہوش میں
آیا اور پھر وہ ایک جھگڑے سے اٹھ بیٹھا۔ اس کے چہرے پر نکت خوف کے
اثبات ابھر آئے تھے۔

"جہاد نام کیا ہے کمپین۔..... عمران نے سر ہٹے میں پوچھا۔
"سروپ کمپین سروپ۔..... کمپین نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں
لب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم۔۔۔ تم وہی پاکیشانی مجتہد ہو۔..... کمپین سروپ نے اٹھتے ہی
کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنسنے لگا۔
"پاکیشانی مجتہد کیا مطلب۔..... عمران نے لہجے میں حیرت کا تاثر
ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"تم عام حرمت پسند نہیں ہو سکتے۔ وہ اس انداز میں فوجی چوکیوں پر
حملہ نہیں کرتے اور ہمیں پاکیشانی مجتہدوں سے خبردار رہنے کی بات
اطلاع دی گئی تھی۔..... کمپین سروپ نے ہنسنے سے روکے ہوئے جواب
دیا۔

"کس نے اطلاع دی تھی اور کیا اطلاع دی تھی۔..... عمران نے
پوچھا۔

ساتھ ہی اس نے لکھتے جھانگ لگا کر ایک بڑی بھان کی اوٹ میں جانا چاہا
 بنیں دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں ہی پٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کی
 پٹا گونگ اٹھی۔ دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے تقریبی زمین پر گر گیا اور
 بلی طرح بچنے لگا۔ عمران کے ریلواری گولی اس کے کولے پر لگی تھی۔
 عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر پیر رکھا اور پھر اسے موڑ
 دیا۔

”بٹاؤ فریکوئنسی بٹاؤ۔“ عمران نے فراتے ہوئے کہا۔

”بب بب بٹا تا ہوں۔“ چھوڑ دو مجھے بٹا تا ہوں۔“ کیپٹن سروپ
 نے ڈھبٹے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے پیر ہٹا دیا۔

”یو لو درہ۔“ عمران نے ایک لمحے کے لئے پیر ہٹا کر ایک بار پھر
 اس کی گردن پر پیر رکھتے ہوئے کہا اور اس بار کیپٹن سروپ نے فوراً ہی
 فریکوئنسی بٹا دی۔

”سپیشل کوڈ اور ملٹری کوڈ دونوں بٹاؤ۔“ عمران نے پیر کو ڈر اس
 سوزتے ہوئے پوچھا۔ اور کیپٹن نے لاشعوری انداز میں دونوں کوڈ بٹا
 دیئے لیکن اب اس کی حالت انتہائی بدتر ہو چکی تھی۔ کولے پر لگنے والی
 گولی اب اپنا اثر دکھار رہی تھی۔ عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے موڑا اور
 کیپٹن سروپ کی دوش قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

”پیسیس ہمیں ملے آؤ۔ اور ان میں سے فوق تلاش کرو جن کی یو نیفا رمز
 درست ہوں۔“ عمران نے مڑ کر کہنے ساتھیوں سے کہا۔
 ”ایک بھی نہیں ہو گا سب پر گولیوں کے نقصانات ہیں۔“ پاس

”سیکر جنرل گرو نام نے ریش پور پھاؤنی سے۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا تھا
 کہ چند پاکیشیائی لکھتے جو فوجی یونیفارم میں بھی ہو سکتے ہیں۔ ریش پور
 پھاؤنی تباہ کرنے کی غرض سے دو بیسیوں پر سوار ہو کر ناگورہ بستی کی طرف
 آ رہے ہیں اس لئے ہم ہوشیار رہیں اور اگر پیسیس جو کہ پر ہائیں تو ہم پوری
 طرح چھان بین کریں اور اگر ہمیں ڈر اس بھی شک ہو تو ہم انہیں گولیوں
 سے اڑا دیں۔“ کیپٹن سروپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اگر ایسی پیسیس چیک کر لیتے اور ان پاکیشیائی بھگنوں کو مار
 گراتے تو پھر سیکر جنرل کو کیسے اطلاع دیتے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے ٹرانسمیٹر پر ہی اطلاع دیتا اور کیسے دیتا۔“ کیپٹن
 سروپ نے جواب دیا۔

”کیا فریکوئنسی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”بھٹے تم بٹاؤ کہ کیا تم واقعی پاکیشیائی لکھتے ہو۔ مگر تم نے تو بیسیوں
 پر آنا تھا۔ کیپٹن سروپ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے الفا
 سوال کر دیا اب خوف اور حیرت کے بھٹے جھٹکے سے باہر آ چکا تھا اس لئے
 اب اس کے ہارے سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر پوری طرح
 سنبھل گیا ہے۔

”جو سوال میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔“ عمران کا بچہ
 لکھتے سر ہڈ گیا۔

”میں جہاں سے کسی سوال کو جواب نہیں دوں گا۔ بھٹے بھی میں نے
 کہیں بہت کچھ بٹا دیا ہے۔“ کیپٹن سروپ نے جواب دیا اور اس کے

ٹرانسمیٹر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ایٹل ہیلڈ میجر جنرل گرونام سپیکنگ اوور“..... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”یہی سر..... میں کیپٹن سروپ بول رہا ہوں، چیک پوسٹ نمبر سٹیشن ٹی سے جناب اوور“..... عمران نے لہجے کو انتہائی مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔

”سپیشل کوڈ دوہراؤ اوور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جواب میں کیپٹن سروپ کا بتایا ہوا اسپیشل کوڈ دوہرا دیا۔

”اپنا لمٹری کوڈ دوہراؤ اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور عمران نے میجر جیک لمٹری کو ڈیٹا دیا۔

”ہوں ٹھیک ہے۔ اب پوری تفصیل بتاؤ کہ تم نے کس طرح انہیں ہلاک کیا ہے اوور“..... اس بار دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں پوچھا گیا اور عمران نے جواب میں ایک قابل قبول کہانی بنا کر سنائی۔

”دور خمی ابھی زندہ ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”یہی سر ابھی زندہ ہے لیکن اس کی حالت غراب ہے اوور“.....

عمران نے جواب دیا۔

”میری اس سے بات کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہی سر میں اسے ہوش میں لے آتا ہوں اوور“..... عمران نے کہا

اور پھر تین چار منٹ خاموشی رہنے کے بعد کہا۔

”م۔م۔م کیا بات کروں۔م۔م۔م..... عمران نے انتہائی ڈوبتے

ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر اس نے کیپٹن سروپ کے لہجے میں بات کی۔

”جناب وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ وہ مرنے کے قریب ہے اوور“..... عمران نے کہا۔

”ہوں کیا نام ہے اس کا اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”اس نے اپنا نام عمران بتایا تھا جناب اوور“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم خود آرہے ہیں اوور اینڈ آئل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”ان فریکوں میں ریوسٹار مزے ہو رہے ہیں تو اور باہر لاٹوں کو لپٹے لباس پہنا کر لانا دو۔ یہ یقیناً پہلی کا پڑ پڑ آئیں گے اس لئے لاٹوں کی تلاش ضروری ہے۔ انہیں اور سے گولیوں کے نشانات نظر آئیں گے“..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اہلیات میں سر ہلا دیتے۔

کہ بولنے والا کمپنن سرورپ ہی ہے وہ اس کی آواز کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔
بہر حال اس کے باوجود اس کا رتاے کا کریڈٹ تم ہی لو گے۔ آخر تم
میرے جھوٹے بھائی ہو۔..... میجر جنرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”شکر یہ۔ بہر حال اب کیا پروگرام ہے۔ کیا واقعی تم خود وہاں جاؤ گے؟“
..... سینن نے کہا۔

”نہیں! مجھ بہنٹنوں کی ہلاکت اس بڑا واقعہ نہیں ہے کہ کارستانی فوج
کا میجر جنرل ان کے لئے جائے۔ میں کرنل ہیلی کو بھیج دیتا ہوں وہ ان کی
لاشیں لے آئے گا۔“..... میجر جنرل گورو نام نے بڑے متکبرانہ لہجے میں
کہا۔

”پھر میری ایک بات مان لو کہ ان لاشوں کو براہ راست چھڑانی کے
اندر نہ منگواؤ انہیں چھڑانی سے باہر کہیں رکھو۔ پہلے ان کی باقاعدہ تصدیق
ہو جائے کہ یہی وہ پاکیشیائی بہنٹن ہیں اور واقعی مردہ ہیں تو پھر انہیں
چھڑانی میں لے آیا جائے۔“..... سینن نے جواب دیا۔

”سوری ایسا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ ورنہ پوری چھڑانی میں یہ
بات پھیل جائے گی کہ میجر جنرل اس قدر بزدل ہے کہ لاشوں سے بھی
خوف کھاتا ہے۔“ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم کرنل ہیلی کے ساتھ جاؤ اور ان
لاشوں کو لے کر جہاں چھڑانی چاہے لے جاؤ اور تصدیق کرتے رہو۔
..... میجر جنرل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“..... سینن نے جواب دیا اور وہ بھی کرسی سے اٹھ

”دیکھا سینن میرے فوجیوں نے کس طرح پہلی ہی چیک پوسٹ پر
ان پاکیشیائی بہنٹنوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنہیں تم اس قدر خطرناک کہہ
رہے تھے اور جنہوں نے بقول چھڑانے بلیک ہاؤنڈز کے چاروں سیکشن
پتھرس کو ہلاک کر دیا ہے۔“..... ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی میجر جنرل گورو نام
نے بڑے طنز لہجے میں ساتھ بٹھے ہوئے سینن سے مخاطب ہو کر کہا اور
سینن کا چہرہ آگ کی طرح چم اٹھا۔

”مجھے اب بھی یقین ہے کہ یہ سب کچھ فراڈ ہے۔ یہ لوگ اتنی آسانی
سے کبھی بھی نہیں مارے جاسکتے۔“..... سینن نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔

”چھڑی اس بات کے پیش نظر میں نے سپیشل کو ڈاور ملز کی کو ڈیجی
پو چھا تھا اور دونوں کو ڈاس نے درست بتائے ہیں اور کرنل ہیلی نے جو
کہ کمپنن سرورپ کا انچارج ہے چھڑانے اس بات کی تصدیق کی ہے۔

وہ جا کر لیپٹن سروسپ سے بات کرے گا۔ لاشوں کو چمک کرے گا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر ریم سے رابطہ کر کے اس بات کی تصدیق کرے گا کہ حالات دیکھے ہی ہیں جیسا کہ بتائے گئے ہیں تو پھر ہم اپنا پہلی کا پڑنیچے اتاریں گے۔۔۔۔۔ کرنل ہیلی نے جواب دیا اور مینن نے المیہ نشان بھرے انداز میں سر ہلادیا اور مطمئن ہو کر بیچہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ نے مڑ کر کرنل ہیلی کو بتایا کہ پہلی چمک پوسٹ آنے والی ہے۔

”ایسی جگہ پہلی کا پڑھنا میں معطل کر دینا کہ ہمیں چھیک پوسٹ پر
 ہونے والی کارروائی بھی نظر آتی رہے اور مجھ سے مشین گن فائرنگ کی
 رنج سے بھی پہلی کا پڑھنا ہو رہا ہے.....“ کرنل پہلی نے اسے ہدایت دیتے
 ہوئے کہا اور پائلٹ نے اشیات میں سر ملادیا۔ کرنل پہلی نے ہاتھ میں
 موجود مخصوص ٹرانسمیٹر کا بشن دیا کہ کرنل دینی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو کر نل ہیلی کالنگ کیپٹن وکرم موہرہ..... کر نل ہیلی نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر کاپٹن وکرم اللہ خانگ اور..... ٹرافسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔“

”کیپٹن وکرم ہمارا پہلی کاپڑ فضا میں معلق رہے گا۔ تم اپنا پہلی کاپڑ چیک پوسٹ کے قریب کسی مناسب جگہ پر لانڈ کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت چیک پوسٹ پر جاؤ گے لیکن تم نے اجنبائی جو کتا رہا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہاں دشمن لینتھ فوجی ہو یا ہزاروں ہوں یا دوسرے ہی چھپے ہوئے ہوں۔ اگر ایسی صورت حال ہو تو فائر کھول دینا اور انہیں

کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد چھاننی سے دو بڑے فوجی ہیلی کاپٹر فضا میں اڑے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگے بعد چھاننی چیک پوسٹ قبی آگے والے ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ سینئر اور کرنل ہیلی کاپٹر تھے جب کے عقبی ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ پانچ مسلح فوجی بھی تھے۔ سینئر نے دو ہیلی کاپٹروں کا بندوبست اس لئے کیا تھا کہ ایک ہیلی کاپٹر کرنل ہیلی اور مسلح فوجیوں کو لے کر واپس چھاننی چلا جائے گا جب کہ دوسرے ہیلی کاپٹر وہ ان پانچ کیٹیپان کی ہتھیاروں کی لاشیں لا کر وکام سیکشن ہینڈ کو آرٹریس لے جائے گا اور پھر وہاں کسی بھی ذریعے سے ان کی تصدیق کرانے کے بعد وہ اس ہیلی کاپٹر پر ہی ان لاشوں کو لے کر کافرستان روانہ ہو جائے گا تاکہ صدر کے سامنے ان لاشوں کو پیش کیا جاسکے۔

کرل بیلی تم نے میری بات اچھی طرح سمجھ لی ہے نا..... مینن نے بیلی کا پرکے فضا میں بلند ہوتے ہی ساتھ بٹھے ہوئے کرل بیلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

یہی سر..... آپ فکر نہ کریں سر۔ ہم جیسے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ ہمارے ساتھ کوئی فراڈ تو نہیں ہو رہا۔ اس کے بعد وہاں اتریں گے۔^۵..... کرنل ہیلی نے نوکربانہ مجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کس طرح تصدیق کرو گے..... کیا پلاسٹک ہے تمہارے ذہن میں.....“ میمن نے کہا۔

”جنتاب چیک پوسٹ پر پہلے دو سرائیلی کا پٹر اترے گا۔ ان میں کیپٹن سروپ کا دوست کیپٹن وکرم موجود ہے۔ اس کے ساتھ چار مسلح فوجی ہیں۔“

..... کیپٹن وکرم کی اطمینان بھری آواز سنائی دی۔

”میرا نام سناؤ اور.....“ کرنل بیلی نے کہا۔

”کرنل بیلی جناب اور.....“ کیپٹن وکرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”او۔۔۔۔۔ کے ہم آ رہے ہیں اور رابطہ آں.....“ کرنل بیلی نے مطمئن سے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب مجھے یقین آ گیا کہ کافرستانی کیپٹن اگر یہ قوف ہوتے ہیں تو کافرستانی کرنل اجتائی عقلمند ہوتے ہیں۔ تم نے واقعی اپنا نام بھلے نہ بتا کر اور پھر کیپٹن وکرم سے پوچھ کر واقعی بے حد عقلمندی کا مظاہرہ کیا ہے۔“

..... مین نے اجتائی تحسین آئیز لہجے میں کہا۔

”ہلکے سر.....“ کرنل بیلی نے کہا اور پھر اس نے پائلٹ کو بیلی کا پرنٹے اتارنے کا حکم دے دیا۔ مین کے چہرے پر اب مکمل اطمینان اور کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اور ہاں یہ لو..... تم اسے پہناتے ہو اس نے اچھی طرح چٹیک کر لو۔“ مین نے آنکھوں سے دور بین بنائی اور نیچے بیٹھے ہوئے کرنل بیلی کی طرف بڑھا دی۔ کرنل بیلی نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور حذر سے چوکی کی طرف آتے ہوئے کیپٹن سروپ کو دیکھنے لگا۔

”میں سر یہ کیپٹن سروپ ہی ہے.....“ کرنل بیلی نے مطمئن لہجے میں کہا اور مین نے اطمینان بھر ایک ٹھوہل سانس لیا۔

”گھڑ..... اس کا مطلب ہے۔ آخر کار یہ کارنامہ کیپٹن سروپ نے سرانجام دے ہی دیا۔ یہ لوگ یقیناً فطرت کی وجہ سے مارے گئے ہوں گے انہیں احساس تک نہ ہوگا کہ اس طرح ان پر فائر کھل سکتا ہے۔“ مین نے کہا اور پھر نیچے دیکھنے لگا۔ دونوں کیپٹن چوکی کے اندر چلے گئے جب کہ کیپٹن وکرم کے ساتھ چاروں فوجی بھی ان کے پیچھے چوکی کے اندر جا کر نظروں سے غائب ہو گئے۔ باہر کھڑے فوجیوں میں سے بھی چار فوجی ان کے عقب میں اندر چلے گئے۔ سب باہر دو فوجی کھڑے نظر آ رہے تھے۔ اور پھر تقریباً چھ سات منٹ بعد کرنل بیلی کی گود میں سو جوڈ ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

”ہیلو ہیلو کیپٹن وکرم کانگ۔ اور.....“ کیپٹن وکرم کی آواز سنائی دی۔

”نہیں کرنل بول رہا ہوں اور.....“ کرنل بیلی نے اپنا نام بتانے بغیر جواب دیا اور مین چو تک کر اسے دیکھنے لگا۔

”سر میں نے اچھی طرح چٹیک کر لیا ہے۔ سب او۔۔۔۔۔ کے ہے اور.....“

بر لاٹوں کو اکٹھا کر کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اور صندوق کی تختی پر
 عمران نے ان لاٹوں پر بھی غائر نگہ کرادی تھی جب ان کے محسوس پر
 ان اور اس کے ساتھیوں کے لباس سے ہر فوجی کی جیسوں سے ان کے
 مخصوص ملٹی شاختی کارڈ بھی مل گئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے نام بھی
 یاد کر لئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے انہیں بدانت کر دی تھی
 کہ وہ بغیر اشد ضرورت کے بات نہ کریں کیونکہ ان میں سے کسی کی قواہز
 اور لچے کا انہیں علم نہ تھا۔ صدیقی باہر دور ایک پہاڑی پر موجود تھا تاکہ
 پہلی کا پڑا آئے تو وہ اسے دور سے چیک کر کے انہیں اطلاع دے سکے جب
 کہ عمران اور اس کے ساتھی چوکی کے اندر ہی تھے۔ اپنی دونوں جیسوں
 عمران نے منگوالی تھیں کیونکہ اس میں ان کا مخصوص اسلحہ بھی تھا اور
 میک اپ باکس بھی۔ دونوں جیسوں چوکی سے باہر فوقی جیب کے ساتھ
 موجود تھیں۔

عمران نے نہ صرف یونیفارم پہن لی تھی بلکہ اس نے اپنے ہجرے پر
 باقاعدہ گیلیٹن سرپ کا میک اپ بھی کر لیا تھا۔ اس طرح اس کے
 سارے ساتھیوں نے بھی یونیفارم پہن لی تھی کیونکہ ٹرکوں میں سے
 یونیفارم انہیں فی گھنٹی تھیں اور چونکہ فوجی عام طور پر مخصوص جیسوں کے
 ہوتے ہیں اس لئے کسی نے کسی طرح سب نے یونیفارم پہن ہی لیں۔
 فوجی بوٹ پہننے کے بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کے چروں پر بھی وہاں
 موجود فوجیوں کا میک اپ کر دیا اور پھر اس کی بدانت پر لاٹوں کی
 یونیفارم اتار کر انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ڈریس پہنا دیئے
 گئے اور ان لاٹوں پر بھی عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کر
 دیا۔ یہ میک اپ عمران نے اس انداز سے کی بنا پر کیا تھا کہ ہو سکتا ہے سو
 پر سے جیسوں پر بیٹھنے اور وہاں سے پھلے ہوئے وہاں کسی آدمی نے انہیں
 دیکھا ہو اور اس سے بلیک ہاؤنڈ نے ان کے طے بھی معلوم کر لئے ہوں۔

عمران صاحب دور سے دو پہلی کا پڑا تے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کا
 رخ ادھر ہی ہے۔ اچانک صدیقی نے چوکی میں داخل ہوتے ہی کہا
 اور عمران چونک کر اٹھ کھڑا ہوا، کیونکہ چوکی میں ایک ہی کرسی تھی اور
 عمران اس کرسی پر بیٹھا میز پر نقشہ پھیلائے، میز پر دو چھائی کا محل وقوع
 چیک کرنے میں مصروف تھا باقی ساتھی کھڑے تھے۔ عمران نے اٹھ کر
 بلدی سے نقشہ جہد کیا اور پھر اس نے سب کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور
 تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔
 ارے یہ ایک پہلی کا پڑا تو نفسا میں متعلق ہو گیا ہے۔ ہونہ اس کا

مطلب ہے کہ یہ لوگ ابھی تک ہماری طرف سے مشکوک ہیں۔
 عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

ہاں بالکل..... معلق ہیلی کاپٹر میں سے ہمیں شاید خاص طور پر دور بین سے بھی چیک کیا جا رہا ہے..... مفرد نے کہا۔

عمران صاحب یہ دور بین والا سول ڈریس میں ہے جب کہ حقیت پر یہ چھاؤ کرئل ہے اور یہ نیٹارم میں ہے..... صدیقی نے کہا۔

یہ سول ڈریس والا نتیجہ نامین ہو گا..... بلیک ہاؤنڈز کا چیل..... عمران نے کہا..... اسی لمحے دوسرا ہیلی کاپٹر کچھ دور ایک پتھر پر اتر گیا۔

تم لوگ ہمیں ٹھہرو..... میں جاتا ہوں عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تجربی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اس نے اپنی بال کو فوجی ہی رکھا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں سے ایک کیپٹن اور چار فوجی سپاہی اتر رہے تھے۔ جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔

ایک کیپٹن سروپ..... اس کیپٹن نے اہتائی بے تکلفانہ لکھے ہیں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کیپٹن سروپ کا بے تکلف دوست ہو۔

اوہ تم..... کیپٹن وکرم۔ تم آئے ہو۔ مگر..... عمران نے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے اسی بے تکلفانہ لکھے ہیں کہا اور عمران نے واضح طور پر دیکھا کہ اس کے نام پتے ہی کیپٹن کے چہرے پر لکھتے اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔

اس کا مطلب ہے تم بڑے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اگر میرا نام

دیتا رکھے تو یقین رکھ ایک لمحے میں کہیں دھیر کر دیتا..... کیپٹن وکرم نے ہنسنے ہوئے کہا۔

امتحان کیا امتحان..... عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لکھے میں کہا حالانکہ وہ کچھ بھی تھا کہ امتحان سے کیپٹن وکرم کا کیا مطلب تھا اور وہ دل ہی دل میں کیپٹن وکرم کی حماقت پر ہنس بھی رہا تھا کہ اس کے سینے پر اس کے نام وکرم کی بیٹی سو جو دھمی اور کاندھوں پر موجود مشاؤز اس کا ہمدہ بھی بتا رہے تھے اس نے عمران نے کیپٹن وکرم کہہ دیا تھا۔ لیکن وہ احمق وکرم اس بات پر مطمئن ہو گیا تھا۔

تم کرئل ہیلی کی نظروں میں مشکوک ہو اور اس نے مجھے خاص طور پر ہدایت کی ہے کہ میں جہاز امتحان لوں تم سے ایسے ایسے سوالات پوچھوں جن کا جواب صرف کیپٹن سروپ ہی دے سکتا ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم میرے بچپن کے دوست ہو..... وکرم نے اس انداز میں ہنسنے ہوئے کہا جیسے کرئل ہیلی کا مضحکہ اڑا رہا ہو۔

اوہ اچھا یہ بات ہے تو بھی پھر تو امتحان لے لو۔ کرو سوال لیکن ایک بات بتا دوں اپنے ساتھیوں کے سامنے کوئی ایسا سوال نہ پوچھ لینا کہ جس کے جواب کے بعد تم ان سے چہرہ چھپاتے پھر..... عمران نے اہتائی بے تکلفانہ لکھے میں کہا تو کیپٹن وکرم بے اختیار ہتھکڑ مار کر ہنس پڑا۔

اب میں احمق بھی نہیں ہوں بس ہو گیا اطمینان آنکھ کی میں پٹنے میں۔ وہ لاشیں مجھے دکھا دو۔ ورنہ اگر ہمیں سے کرئل ہیلی کو کال کر دیا تو وہ مجھ پر چڑھائی کر دے گا کہ میں نے پوری چیکنگ نہیں کی.....

”انہیں مارنا نہیں صرف بے ہوش کرنا“..... عمران نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے وکرم کی کھینچ پر لٹ مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ پانچوں فرش پر سبے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کپٹن وکرم تو کھینچ پر غریب کھا کر سبے ہوش ہوا تھا جب کہ باقی چاروں فوجی سپاہیوں کی گردنیں نیچی نظر آ رہی تھیں۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے انہیں عقب سے چھاپ کر مخصوص انداز میں ان کی گردنیں نیچی کر کے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔

”اچھی طرح چیک کر لو..... انہیں فوری طور پر ہوش میں نہیں آنا چاہئے“..... عمران نے کہا۔

”انہیں باندھ نہ دیں یہاں رسیوں کے بڈل تو موجود ہیں“..... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور وہ سب تیزی سے رسیاں اٹھا کر ان بے ہوش افراد کے ہاتھوں کو عقب میں کر کے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ عمران دروازے میں اٹھیا۔

”وہ پہلی کاپڑ فضا میں ہے یا اتر گیا ہے“..... عمران نے اندر سے ہی اونچی آواز میں باہر موجود صدیقی سے پوچھا۔

”فضا میں موجود ہے“..... باہر سے صدیقی کی آواز سنائی دی اور عمران سر ہلاتا ہوا مڑ گیا۔ پھر اس نے منہ کر کپٹن وکرم کی کلاشی لمبی شروع کر دی اور اس کی جیب سے ٹکسٹ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر کے ساتھ ساتھ اس کے کالڈات بھی اس نے نکال لئے اور پھر اس نے ان کالڈات کو دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے

کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ سب مرکز چوکی کی طرف بڑھنے لگے۔

”وہی تم نے یہ کارنامہ سرانجام کیسے دے دیا۔ تم تو سارے گروپ میں سب سے بزدل آدمی تھے“..... کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بزدل ہی کارنامے سرانجام دیا کرتے ہیں وکرم، جہادی طرح احمق کارنامے سرانجام نہیں دے سکتے“..... عمران نے جواب دیا اور وکرم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”ہاں ہاں ایک کارنامہ اتفاقی سے کیا سرانجام دے دیا۔ پھیلنے ہی جا رہے ہو“..... وکرم نے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

چوکی کے قریب عمران کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے چوکی کی طرف بڑھتے ہوئے مخصوص انداز میں انگلیں جھپکا کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو آئی کوڈ میں ایک خاص پیغام دے دیا اور پھر صبیہ ہی عمران۔ کپٹن وکرم اور اس کے چار مسلح افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ صفدر۔ تصویر۔ کپٹن شکیل اور نعمانی ان کے پیچھے اندر آ گئے۔

”دولاشیں تو باہر پڑی ہیں..... وہ تو تم نے دیکھی ہی نہیں..... چلو تم سب کو ہی لاشیں بنا دیتے ہیں“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھگت گھوما اور کپٹن وکرم بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر ایک طرف جا کر گرا۔ اسی لمحے صفدر اور اس کے ساتھی جو وکرم کے ساتھ آنے والے چاروں سپاہیوں کے پیچھے کھڑے تھے اچانک ان پر ٹوٹ پڑے۔

”اوہ یہ تو اس کے قریب اتر رہا ہے۔“ عمران نے ہونک کر کہا اور پھر اس نے صفدر اور تنویر کو آواز دے کر بلایا اور اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر اس نے صدیقی کو بھی ساتھ آنے کے لئے کہہ دیا جب کہ لیٹوب مڑ کر چوکی کی طرف بڑھ گیا اور وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔

”اچھا ہوا دونوں ہیلی کاپٹر اکٹھے ہی لینڈ ہوئے ہیں۔ ہم نے اب فوری ایکشن لینا ہے۔ کر تل ہیلی اس سول ڈریس والے کو اور دونوں پائلٹوں کو فوری طور پر بے ہوش کرنا ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے پیچھے آنے والے ساتھیوں نے جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلا دیے۔ ہیلی کاپٹر سے دو آدمی نیچے اتر کر کھڑے انہیں اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک یونیفارم میں اور دوسرا سول ڈریس میں تھا جب کہ پائلٹ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”وہ کیپٹن وکرم کیوں نہیں آیا۔“ عمران کے قریب پہنچنے ہی کر تل ہیلی کے تیرکے میں کہا وہ براہوکن اور محتاط نظر آ رہا تھا۔ اس کا ہاتھ جپٹ سے لگے ہوئے، دوسروں سے نظر آنے والے بھاری دیوالور کے دستانے پر تھا؛ اور تھا۔

”سردو میرے ساتھیوں کا امتحان لے رہا ہے۔“ عمران نے قریب جا کر استانی موندبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا یہ بات ہے۔“ ان دونوں نے مطمئن انداز میں کہا۔
”یہ سر۔“ عمران نے ایک طرف ہلکتے ہوئے کہا اور اس کے

”اوہ۔“ کے ہم آ رہے ہیں۔ اور ایڈل آئل۔“ دوسری طرف سے کر تل ہیلی کی آواز سنائی دی اور عمران ٹرانسمیٹر بند کر کے بے اختیار ہنس پڑا۔

”کافرستانی فوج میں۔“ بھی ایک سے ایک احمق جبرے پڑے ہیں۔ پہلے وکرم اپنے سینے پر موجود لپٹے نام کی چٹی کے باوجود میری طرف سے اپنا نام سن کر مطمئن ہو گیا تھا حالانکہ وہ میرے سینے پر بھی نام کی چٹی لگی دیکھ رہا تھا اور اب یہ کر تل ہیلی صرف اپنا نام سن کر بھی مطمئن ہو گیا ہے۔ حالانکہ میں نے اس خدشے کے تحت وکرم کے کاغذات دیکھ کئے تھے کہ شاید وہ کوڈ فیرہ پوچھ لے۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب سب جہادی طرف عقلمند تو نہیں ہو سکتے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو تم مجھے عقلمندی کا سرٹیفکیٹ جاری کر کے مجھے فیملی سے آؤٹ کرنا چاہتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فیملی سے آؤٹ کیا مطلب۔“ تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”خواتین احمقوں کو ظہر بنانا پسند کرتی ہیں اور عقلمندوں سے الگ رہتی ہیں۔“ عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس کر رہ گیا جب کہ باقی ساتھی بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑے کیونکہ عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں تنویر کو احمق کا خطاب دے دیا تھا۔

”عمران چوکی سے باہر نکلا تو اس نے دوسرے ہیلی کاپٹر کو پہلے ہیلی کاپٹر کے قریب ہی اترتے ہوئے دیکھا۔

ساتھی بھی تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔

”اوه تم نے مجھے سیلٹ نہیں کیا..... آگے بڑھتے ہوئے اچانک کرئل ہیلی نے رک کر کہا۔

”میں کافرستانیوں کو سیلٹ کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ اچھا ہی کافی ہے کہ میں نے جہیں سرکہہ دیا ہے..... عمران نے اپنے ساتھیوں کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو..... کرئل ہیلی نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا یہی تھا کہ عمران اور سمور بھوکے حلقوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے اور چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں گردنیں نیچھی کئے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ پائٹلس کو بھی صفدر اور صدیقی نے بے ہوش کر دیا تھا کیونکہ جب عمران اور سمور نے کرئل ہیلی اور دوسرے آدمی پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت وہ دونوں ہیلی کا پٹروں میں چھلانگیں لگا کر چڑھ چکے تھے اور ظاہر ہے پائٹلس کو تو پہنچنے ہی تو جیسوں کی طرف سے اس طرح اچانک حملے کی توقع ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے وہ بھی پلک جھپکنے میں گردنیں نیچھی کر دکر بیٹھوں پر ہی بے ہوش ہو چکے تھے۔

میجر جنرل گردنام اپنے دفتر میں موجود تھا کہ مین برکے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور میجر جنرل گردنام نے ہونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”میں..... اس کا پیج بے حد کرشت تھا۔

”سر کرئل آقا رام بول رہا ہوں۔ سیکورٹی آفیسر..... دوسری طرف سے ایک موز بانہ سی آواز سنائی دی۔

”میں کیا بات ہے..... گردنام نے ہونک کر پوچھا۔

”سر جناب مینن اور کرئل ہیلی کا پٹروں میں واپس آئے ہیں۔ ہیلی کا پٹر چھاؤنی کے گیٹ کے باہر خصوص نگہوں پر لینڈ کر دیئے گئے ہیں کیونکہ آپ کا حکم تھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے کوئی باہر سے اندر نہ آئے چاہئے کوئی بھی ہو..... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

”اودا حق آدمی..... میرا مطلب کسی انجینی سے تھا۔ کرئل ہیلی اور

”مجھے تو پہلے ہی یقین تھا۔ شکر ہے کہ جہاد اشک بھی دور ہو گیا لیکن تم نے تو جانتے ہوئے مجھے کہا تھا کہ تصدیق ہوتے ہی تم ان لاشوں کو ہیلی کاپٹر میں ڈال کر کافرستان لے جاؤ گے۔“ گردنام نے کہا۔

”وہ ان کا لیڈر عمران ہمارے پہنچنے تک زندہ تھا۔ میں نے مخصوص انداز میں جب اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے ایک خوفناک انکشاف کیا ہے کہ جھاڑی کے اسلحہ ڈپو میں ان کا ایک آدمی پہلے ہی ہتھیار چکا ہے لیکن اس آدمی کے متعلق تفصیل بتانے سے پہلے ہی وہ مر گیا ہے اور تم جانتے ہو کہ یہ کس قدر خطرناک بات ہے اس لئے میں لاشیں لے کر فوراً لے جاؤں تاکہ اس عمران کی لاش کو اسلحہ خانے میں لے جایا جائے تو یقیناً اس کا ساتھی اپنے جذبات نہ چھپا سکے گا۔ اس طرح ہم آسانی سے اسے ٹریس کر کے ختم کر سکتے ہیں۔“ دوسری طرف سے مین نے کہا۔

”اوہ اوہ۔۔۔۔۔ اگر یہ بات درست ہے تو یہ تو واقعی انتہائی خطرناک بات ہے۔ ویری بیٹہ۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ لاشیں لے آئے ہو۔ اس آدمی کی پلاکٹ انتہائی ضروری ہے۔ فون سکورٹی آفیسر کو دو۔۔۔۔۔ میجر جنرل گردنام نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ واقعی اس کے ذہن میں مین کی بات سن کر دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔ کیونکہ کسی غیر ملکی ایجنٹ کی اسلحہ خانے میں سہولت کی بذات خود انتہائی خطرناک ترین بات تھی۔

”ہیلے سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرئل آفیسر ام کی آواز سنائی دی۔ فوراً دونوں ہیلی کاپٹروں کو اندر بھگواؤ۔ ان لاشوں سمیت اور تم بھی

جہاد مین سے تو نہ تھا، لیکن جہاد مین واپس کیوں لگے ہیں۔ کیا ان کے ہمراہ لاشیں بھی ہیں۔“ گردنام نے کہا۔

”میں سر سٹ لاشیں بھی ایک ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔“ سکورٹی آفیسر نے جواب دیا۔

”میری وائر لیس فون پر جہاد مین سے بات کراؤ۔“ گردنام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”میں سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر بعد لمحوں بعد اسے مین کی آواز سنائی دی۔

”ہیلے مین بول رہا ہوں۔ یہ کیا قاش ہے۔ ہمیں باہر کیوں زبردستی اندر لیا گیا ہے۔“ مین کے لہجے میں غصہ تھا۔

”اور یہ بات نہیں مین جو تم کچھ رہے ہو۔ دراصل اس واقعہ سکورٹی آفیسر نے میرے پہلے آڈار کو تم پر بھی اہلائی کر دیا ہے۔ میں نے اسے ہتھیار دیا ہے۔ لیکن تم نے تو خود مجھے مشورہ دیا تھا کہ لاشوں کو میں جھاڑی میں نہ منگواؤں اور اب تم خود لاشوں کو لے کر جھاڑی آئے ہو۔“ گردنام نے کہا۔

”اس وقت میرے ذہن میں شک موجود تھا لیکن اب مکمل طور پر تصدیق ہو چکی ہے کہ مرنے والے واقعی پاکستانی ایجنٹ ہیں اور میں اپنے پہلے خیال پر شرمندہ ہوں۔ تمہارے کمپن سروپ نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“ دوسری طرف سے مین نے جواب دیا اور گردنام کا سینہ بے اختیار دھڑا ہوا گیا۔

نیرے دفتر پہنچے..... میر جزل گرونام نے فیصلے لے لیے ہیں کہا۔

"نہیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور گرونام نے ایک جھگڑے سے ریسور دیکھ دیا۔

"اس احمق کرئل آتارام کا میں کورٹ مارشل کر دوں گا اگر واقعی یہ فہنشت اندر سے دستیاب ہو گیا....." گرونام نے فیسے سے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کے دفتر کا دروازہ کھٹا اور بچنے میں اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے سیکورٹی آفیسر کرئل آتارام تھا۔ کرئل آتارام نے اندر داخل ہوتے ہی زوردار انداز میں منگولٹ کیا۔

"سر آپ نے طلب فرمایا تھا....." آتارام نے موہاں لہجے میں کہا۔
"میں کہاں ہے اس عمران نامی آدمی کی۔ لاش فوراً اسے منگو لائیں جہارے ساتھ ہی اسٹک خاٹہ جانا چاہتا ہوں....." گرونام نے کہا۔

"کرئل آتارام باہر جا کر کرئل بیل سے کہو کہ وہ اس عمران کی لاش اٹھا کر کہاں لے آئے اور سنو تم باہر فہر دے....." میں نے کرئل آتارام سے مخاطب ہو کر تھمکانے لگے ہیں کہا۔

"نہیں سر....." کرئل آتارام نے کہا اور تیزی سے سڑک کرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا واقعی وہ فہنشت وہاں ہو گا میں مجھے یقین نہیں آ رہا۔ یہاں سیکورٹی کا نظام اس قدر سخت ہے کہ کسی کے اندر آنے اور پھر خاص طور پر اسٹک ڈپو میں پہنچنا ناممکن ہے....." گرونام نے کرئل آتارام کے باہر

جاتے ہی مینن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ممکن تو واقعی نظر نہیں آتا لیکن اس کے باوجود ہمیں رسک نہیں لینا چاہئے....." مینن نے جواب دیا وہ اب ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہاں جہاری بات درست ہے۔ واقعی رسک نہیں لیا جاسکتا....." گرونام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھٹا اور

کرئل بیل ایک لاش کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے لاش کو فرش پر رکھا ہی تھا کہ اچانک مینن کرسی سے اٹھا اور پھر گرونام نے صرف اس کا بازو گھومتے ہوئے دیکھا اس کے بعد جیسے اس کی کٹپٹی پر کسی نے اسٹیم کراڈ صما کر دیا وہ اس طرح صما کر ہوا اور اس کا ذہن غفلت

تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے گھپ اندھیرے میں جھنک چلتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ پیدا ہوا اور پھر تیزی سے روشنی ذہن میں پھیلتی چلی گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے وہ یہ

دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ لپٹے دفتر کے نیچے بنے ہوئے ریٹ روم میں ایک کرسی پر ریسوں سے جکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سے

یوٹیلٹارم غائب ہو چکی تھی اور جسم پر صرف ایک زربامہ تھا۔ اس کے سامنے ایک میر جزل گرونام موجود تھا بالکل اس جیسا جب کہ اس کے ساتھ مینن بھی کھڑا ہوا تھا اور کرئل بیل بھی۔

"یہ..... یہ سب کیا ہے۔ تم۔ تم مینن....." میر جزل گرونام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اسے حقیقتاً اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا خاص طور پر مینن جو اس کا چھوٹا بھائی تھا اس کے سامنے اس طرح

دونوں میں سے کون اصل ہے۔ تم کوئی حرکت نہ کرو گے۔..... اس بار سینن نے بھی جھٹکے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے رنو لور نکال کر اس کا رخ نقلی گرونام کی طرف کر دیا اور گرونام کا دل مسرت سے پلیوں اچھل پڑا۔

سینن نقلی ہے یہی نقلی ہے۔ سینن تم اس سے والدین کے بارے میں پوچھو۔..... مجھ کے حالات معلوم کرو۔ ابھی اس کی اسلیٹ سلٹنے آ جائے گی..... گرونام نے مسرت سے جبرور لکچے میں کہا۔

”میں نے سب کچھ پوچھ لیا ہے اور اس نے درست بتایا ہے اس لئے تو مجھے یقین آگیا تھا کہ تم ہی نقلی ہو۔ لیکن اب میرے ذہن میں ایک ایسی بات آئی ہے جس کا جواب کسی طرح بھی نقلی، میجر جنرل کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کا جواب تم دونوں میں سے جو بھی بتائے گا وہی اصل ہوگا۔..... سینن نے اہتائی سنجیدہ لکچے میں کہا اور گرونام چونک پڑا کیونکہ سینن کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

”کون سی بات..... گرونام نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جھادنی میں امیر جنسی ڈیکٹر کرنے کے لئے حکومت کافرستان کی طرف سے ایک خصوصی پاس ورڈ مقرر ہے اور اصل گرونام نے یقیناً یہ پاس ورڈ جھادنی کے تمام سرکردہ افراد کو بتایا ہو گا جو جب کہ نقلی گرونام یہ پاس ورڈ نہیں جانتا۔..... سینن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ ہاں۔ ہاں بالکل۔ تم نے بالکل درست کہا ہے۔ پہلے اس سے پوچھو پھر میں بتاؤں گا۔..... گرونام نے اہتائی مسرت جبرے لکچے میں کہا

اطمینان سے کھڑا تھا۔

”تو جہار اخیال تھا کہ تم میجر جنرل گرونام بن کر ہمیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔..... سلٹنے کھڑے گرونام نے اہتائی کرخت لکچے میں کہا اور گرونام کے ذہن میں یہ اختیار دھماکے سے ہونے لگ گئے۔ وہ اپنی آواز اور لہجہ بھانپتا تھا اور سلٹنے کھڑے نقلی گرونام کی آواز اور لہجہ بالکل اس جیسا ہی تھا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نقلی ہو۔ میں اصل گرونام ہوں۔ سینن تم خاموش کیوں کھڑے ہو۔ کرئل نیلی اسے شوٹ کر دو۔ اسٹ لازمانی آؤ۔..... گرونام نے حق کے بل جھٹکے ہوئے کہا۔

”تم ابھی تک یہی سمجھ رہے ہو کہ جہارے جبرے پر گرونام کا میک اپ ہے جب کہ اس وقت جہار اصل جبرہ ہمارے سلٹنے ہے۔ تم پاکیشیائی فینجٹ ہو۔..... اس بار سینن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یکو اس۔ یہ سب کچھ اس ہے۔ دھوکہ ہے۔ میں اصل گرونام ہوں یہ نقلی ہے۔..... گرونام پر واقعی وحشت سی سوار ہو گئی۔

”سر کہیں واقعی ہم سے کوئی ٹیکر نہ چلا یا جا رہا ہو۔..... ایسا تک کرئل نیلی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مضمین گن کا رخ گرونام کے سلٹنے کھڑے ہوئے نقلی گرونام کی طرف کرتے ہوئے سینن سے کہا۔

”کیا۔ جہاری یہ جرات کہ تم میجر جنرل پر مضمین گن اٹھاؤ۔..... نقلی گرونام نے میسے سے جھٹکے ہوئے کہا۔

”کرئل نیلی درست کہہ رہا ہے اس لئے جب تک یہ فیصلہ نہ ہو کہ تم

نہ ٹھیک ہے۔ اس کا بچہ بتا رہا ہے کہ اس نے جاک بولا ہے۔۔۔۔۔
 اچانک مینن نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور گردنام بے اختیار ٹوک پڑا
 کیا۔ کیا۔ تم۔۔۔۔۔ گردنام نے انتہائی اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 گردنام تم ہی اصل ہو۔ اور جہارے بھائی مینن اور کرنل جیلی
 دونوں کی لاشیں تو وہیں چوکی کے پاس ایک گہرے کھڑ میں پڑی ہیں تم
 نے واقعی چھاؤنی کے گرد انتہائی زبردست حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے
 اس لئے ہمیں یہ سب ڈرامہ کھیلنا پڑا، اور تم نے دیکھا کہ ہم اطمینان سے
 جہارے پیچھے ہوئے ایلی کا پٹروں میں بھاگتے گئے۔ ہم نے اذیت کیسپ
 سے مجاہدین کو چھوڑنا تھا اور جہاں انہیں معلوم ہوا ہے کہ اذیت
 کیسپ میں ایئر بنسی پاس ورڈ استعمال ہوتا ہے جس کا ہمیں علم نہ تھا اور
 کسی سے پوچھنا اپنے آپ کو مشکوک کرنا تھا، اس لئے ہمیں ہمیشہ ہوش
 میں رہنا پڑا، اور تو تم بے ہوشی کے دوران ہی اپنے انعام کو منہ سے نکالتے ہوئے
 اچانک مینن نے منہ نہاتے ہوئے کہا اور گردنام کو یوں محسوس
 ہوا جیسے وہ کسی گہرے اندھے کنویں میں ڈوبنا چلا جا رہا ہو۔
 "اوہ اوہ۔ م۔ م۔۔۔۔۔ گردنام کے ذہن میں واقعی انتہائی حیرت
 اور خوف کی وجہ سے اس قدر زور وار دھماکے ہونے لگ گئے تھے کہ اس
 کی زبان لڑکھڑا گئی تھی اور پھر اچانک اس کی آنکھوں کے سلسلے چنگاریاں
 ہی دکھائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار ریح نکل
 گئی۔ اسے اپنے جسم میں دیکتی ہوئی کئی گرم سلاخیں اترتی محسوس ہوئیں
 اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا ذہن تاریک ہو گیا بالکل اسی طرح جس طرح

"اگر میں نے کچھ بتا دیا تو پھر یہ سن لے گا اس لئے میں جہارے کان
 میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ گردنام کے سامنے کھڑے نقلی گردنام نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ کھڑے مینن کے کان کے قریب منہ لے
 جا کر کچھ کہا تو مینن کے ہونٹ جھٹکتے گئے۔ اس نے سر ہلکا کر کے مخصوص
 انداز میں کرنل جیلی کو آنکھ کا اشارہ کیا اور گردنام اس اشارے کو دیکھتے
 ہی سمجھ گیا کہ اس نقلی گردنام نے درست پاس ورڈ نہیں بتایا اس لئے
 مینن اس گردنام پر اچانک حملہ کرنے کا اشارہ کر رہا ہے۔ اس کا چہرہ کھل
 اٹھا۔

"اب تم بتاؤ۔۔۔۔۔ مینن نے اشارہ کرنے کے بعد اس سے مخاطب
 ہو کر پوچھا۔

"نان سٹاپ الیکشن۔۔۔۔۔ گردنام نے جلدی سے ایئر بنسی کے لئے
 مخصوص شفیعہ پاس ورڈ بتا دیا۔

"تم نے غلط بتایا ہے۔ اس لئے تم ہی نقلی ہو۔۔۔۔۔ اچانک مینن
 نے کہا اور گردنام بے اختیار اچھل پڑا، لیکن ظاہر ہے اسے اچھلنے کا سرف
 احساس ہی ہوا اور نہ اس کے جسم نے تو حرکت ہی نہ کی تھی کیونکہ وہ
 بندھا ہوا تھا جب کہ اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس نے تو صحیح پاس
 ورڈ بتایا ہے لیکن مینن اسے غلط کہہ رہا تھا جب کہ مینن کو بھی اصل پاس
 ورڈ کا علم تھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے غلط بتایا ہے۔۔۔۔۔ گردنام نے حلق
 کے بل پچھتے ہوئے کہا۔

کیرے کا شہر بند ہوتا ہے اور اس کے احساسات فنا ہو کر رہ گئے۔

ایک پہاڑی وادی میں ایک بڑا سا فنی ہیلی کاپٹر ایک مسلح چٹان پر کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ عمران بلیک ہاؤنڈز کے چیف سینن کے میک اپ میں۔ جب کہ تنور کرٹل ہیلی اور صفور جیجر جنرل گرو نام کے رڈپ میں موجود تھے۔ ان کے باقی ساتھی قومی یونیفارم پہنے ہوئے اور اوپر ہاتھوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کا انداز ایسا تھا جیسے وہ تفریق کرنے کی غرض سے اس مقام پر آئے ہوں عمران نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی۔

”اب تک تو اذیت کیسے میں حضور مجاہدین کو دگام مٹوہ جگہ پر پہنچ جانا چاہیے۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔
 ”ہاں راستے میں بھی انہیں ہتیک نہیں کیا جاسکتا اور ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر دگام سے باہر آسانی سے پہنچ گئے ہوں گے۔“..... ساتھ کھڑے صفور نے کہا۔

ہے..... ٹرانس میزرف ہوتے ہی صفد نے بوجھا۔
 دیکھنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں..... عمران نے وضاحت

ہاں ریش پور جھڑنی بہت بڑی جھڑنی ہے۔ اس کے اندر کٹے کا بھی رتے ہوئے کہا وہ حور نے اجابت میں سر ملادیا۔
 بہت بڑا ذخیرہ ہے اس لئے اس کے تباہ ہوتے ہی نہ صرف وادی مشکبار کے عمران صاحب اب مزید وقت نہ ضائع کیا جائے تو بہتر ہے۔ ایسا نہ اس جسے میں بلکہ پورے کافرستان میں دلاڑ سنا جائے گا اور ظاہر ہے اسے کہ جھڑنی کے اگلے ڈبو میں ہمارا نصب شدہ وائر لیس فنی چارجر کسی کی بھی مبادین کی کارروائی سمجھا جائے گا، اس لئے تھوڑا پوری وادی مشکبار نظروں میں آجائے اور سارا مشن ہی ختم ہو جائے..... صفد نے کہا میں کافرستانی فوج پھیل جائے گی اور پھر ہمارا الگنا مسئلہ بن جائے گا۔ تجھے اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

البتہ کیسب میں موجود مبادین کی فکر تھی۔ وہ اب دگام میں تھوڑا ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں اس لئے اس جھڑنی کو تباہ کرتے ہی ہم اس پہلی چارٹر میں فوری طور پر ان عیوں میں کافرستان داخل ہو جائیں گے اور پھر وہاں سے اطمینان سے پاکیشیا..... عمران نے جواب دیا۔

لیکن عمران صاحب حکومت کافرستان کو تو مطمئن ہونا چاہئے کہ بلیک ہانڈز کا کیا حشر ہوا ہے اور کسی نے کیا ہے۔ ورنہ وہ پھر ایسی ہی عظیم بنالیں گے..... حور نے کہا۔

تم نے مینن کی بات سنی نہیں تھی کہ کسی مشنگ میں صدر کافرستان نے ہمارے مشفق بھی خوشہ ظاہر کیا تھا ہمارا گرپ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مشفق ہے اور اس جھڑنی کی تباہی کے بعد تھوڑا

رپور میں کافرستانی حکومت کو پہنچ جائیں گی کہ بلیک ہانڈز کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ سب سے اگر بات کی گئی تو ہو سکتا ہے کسی ٹرانس میزرف بات کچھ ہو جائے اور اس طرح کافرستان کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ یہ ساری کارروائی پاکیشیا کی ہتھکنوں نے کی ہے اور وہ اسے بین الاقوامی

گوئیخ اٹھا۔

لوگ اٹھا۔
 "جلو صدیقی اب پہلی کا پیر کو آگے بڑھاؤ اب ہمیں فوری طور پر جہاں سے نکلنا ہوگا۔" عمران نے نعرے کی گونج غم ہوتے ہی صدیقی سے کہا اور صدیقی نے پہلی کا پیر آگے بڑھا دیا اور اس کی رفتار اجتنابی تیز کر دی۔
 "تم عظیم ہو عمران۔۔۔۔۔ اجتنابی عظیم۔ میں جہادی مہمت کو سلام کرتا ہوں یہ سب جہادی ذہانت اور جہادی کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ اور ہمیشہ پور جہاد فی کی جہابی یہ سب کچھ جہادی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے۔ تم نے میرے وطن کی آزادی کے لئے یہ عظیم الشان کارنامہ سراہنامہ دے کر مجھے فریاد لیا ہے۔" حنور نے بھگت عمران کی طرف مڑتے ہوئے اجتنابی جذباتی لہجے میں کہا۔ جذبات کی شدت کی وجہ سے اس کے ہاتھ کے عضلات پھونک رہے تھے۔

فرید لیا ہے..... تم..... تم..... مگر کیسے..... میں تو غریب اور مفلس آدمی ہوں۔ آغا سلیمان پاشا کی تحفہ ہوں کابل بھی نہیں دے سکتا۔ تم..... تم..... میں جیسے کیسے فرید سکتا ہوں۔ اتنے لمبے چوڑے۔ حوصلہ سالم آدمی کو۔ یہ ملو اگر تم بیکنے پر سمجھ رہے ہو تو میرا..... وہ جذبہ رقابت فروخت کر دو۔ اپنی رقم تو میں دوستوں سے بچھو دے کر بھی پوری کر سکتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سودا جو یانا قزوین کے سامنے ہو گا..... عمران نے کہا تو پہلی کارٹر بے اختیار قبضوں سے گونج اٹھا اور ان قبضوں میں حضور کی ہنسی بھی شامل تھی۔

ریش پور چھاونی والا قلعہ تھا۔ اور پھر پہلی کاہ کو فضا میں مطلق کر دیا اور پھر وہ سب تنہی کی طرف متوجہ ہو گئے جس کا چہرہ جذبات کی حدت سے شائری کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ تنہی نے چار چہرے موجود ایک جہنم دیا یا تو چار چہرے سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور عمران اور سب ماتھیوں کے منہ سے بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس نکل گئے کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ چھاونی کے اسلحہ خانے میں انہوں نے جس بڑے بچے کے ساتھ ڈی چار چہرے نصب کیا تھا وہ کام کر رہا ہے۔

”دکڑی دار مجاہدین“..... یکتھت تنور نے جذباتی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ رنگ کا بڑا سا بلن پریس کر دیا سبز رنگ کا بلب ایک تھما کے سے سرخ ہوا اور پھر بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی ان سب کی نظریں اس طرف کو گھوم گئیں جدھر کافرستانی فوج کی سب سے بڑی جھانڈی تھی۔ اور جدو لگوں بعد دور سے دھماکوں کی بے در پے آوازیں انہیں سنائی دیں۔ اور پھر جیسے کوئی خفیہ آتش فشاں پھٹ پڑا ہے۔ اس طرح دور ایک پہاڑی سے آگ کا ایک الٹا سا بڑا دھواں اور آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ اگلے خانے میں موجود تمام خوفناک اسلحہ پھٹ گیا تھا اور ظاہر ہے اس کے پھٹنے کے بعد اس قسم کا نظارہ ہی سامنے آتا تھا۔ آگ کا یہ خوفناک الٹا مسلسل دھواں اٹھتا اور پھیلتا چلا جا رہا تھا اور دھماکوں کی خوفناک آوازیں کافی فاصلے پر ہونے کے باوجود ان تک پوری شدت سے پہنچ رہی تھیں۔ سب غورہ گاؤں دکڑی دار مجاہدین“..... تنور نے انتہائی مسرت سے بھرے مگر جذباتی لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے پہلی کا پڑنعرے سے

عمران میرزے میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈیٹر

ذہین اکینٹ خاص نمبر

۱۰ مکمل ناول

مصنف بہ منظرِ حکیم ایم اے

ختم شد

گزارہم۔ ایک بریاد کا ذہین اکینٹ۔ جس نے عمرانی اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے مقابل اپنی ذہانت ثابت کر دی۔ کیسے؟

عمران سم۔ جس نے اکیلے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

مقابلے میں کامیابی حاصل کر لی۔ کیا واقعی؟

وہ لمحہ۔ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود تباہی و کشتیوں

کے ذہین اکینٹ کے مقابلے میں شکست کھا گئے۔

وہ لمحہ۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے گزارہم

نے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ کیا واقعی وہ عمران سے زیادہ ذہین تھا؟

آخری کامیابی کسے حاصل ہوتی۔ گزارہم کو۔ یا؟

انتہائی دلچسپ۔ ہنگامہ خیز اور ذہانت
سے جبراً ایک منفرد انداز کا ناول

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان

”صرف یہی ایک جہز تو اٹھا ہے جو ناقابلِ فروخت ہے“..... حور
نے ہنستے ہوئے کہا اور اپنی کانپڑا ایک بار پھر زوردار تختہوں سے گونج اٹھا۔